سیریز
ڈیولز
مظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین ——— سلام مسنون!
ایک نئے انداز کا ناول آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جاسوسی ادب کا میدان بے حد فراخ ہے ——— اور اس میں ایسی نئی جہتیں موجود ہیں جو ابھی تک صفحہ قرطاس پہ نہیں ابھریں۔ لیکن اگر ناول برائے ناول لکھنا مقصود نہ ہو بلکہ کوشش یہ ہو کہ جاسوسی ادب پڑھنے والوں کو نئی جہتوں سے آشنا کیا جائے تب ہی منفرد اور انوکھے ناول وجود میں آتے ہیں۔
لٹل ڈیولز ایک ایسا ہی ناول ہے جو عام ڈگر سے ہٹ کر لکھا گیا ہے ——— اس سے پہلے بڑے بڑے جغادری مجرم اور مجرم تنظیمیں عمران کے مقابلے میں آتے رہے ہیں لیکن اس بار جو تنظیم عمران کے مقابلے پر آئی ہے۔ وہ معصوم بچوں پہ مشتمل ہے ——— لیکن یہ بچے اپنے اندر کس قدر خوفناک صلاحیتیں رکھتے ہیں۔ اور انہوں نے کس انداز میں عمران اور سیکرٹ سروس کو تگنی کا ناچ نچایا ہے ——— اس کی

تفصیل دل چسپ بھی ہے اور حیرت انگیز بھی ـــــ یہ ننھے شیطان جو بظاہر دیکھنے میں عام سے بچے ہیں انتہائی خوف ناک مجرموں اور ذہین ترین سیکرٹ ایجنٹوں سے بھی دو قدم آگے ہی رہے ہیں ـــــ اور عمران جو بڑے سے بڑے مجرم کو اپنے سامنے طفل مکتب سمجھتا آیا ہے ـــــ ان کے مقابلے میں آ کر پہلی بار خود کو بچہ سمجھنے پر مجبور ہو گیا۔ وہ بچوں والی شرارتیں بچوں کی سی حرکتیں ـــــ لیکن نتائج ایسے حیرت انگیز کہ عمران کو بھی سر پکڑ کر بیٹھنے پر مجبور ہونا پڑا۔

مجھے یقین ہے کہ آپ کو یہ منفرد ـــ انوکھی ـــ حیرت انگیز اور دل چسپ کہانی بے حد پسند آئے گی۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

عمران بڑے خوش گوار موڈ میں کار دوڑاتا ہوا سکائی فال کی طرف جا رہا تھا۔ سکائی فال شہر سے کافی فاصلے پر ایک مصنوعی آبشار تھی، جسے ایک صنعت کار نے انتہائی کثیر سرمایہ خرچ کر کے بنوایا تھا۔ اسے بالکل نیاگرا آبشار کی طرز پر مصنوعی طور سے بنایا گیا تھا۔

نیاگرا آبشار تو پہاڑوں سے گرتی تھی۔ لیکن یہاں ایک مصنوعی پہاڑی تعمیر کر کے بڑے اور طاقتور پمپوں کی مدد سے پانی انتہائی اونچائی پر پہنچایا جاتا اور پھر وہاں سے یہ پانی ایک بہت بڑی چادر کی صورت میں نیچے بنی ہوئی مصنوعی جھیل میں گرتا رہتا تھا۔ اس طرح یہ خوبصورت مصنوعی جھیل وجود میں آئی تھی۔ اس کے ارد گرد بہترین اور خوبصورت پکنک پوائنٹس بنائے گئے تھے۔ اور ساتھ ہی انتہائی خوبصورت اور جدید ترین ہوٹل سکائی فال تعمیر کیا گیا تھا۔

اس ہوٹل آبشار اور مصنوعی جھیل کا افتتاح ابھی حال ہی میں ہوا

تھا اور چونکہ یہاں کا موسم پانی گرنے کی وجہ سے انتہائی خوشگوار تھا اور
پھر خوبصورت پکنک پوائنٹس اور جدید ترین ہوٹل کی وجہ سے آجکل تقریباً
پورا شہر ہی شام ہوتے ہی اس جگہ امڈ پڑتا تھا۔

اعلیٰ طبقے کے لوگ تو ہوٹل میں جا بیٹھتے جبکہ متوسط طبقے کے لوگ
جھیل اور آبشار کا نظارہ کرتے اور گھومتے پھرتے رہتے۔ غرضیکہ یہاں ہر
روز میلہ سا لگا رہتا تھا۔

عمران نے بھی سکائی فال کی بہت تعریفیں سنی تھیں۔ لیکن چونکہ وہ
گزشتہ ایک ہفتے سے ایک اہم کیس میں مصروف رہا تھا۔ اس لئے اسے
وہاں جانے کی فرصت نہ مل سکی تھی اور پھر فارغ ہوتے ہی اس نے سکائی
فال پر دھاوا بولنے کا پروگرام بنالیا۔

کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر وہ خود تھا۔ اس وقت وہ مشرقی شہزادوں
کے خوبصورت لباس میں تھا۔ کریم کلر سلک کی بے داغ شیروانی، سر پر
تاج نما خوبصورت ٹوپی جس پر ایک بہت بڑا اور انتہائی قیمتی ہیرا جڑا
ہوا تھا۔ گلے میں سچے موتیوں اور ہیروں کا سات لڑی ہار تھا۔ تلے دار سلیم
شاہی جوتے پہنے ہوئے تھا۔

لباس اس کے خوبصورت چہرے پر انتہائی سج رہا تھا۔ پچھلی
نشست پر جوانا اور جوزف خاکی وردیاں پہنے باڈی گارڈ کے روپ میں
بیٹھے ہوئے تھے۔

جوزف کے دونوں پہلوؤں سے ریوالور لٹکے ہوئے تھے، جبکہ
جوانا نے ریوالوروں کے ساتھ ساتھ کاندھے سے ایک جدید ترین
مشین گن بھی لٹکائی ہوئی تھی۔

سیاہ رنگ کی بڑی شیورلیٹ کی سائیڈ پر ایک خوبصورت جھنڈا
لہرا رہا تھا۔ یہ جھنڈا عمران کی اپنی ایجاد تھی۔ اس کے مطابق یہ کوہ ہمالیہ
کی ترائی میں واقع ریاست ڈھمپ کا سرکاری جھنڈا تھا۔

یہ سرخ رنگ کا جھنڈا تھا جس کے درمیان میں ایک دھاڑتے
ہوئے شیر کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ اس کے نیچے انگریزی میں ڈھمپ
لکھا ہوا تھا۔

آج وہ خالصتاً تفریحی موڈ میں تھا۔ اس لئے وہ پورے ٹھاٹھ
باٹھ سے سکائی فال روانہ ہوا تھا۔

"باس ------ یہ نام غلط نہیں ہے"۔ اچانک جوزف کی آواز
سنائی دی

"بالکل غلط ہے ------ اصل نام جوزفین ہے۔ لیکن مجبوری یہ ہے
کہ تم میرے باڈی گارڈ مقرر ہوئے ہو۔ اس لئے اپنی عزت کے لئے
جوزف کہنا پڑتا ہے۔ ورنہ تو جوزفین ہی درست ہے"۔

عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور
قریب بیٹھا جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم کیوں دانت نکال رہے ہو ------ ہونہہ"۔ جوزف کو جوانا
کے ہنسنے پر غصہ آگیا۔ وہ اسی پر چڑھ دوڑا۔

"جوزف ------ میرے خیال میں اب تمہیں نشہ ہونے لگا ہے۔
جوانا دانت نکالنے کی عمر کراس کر چکا ہے اور تم اب اس سے پوچھ
رہے ہو کہ کیوں دانت نکال رہے ہو"

"باس ------ یہ ہنس رہا ہے"۔ جوزف نے جھلائے ہوئے

لہجے میں کہا۔

"یہ واقعی اس کی غلطی ہے تمہاری شکل دیکھ کر تو اسے رونا چاہیے۔" عمران نے جواب دیا۔

"باس ——— آپ اس کی فیور کر رہے ہیں جبکہ یہ نیا آیا ہے۔" جوزف نے روٹھے ہوئے انداز میں کہا۔

"فیور ——— ارے خدا کا خوف کرو جوزف ——— میری کیا جرأت کہ اتنا بڑا فیور اپنے سر لے لوں۔ بخار سے تو ویسے ہی مجھے ڈر لگتا ہے۔ اور پھر کالا بخار یعنی بلیک فیور ——— نہ بھئی ناں ابھی مجھے کچھ دن زندہ رہنے دو" عمران نے سٹیرنگ چھوڑ کر دونوں کان پکڑ لئے۔ اور کار نے تیزی سے رخ بدلا۔

"ارے۔ ارے ———" جوزف نے کار کو غلط رخ جاتے دیکھ کر چیختے ہوئے کہا۔ کیونکہ اس طرف سے ایک موٹی ٹرک آ رہا تھا۔ اور کار سیدھی اس ٹرک کی طرف بڑھنے لگی تھی اور عمران نے جلدی سے سٹیرنگ تھام لیا۔ دوسرے لمحے چند انچوں کے فاصلے سے کار اور ٹرک کا ہولناک تصادم ٹل گیا۔

"باس ——— میں اپنے نام کی بات نہیں کر رہا تھا۔ سکائی فال کی بات کر رہا تھا۔ اب بھلا سکائی یعنی آسمان کیسے فال ہو سکتا ہے۔ یعنی گر سکتا ہے۔"

جوزف نے بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔

"یہ تم نے یعنی یعنی کی کیا گردان لگا رکھی ہے۔ کیا تمہارا خیال ہے مجھے انگریزی نہیں آتی ——— ارے انگریزوں نے انگریزی ہمارے

[illegible]ان سے ہی سیکھی تھی۔" عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سیکھی ہو گی ——— آپ میری بات کا جواب دیں۔" جوزف نے جھنجھلا کر کہا۔

"کتنے نمبر دو گے ———" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا

"نمبر ——— کیسے نمبر" ——— جوزف نے چونکتے ہوئے کہا۔

"بھئی ——— میں نے یہی سنا ہے کہ جب امتحان میں سوال کا جواب دیا جاتا ہے تو اس کے نمبر ملتے ہیں۔" عمران نے کہا

"اوہ ——— میں آپ کا امتحان نہیں لے رہا۔" جوزف نے اس بار ہنستے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے اب دینے کی باری آئی تو لینے سے مکر گئے۔ اچھا۔ خیر یہ بتاؤ کہ اگر واقعی سکائی فال ہو جائے تو تم کہاں جاؤ گے۔

——— عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میں کہاں جاؤں گا ——— میں فال پر چڑھتا ہوا سکائی پر چلا جاؤں گا۔" جوزف نے چند لمحے سوچنے کے بعد فلسفیانہ انداز میں جواب دیا اور اس بار باوجود کوشش کے جوانا اپنے حلق سے نکلنے والے زوردار قہقہے کو نہ روک سکا۔

"تم پھر مجھ پر ہنس رہے ہو ——— میرا نام جوزف ہے، جوزف دی گریٹ ——— تم جیسے لوگ تو میرے بوٹ چاٹتے ہیں۔" جوزف سے اور کچھ نہ بن سکا تو ایک بار پھر جوانا پر چڑھ دوڑا۔

"یو شٹ اپ ——— اپنی اوقات میں رہو ——— میں ماسٹر کی وجہ سے تمہیں برداشت کر لیتا ہوں ورنہ جوانا سے اونچی بات کرنے

والے دوسرا سانس نہیں لے سکتے" جوانا کو بھی غصہ آگیا۔

"ارے۔ ارے تم دونوں اگر آپس میں لڑنے لگے تو میرے دشمنوں سے کون لڑے گا۔"

عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور وہ دونوں یوں خاموش ہو گئے جیسے ایک دوسرے سے واقف ہی نہ ہو۔

کار نے ایک موڑ کاٹا اور اور پھر وہ سکائی فال کے بڑے سے گیٹ میں داخل ہوتی چلی گئی۔ اب سکائی فال کا انتہائی خوبصورت منظر سامنے تھا۔ اور عمران بھی اس خوبصورت منظر کو دیکھ کر بے حد خوش ہوا۔

واقعی یہ مصنوعی آبشار فن تعمیر کا ایک نادر نمونہ تھا۔ سکائی فال کے ایریئے میں بے پناہ رش تھا۔ رنگ برنگے لباس پہنے، خوبصورت جوڑے وہاں گھومتے پھر رہے تھے۔

عمران نے کار ایک طرف روکی اور پھر وہ کار کو لاک کر کے باہر نکل آیا۔ جوزف اور جوانا بھی باہر آگئے۔

"ہم پہلے اس آبشار کا ایک چکر لگانا چاہتے ہیں"۔ عمران نے شاہانہ انداز میں کہا۔ اور پھر وہ بڑے وقار سے آبشار کی طرف بڑھنے لگا۔ جوزف اور جوانا دونوں اس کے پیچھے بڑے مودبانہ انداز میں چل رہے تھے۔

انہیں دیکھتے ہی ہر شخص حیرت سے جھجک جاتا۔ چند ہی لمحوں میں ان کے گرد مجمع سا جمع ہو گیا۔ لیکن قریب کوئی بھی نہ آ رہا تھا۔ عورتوں کی نظروں میں انتہائی پسندیدگی کے آثار تھے۔ جبکہ مردوں کا رشک کے

ے برا حال تھا۔ جہاں سے عمران گزرتا مجمع کائی کی طرح چھٹ جاتا ت اسی کے متعلق چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں اور عمران بڑے ٹھاٹھ ے گھومتا پھر رہا تھا۔ اچانک مجمع میں سے ایک بچہ تیزی سے عمران کی طرف ھا۔

"جناب —— جناب —— کیا آپ سچ مچ کے شہزادے ہیں"

بچے نے قریب آکر بڑے معصوم سے لہجے میں پوچھا۔ اس نے پتلون ٹ۔ بو شرٹ پہنی ہوئی تھی۔

"ہم سچ مچ کے نہیں ریاست ڈھمپ کے شہزادے ہیں۔ یہ سچ مچ کہاں ی ریاست ہے"۔ عمران نے بچے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ —— میرا مطلب تھا اصلی" —— بچے نے ہنستے ہوئے کہا لوگ اب ان کے گرد اکٹھے ہو گئے تھے۔

"تمہارا مطلب اصلی ہے یا نقلی —— مجھے کیا معلوم"۔ عمران نے واب دیا اور اس بار بچے کے ساتھ ساتھ پورا مجمع کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"آپ کے گلے میں ہیرے اور موتی اصلی ہیں"۔ بچہ بھی شاید ضرورت سے زیادہ ہی باتونی اور شرارتی تھا۔

"بالکل اصلی ہیں —— ابھی دنا سیلتی ہیرے اور موتی ہماری ریاست میں نہیں بننے لگے"۔ عمران نے جواب دیا اور مجمع میں سے ایک بار پھر ہنسی کی آواز ابھری۔

"کیا آپ مجھے دکھا سکتے ہیں —— میں نے ہیرے اور موتیوں کے بارے میں صرف کتابوں میں پڑھا ہے۔ انہیں ہاتھ کبھی نہیں لگایا" بچے نے بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا اور عمران نے

مسکراتے ہوئے اپنے گلے سے سارے ہار اتارے اور بچے کی طرف بڑھا دیئے۔ بچہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے عمران کے ہاتھ سے ہار جھپٹ لئے۔

مگر دوسرا لمحہ عمران اور پورے مجمع کے لئے انتہائی حیران کن ثابت ہوا۔ جب ایک اور بچہ مجمع سے انتہائی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے انتہائی پھرتی سے وہ ہار پہلے والے بچے کے ہاتھ سے جھپٹے اور پھر تیر کی طرح مجمع کے اندر غائب ہو گیا۔

"ارے ارے" پہلے بچے نے کہا اور وہ بھی برق رفتاری سے اس کے پیچھے بھاگا۔ چند لمحے مجمع میں ہلچل سی پیدا ہوئی اور پھر دونوں بچے غائب ہو گئے۔

عمران، جوزف اور جوانا ہونقوں کی طرح منہ کھولے کھڑے رہ گئے۔ مجمع کے لوگ بھی حیرت زدہ تھے۔

"ماسٹر" ——— جوانا نے چند لمحوں بعد تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— کوئی بات نہیں ——— یہ بچے شرارت کر گئے ہیں۔ ویسے ہی ہم سے مانگ لیتے تو ہم انہیں یہ ہار بخش دیتے"۔ عمران نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ اور پھر آگے بڑھ گیا۔ مجمع میں موجود عورتیں اور مرد عمران کی اس لاپرواہی اور بے نیازی پر حیرت سے بت بنے رہ گئے۔

عمران اس بار ہوٹل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"باس ——— یہ تو صریحاً ڈاکہ ہے"۔ جوزف نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

"ڈاکہ ——— کیسا ڈاکہ"۔ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یہ بچے نہیں ڈاکو تھے۔ یہ ہمارے ہار لے اڑے"۔ جوزف نے خفیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— کوئی بات نہیں۔ ہم بازار سے اور خرید لیں گے۔ بچے تو تھوڑی دیر خوش ہو لیں گے۔" عمران نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ ہوٹل کے مین گیٹ میں داخل ہو گیا۔

اسے دیکھتے ہی ہال میں موجود ہر فرد چونک پڑا۔ کاؤنٹر کے پیچھے کھڑا ہوا نوجوان باہر نکل کر تیزی سے عمران کی طرف بڑھا۔ اور پھر اس کے سامنے آکر بڑے مؤدبانہ انداز میں جھک گیا۔

"ہوٹل سکائی فال معزز مہمان کو خوش آمدید کہتا ہے"۔ نوجوان نے کہا۔

"تمہارا نام ہوٹل سکائی فال ہے ——— کمال ہے اب انسانوں کے نام بھی ہوٹلوں جیسے ہونے لگ گئے ہیں۔" عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں شفٹ انچارج ہوں جناب ——— تشریف رکھیئے"۔ نوجوان نے دھیرے سے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے عمران کو لا کر ایک بڑی سی میز پر بٹھا دیا۔

"آپ بھی تشریف رکھیئے" ——— شفٹ انچارج نے جوزف اور جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سنو مسٹر ہوٹل سکائی فال ——— یہ ہمارے باڈی گارڈ ہیں۔

ان کا کام ہماری حفاظت کرنا ہے ، بیٹھنا نہیں ۔" عمران نے منہ بنا
ہوئے کہا۔ اور نوجوان خاموش ہو گیا۔
"حکم فرمایئے حضور" ——— نوجوان نے چند لمحوں بعد کہا۔
"تمہارے ہوٹل کا سب سے مہنگا مشروب کون سا ہے۔" عمران
نے بڑے شاہانہ انداز میں پوچھا۔
"سکائی فال ٹاپ جناب ——— یہ ہمارا خصوصی مشروب ہے"
نوجوان نے اسی طرح مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔
"تو پرنس آف ڈھمپ کی طرف سے ہوٹل میں موجود ہر شخص کو یہ مش
پیش کیا جائے۔ اور ہمیں سادہ پانی کا ایک گلاس۔"
عمران نے بڑے شاہانہ انداز میں کہا اور وہ نوجوان عمران کا یہ
عجیب و غریب آرڈر سن کر چند لمحوں کے لئے حیرت سے بت بنا کھڑا
رہ گیا۔
"تم نے سنا نہیں ——— پرنس نے کیا حکم دیا ہے۔ جاؤ
تعمیل کرو۔" جوزف نے اسے خاموش دیکھ کر تحکمانہ لہجے میں کہا او
نوجوان تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔
اور پھر چند لمحوں بعد پورے ہال میں وہ مہنگا اور مخصوص مشروب
سرو کیا جانے لگا۔ ویٹر ساتھ ساتھ پرنس کا نام بھی لے رہے تھے
اور ہر شخص خوشگوار حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا۔
ان سب کے چہروں پر بے پناہ حیرت تھی۔ شہزادوں کی باتیں
تو انہوں نے قصے کہانیوں میں پڑھی تھیں۔ لیکن اب خود اپنی آنکھو
سے واقعی ایک شہزادے اور اس کی فیاضی کو دیکھتے ہوئے وہ دل

ل میں عجیب سے احساسات محسوس کر رہے تھے۔
عمران کے سامنے بڑے مودبانہ انداز میں سادہ پانی کا گلاس
کھ دیا گیا۔ اور عمران نے گلاس اٹھا کر اس سے گھونٹ
گھونٹ پینا شروع کر دیا۔
ابھی اس نے چند ہی گھونٹ پیئے ہوں گے کہ اچانک ویٹ
شفٹ انچارج ہاتھ میں ایک بڑا سا پیکٹ اٹھائے عمران کی طرف
بڑھنے لگا۔
"حضور ——— ایک شخص آپ کے لئے یہ پیکٹ دے گیا ہے۔"
نوجوان نے قریب آکر بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔
"ہمارے لئے ——— کون شخص۔" عمران نے حیرت بھری
نظروں سے پیکٹ کو دیکھتے ہوئے کہا۔ جو عام سے کاغذ کا بنا ہوا تھا
تھا۔ اس پر ایک میلی سی ڈوری بندھی ہوئی تھی۔ اس پر ٹیڑھے میڑھے
حروف میں پرنس آف ڈھمپ کے لئے لکھا ہوا تھا۔
"سر ——— ایک عام سا آدمی تھا۔ کاؤنٹر پہ دے کر چلا گیا ہے۔"
نوجوان نے جواب دیا۔
"اچھا ——— کھولو اسے۔"
عمران نے کہا۔ اسے واقعی حیرت ہو رہی تھی کہ یہ پیکٹ کس نے
بھیجا ہے۔ اور اس میں کیا ہے۔
نوجوان نے جلدی سے پیکٹ کھولنا شروع کر دیا۔ اور دوسرا لمحہ
عمران کے لئے بھی حیرت انگیز ثابت ہوا۔ جب اس پیکٹ میں سے
ہیروں اور موتیوں کے وہی ہار برآمد ہوئے۔ جو وہ بچے لے اُڑے تھے

"اوہ ——— یہ تو ہمارے ہار ہیں جو ہم نے بچوں کو بخشے ۔۔
عمران نے ہاروں کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور پھر ا
نے ہار لے کر ایک لمحے کے لئے انہیں چیک کیا اور پھر مسکراتے
ہوئے گلے میں ڈال لیا۔

"یہ رقعہ بھی ہے جناب" ——— نوجوان نے ہاتھ میں پکڑے ہو
کاغذ کو عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"پڑھو ——— کیا کہتے ہیں یہ بچے" ۔ عمران نے بڑے لاپرو
سے انداز میں کہا۔

"جناب پرنس صاحب ——— آپ کو شرم آنی چاہیے۔ نقلی مو
اور ہیروں کے ہار پہنے پھر رہے ہیں ——— ہم یہ ہار آپ کو لوٹا
ہیں۔ یہ ہمارے کسی کام کے نہیں ——— ٹل ڈیولز"
نوجوان نے جھجکتے ہوئے انداز میں رقعہ پڑھتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— تو کیا ان ٹل ڈیولز کا خیال تھا کہ ہم یہاں پبلک
انہیں اصلی ہار دے دیتے ——— واقعی یہ ابھی ٹل ہیں۔ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر نوجوان کے ہاتھ سے رقعہ لے کر اس
ایک نظر دیکھا، پھر تہہ کر کے جیب میں ڈال لیا۔

"سیکرٹری کم باڈی گارڈ" ——— عمران نے بڑے ناخوشگوار
لہجے میں کہا جیسے اس کا موڈ آف ہو گیا ہو۔

"یس باس" ——— جوزف نے بڑے مودبانہ انداز میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"ٹپ دے دو ——— ہمارا موڈ آف ہو گیا ہے" ۔ عمران نے

دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس" ——— جوزف نے کہا اور پھر اس نے پتلون کی
جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک بڑی گڈی نکال کر نوجوان کی طرف
اچھال دی۔

"باقی رکھ لو ——— آپس میں بانٹ لینا" عمران نے بڑے ہی
شاہانہ انداز میں کہا اور پھر ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جوزف اور جوانا اس کے پیچھے تھے۔ نوجوان حیرت سے
کبھی اس گڈی کو دیکھتا کبھی انہیں۔ اسے شاید یقین نہیں آ رہا تھا
کہ اتنی بڑی رقم بھی ٹپ میں مل سکتی ہے۔

ہوٹل سے باہر نکل کر وہ پارکنگ میں آ گئے۔ عمران کی فراخ
پیشانی پر موجود شکنیں بتا رہی تھیں کہ وہ کسی گہری سوچ میں ہے۔

"ارے ——— یہ تو پہیوں کی ہوا نکال دی گئی ہے"
اچانک جوانا نے چونک کر کہا۔ اور عمران نے بھی چونک کر کار کے
پہیوں کو دیکھا۔

واقعی کار زمین سے لگی ہوئی تھی۔ اس کے چاروں پہیے فلیٹ
ہو چکے تھے۔ جھنڈے کے ساتھ ایک پرچہ بندھا ہوا تھا۔ جوزف
نے آگے بڑھ کر وہ پرچہ دیکھا۔

"ہم نے یہ چیک کرنے کے لئے پہیوں کی ہوائیں نکال دی
ہیں کہ کہیں ہاروں کی طرح یہ کار تو نقلی نہیں ہے ——— ٹل ڈیولز"
جوزف نے پرچے پر لکھی ہوئی تحریر پڑھتے ہوئے کہا اور عمران
بے اختیار مسکرا دیا۔

"گڈ ——— یہ تو واقعی لٹل ڈیولز ہیں۔" عمران کا چہرہ جو چند لمحے قبل مُستا ہوا تھا، اب کھل اٹھا تھا۔ جیسے وہ اس شرارت سے محظوظ ہو رہا تھا۔

"اب کیا ہو گا ——— سٹپنی تو ایک ہی ہے۔ جوزف نے غصے سے تملاتے ہوئے کہا۔

"ٹیکسی بلواؤ ——— کیوں کیا رقم ختم ہو گئی ہے۔" عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— جوزف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوٹل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"یہ لٹل ڈیولز کون ہیں ماسٹر ——— بچے اس حد تک تو نہیں جا سکتے۔" جوانا نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"بظاہر تو شرارتی بچے ہی لگتے ہیں۔ اب یہ بعد میں پتہ چلے گا کہ ڈیولز بھی ہیں یا نہیں۔" عمران نے کہا۔

اور پھر چند لمحوں بعد ایک ٹیکسی ان کے قریب آ کر رکی اور وہ تینوں اس میں سوار ہو گئے۔ اور ٹیکسی سکائی فال سے نکل کر شہر کی طرف دوڑنے لگی۔

یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ جس کے درمیان میں ایک بڑی سی میز کے گرد پانچ کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ جن میں سے چار پر مختلف رنگوں کا لباس پہنے بچے بیٹھے ہوئے تھے۔ جبکہ ایک کرسی خالی پڑی تھی۔ ان چاروں بچوں کے چہروں پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔ وہ چاروں خاموش بیٹھے تھے۔ ان کے انداز سے یوں لگتا تھا جیسے وہ کسی کا انتظار کر رہے ہوں۔

چند لمحوں بعد کمرے کی سائیڈ کا دروازہ کھلا اور ایک بچہ اس دروازے سے برآمد ہوا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا پانچویں کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ اس کے داخل ہوتے ہی پہلے چاروں بچے چوکنے ہو کر بیٹھ گئے۔

"کیا رپورٹ ہے" ——— پانچویں نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے لہجے کو باوقار بناتے ہوئے کہا۔ لیکن آواز ظاہر ہے بچگانہ ہی تھی۔

"باس ——— میں نے فائل کا سراغ لگا لیا ہے وہ وزارت دفاع کے سنٹرل ریکارڈ روم میں ہے"۔ قریب بیٹھے ہوئے بچے نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے سے اب پختگی سی ظاہر ہونے لگی تھی۔

"اس ریکارڈ روم کے بارے میں مزید تفصیلات"۔ باس نے پوچھا۔

"باس ——— یہ ریکارڈ روم شہر کے وسط میں ایک محل نما عمارت کے اندر زیر زمین واقع ہے۔ اس کے گرد مسلح فوج کا پہرہ رہتا ہے۔ اس کا خفیہ راستہ سیکرٹری وزارت دفاع کے دفتر سے ہے اور بغیر ان کی اجازت اور موجودگی کے راستے کو کھولا نہیں جا سکتا"۔ اسی بچے نے جواب دیا۔

"اوہ ——— پھر فائل کیسے حاصل کی جا سکتی ہے"۔ باس نے قدرے پریشان لہجے میں کہا۔

"جیسے آپ حکم کریں باس" ——— پہلے نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

باس چند لمحے خاموش بیٹھا رہا۔ پھر اس نے کہا۔

"سنو ——— معلوم کرو کہ سیکرٹری وزارت دفاع کے بچے ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو ان میں سے کون سب سے پیارا ہے۔ اس بچے کو اغوا کر لیا جائے اور سیکرٹری کو مجبور کیا جائے کہ وہ اپنے بچے کی جان بچانے کے لئے ہمیں خفیہ طور پر اس فائل کی نقل مہیا کر دے"۔ باس نے پروگرام بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ منصوبہ بے حد کامیاب رہے گا باس"۔ باقی چاروں نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ جیسے انہیں یہ منصوبہ بے حد پسند آیا ہو۔

"تو اس سلسلے میں کام فوراً شروع ہو جانا چاہیئے۔ میں اس مشن میں زیادہ دیر برداشت نہیں کر سکتا"۔ باس نے کہا۔

"بہتر باس ——— آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔ ان چاروں نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اور کوئی رپورٹ" ——— باس نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

"باس ——— کل رات جوگی اور میں سکائی فال گئے تھے۔ وہاں ایک مقامی ریاست کا شہزادہ گھوم پھر رہا تھا۔ اس کے ساتھ دو قوی ہیکل مسلح باڈی گارڈ تھے۔ اس کے گلے میں موتیوں اور ہیروں کے ہار تھے۔ جوگی نے ان ہاروں کو اڑانے کا پلان بنایا۔ اور پھر اس نے بچے کے بہلانے پر پرنس کے گلے سے اتروا لئے۔ پرنس نے شاید بچہ سمجھتے ہوئے ہار دے دیئے۔ اسی وقت میں جھپٹا اور جوگی کے ہاتھ سے ہار لے کر مجمع کی ٹانگوں سے ہوتا ہوا نکل گیا۔ جوگی بھی میرے پیچھے آ گیا"۔ ایک بچے نے کہا۔

"اوہ ——— ویری گڈ ——— پھر تو خاصی دولت ہاتھ آئے گی۔ کہاں ہیں وہ ہار" ——— باس نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"وہ تو ہم نے واپس کر دیئے باس" ——— اس بچے نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"واپس کر دیئے ——— کیوں تمہارا دماغ خراب ہو گیا تھا۔

"باس نے غصے سے بھینچتے ہوئے کہا۔

"باس ——— ہم نے سکائی فال سے دور آکر جب انہیں چیک کیا تو وہ سب نقلی تھے۔ ہمیں بڑا غصہ آیا کہ خواہ مخواہ ہم نے اتنی محنت کی۔ چنانچہ ہم واپس آگئے تو پتہ چلا کہ وہ پرنس اپنے باڈی گارڈ سمیت سکائی فال میں موجود ہے۔ ہم نے ان ہاروں کا پیکٹ بنا کر ایک آدمی کے ہاتھ اسے پہنچا دیا۔ اور پھر انتقام لینے کے لئے پارکنگ میں کھڑی اس کی کار کے چاروں پہیے فلیٹ کر دیئے"

اس بچے نے یوں مسکراتے ہوئے کہا جیسے اسے اس شرارت کا ذکر کرتے ہوئے لطف آ رہا ہو۔

"اوہ ——— یہ تو اچھا کیا۔ لیکن وہ کیسا پرنس تھا کہ نقلی ہار پہنے پھر رہا تھا۔ کس ریاست کا پرنس تھا۔ باس نے بھی ہنستے ہوئے کہا۔

"باس ——— عجیب سا نام تھا اس کی ریاست کا۔ اس کی کار پر جھنڈا لہرا رہا تھا۔ اس پر نام لکھا ہوا تھا۔ کیا نام تھا جوگی؟" اس بچے نے سامنے بیٹھے ہوئے ایک اور بچے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ڈھمپ ——— ہاں ڈھمپ لکھا ہوا تھا۔" جوگی نے جواب دیا۔

"کیا کہہ رہے ہو ——— ڈھمپ ——— اوہ ——— تم تو عمران سے ٹکرا گئے۔ پرنس آف ڈھمپ تو وہی ہوا ——— اوہ ——— یہ تو بہت برا ہوا۔ تم نے لٹل ڈیولز کا نام تو اس کے سامنے استعمال نہ کیا تھا" ——— باس کا چہرہ بری طرح بگڑتا چلا گیا اور سب لڑکے

حیرت سے دیکھنے لگے۔ جیسے وہ اس بات پر حیران ہو کہ باس کو اچانک کیا ہو گیا ہے۔

"ہم نے اسے رقعہ لکھا تھا اس میں لٹل ڈیولز لکھا تھا۔ مگر آپ پریشان کیوں ہو گئے ہیں۔" جوگی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— اوہ ——— یہ بہت برا ہوا ——— بہت ہی برا ہوا۔ اب وہ فارمولا ملنا محال ہے ——— اب وہ عزرائیل کی طرح ہمارے پیچھے لگ جائے گا۔" باس نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑتے ہوئے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

"گگ ——— گگ ——— کیا مطلب ——— کون ہے یہ پرنس؟" سب نے یک زبان ہو کر پوچھا۔

"اوہ ——— تم اسے نہیں جانتے ——— جبکہ میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں ——— میں نے تمہیں جان بوجھ کر اس کے بارے میں نہیں بتایا تھا کیونکہ میں تمہیں خوف زدہ نہ کرنا چاہتا تھا۔ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ تم اس سے ٹکرا جاؤ گے۔" باس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"باس ——— اگر ہم سے غلطی ہو گئی ہے تو ہم معافی چاہتے ہیں لیکن براہ کرم آپ ہمیں تفصیل بتائیں آخر یہ پرنس ہے کیا بلا"۔ اس بار ایک اور بچے نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"تو سنو دوستو ——— تمہیں معلوم ہے کہ لٹل ڈیولز کا یہ گروپ میں نے آج سے چھ سال پہلے بنایا تھا۔ اس سے پہلے میں ایک اور آدمی کے ساتھ کام کرتا تھا۔ یہ دنیا کا معروف مجرم ایلن ناٹ تھا۔

جو لانگ ناٹ کے نام سے مشہور تھا۔ انتہائی ذہین اور خطرناک مجرم۔
لانگ ناٹ اور میں مل کر کام کرتے تھے۔ ایک بار ہم پرنس آف ڈھمپ
سے ٹکرا گئے۔ اس کا اصل نام علی عمران ہے بظاہر احمق، سیدھا سا
اور مسخرہ سا نوجوان لگتا ہے لیکن درحقیقت انتہائی خطرناک، عیار اور
حد سے زیادہ ذہین آدمی ہے۔ اس نے نہ صرف ہمارے مشن کو
تہس نہس کر دیا بلکہ لانگ ناٹ بھی اس کے ہاتھوں مارا گیا۔ اسی نے
مجھے لٹل ڈیول کا نام دیا تھا۔ کیونکہ میں نے اسے بے حد پریشان کیا
تھا لیکن بہرحال جیت اسی کی ہوئی۔ لانگ ناٹ کے مرنے کے بعد
مجھے فرار ہونا پڑا۔ اور اس کے بعد میں نے آپ لوگوں کو تلاش کر کے
یہ گروپ بنایا۔ اور لٹل ڈیولز اس کا نام رکھا۔ مجھے معلوم تھا کہ یہ شخص
پاکیشیا میں ہے۔ اس لئے میں نے آج تک یہاں کا رخ نہیں کیا۔
البتہ میں اس کے کارنامے سنتا رہا ہوں۔ بلا مبالغہ بڑے بڑے
سینکڑوں نامی گرامی مجرم اس کے ہاتھوں گردنیں تڑوا چکے ہیں۔ بے شمار
انتہائی طاقتور تنظیموں کا اس نے خاتمہ کر دیا ہے —— انتہائی
خطرناک آدمی ہے۔ اس نے ایک فرضی ریاست ڈھمپ مشہور کی ہوئی
ہے اور یہ اپنے آپ کو پرنس آف ڈھمپ بھی کہلاتا ہے۔ چونکہ اس
بار اس مشن کے لئے بہت بڑی آفر تھی اس لئے میں نے حامی بھر لی
تھی۔ میرا خیال تھا کہ ہم اس سے ٹکرائے بغیر مشن مکمل کر لیں گے لیکن
مقدرات اٹل ہوتے ہیں۔"

باس نے جواب میں پوری تقریر کر ڈالی اور کرسیوں پر بیٹھے ہوئے
بچوں کے چہروں پر حیرت اب مجسم ہو کر رہ گئی تھی۔

"اوہ —— تو اتنا خطرناک شخص ہے یہ —— مجھے پتہ ہوتا تو میں
اسے وہیں مجمع میں ہی گولی مار کر ڈھیر کر دیتا۔" جوگی نے کہا۔

"بچو —— ہم شکل و صورت سے بچے معلوم ہوتے ہیں اور اسی
شکل و صورت کا ہم نے ہمیشہ فائدہ اٹھایا ہے۔ حالانکہ ہم عمر اور ذہن
کے لحاظ سے پورے مرد ہیں۔ عام بونے وہ ہوتے ہیں جن کے صرف
قد چھوٹے ہوتے ہیں باقی ان کا چہرہ مہرہ بالکل مردوں کی طرح ہوتا ہے
لیکن ہمارے ساتھ یہ صورت حال نہیں ہے۔ ہماری عمریں بڑی ہونے
کے باوجود ہماری شکلیں بچوں جیسی ہیں۔ اس نے تم دونوں کو بھی
بچے سمجھ کر نظر انداز کر دیا ہوگا۔ ورنہ تم اتنی آسانی سے ہار کر نہ نکل
سکتے۔ وہ قبر تک بھی تمہارا پیچھا نہ چھوڑتا۔ لیکن تم نے رقعہ میں لٹل ڈیولز کا
نام دے دیا۔ اور یہ الفاظ اس کے ذہن میں ضرور ہلچل مچائیں گے
ہو سکتا ہے وہ بات کی تہہ تک پہنچ جائے۔ اسے میں یاد آجاؤں
ایک بار وہ ہماری طرف سے مشکوک ہو گیا تو پھر وہ موت کی طرح ہمارے
پیچھے لگ جائے گا۔"

باس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ باس —— آپ تو اس سے بے حد خوفزدہ لگ رہے
ہیں۔ یہ ہم پہلی بار دیکھ رہے ہیں ——" ایک بچے نے بُرا سا
منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نامی —— میں خوف زدہ نہیں ہوں، حقیقت کا اظہار کر رہا
ہوں۔ ورنہ تم جانتے ہو، بومارد کو دنیا کی کوئی طاقت خوفزدہ نہیں کر
سکتی" باس جس نے اپنا نام بومارد بتایا تھا۔ تلخ لہجے میں جواب دیتے

ہوئے کہا۔

"معافی چاہتا ہوں باس ——— بس یونہی میرے منہ سے الفاظ نکل گئے تھے۔" ٹامی نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"باس ——— اب آپ کا کیا پروگرام ہے، صورت حال تو آپ کے سامنے آ ہی گئی ہے" ——— ایک اور بچے نے کہا۔

"بوجی ——— تم بتاؤ، ایسی صورت حال میں کیا ہونا چاہیئے؟" بومارو نے الٹا اسی سے سوال کر دیا۔

"میں بتاتا ہوں باس ——— اس بچے نے جس نے پہلی بار بومارو کو پرنس آف ڈھمپ کے متعلق بتایا تھا۔

"ہاں تم بتاؤ ڈنشی ——— تم ذہین ہو ——— ہو سکتا ہے کوئی بہتر پلاننگ تم نے سوچی ہو۔" بومارو نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باس ——— دو ہی صورتیں ہیں ——— یا تو ہم یہ مشن چھوڑ کر واپس چلے جائیں۔ یا پھر مشن کی تکمیل سے پہلے اس پرنس آف ڈھمپ کو قتل کر دیں تاکہ بعد میں ہم اطمینان سے کام کر سکیں۔" ڈنشی نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

"تمہاری پہلی رائے تو غلط ہے ——— لٹل ڈیولز قدم آگے بڑھانے کے بعد پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔ رہ گئی دوسری رائے اس بارے میں غور کیا جا سکتا ہے۔" بومارو نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس ——— میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے۔" جوگی نے کہا۔

"ہاں ——— بتاؤ" ——— باس نے چونک کر پوچھا۔

"ڈنشی اور میں اس پرنس کو قتل کرنے کا کام سنبھال لیں، جبکہ آپ بوجی اور ٹامی اس فارمولے کو اڑانے کے سلسلے میں کام کرتے رہیں۔"

"جوگی ——— اس کا مطلب ہے کہ لٹل ڈیولز دو گروپوں میں تقسیم ہو جائیں" ——— باس نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یس باس ——— قطعی علیحدہ۔ اس طرح اگر ہم اپنے مشن میں ناکام رہے تو آپ پر اس کا اثر نہیں پڑے گا۔ اور اگر ہم کامیاب رہے تو آپ سے آملیں گے۔" جوگی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تمہاری تجویز مجھے پسند آئی ہے۔ لیکن تم دونوں اس آدمی سے پوری طرح واقف نہیں ہو۔ اس لئے ڈنشی کی بجائے میں تمہارا ساتھ دوں گا۔ اور ساتھ ہی دوسرے گروپ کو بھی کنٹرول کروں گا۔ یہ زیادہ بہتر رہے گا۔" باس نے کہا۔

"نہیں باس ——— عمران آپ سے واقف ہے۔ آپ کے سامنے آنے سے وہ چونک پڑے گا۔ ہوشیار ہو جائے گا۔ جبکہ ہمارے متعلق کچھ نہیں جانتا۔ ہم اسے چکر دے لیں گے۔" جوگی نے کہا۔

"اوہ ——— یہ بھی ٹھیک ہے ——— چلو ایسے ہی سہی لیکن تمہارے ذہن میں عمران کو ختم کرنے کا کوئی پلان ہے؟" باس نے کہا۔

"آپ کو معلوم ہے کہ میں سیدھا سادا ایکشن لینے کا قائل ہوں۔

ہم سب سے پہلے اس کی رہائش گاہ کا پتہ چلائیں گے اور اس کی
رہائش گاہ میں جا کر سائنائیڈ میں ڈوبی ہوئی سوئی اس کے جسم میں
اتار دیں گے۔ دوسرے ہی لمحے وہ مردہ ہو گا۔"
جوگی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"او کے ——— اس کی رہائش گاہ ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں
ہے۔ اس کا مجھے علم ہے۔ میں نے یہاں آنے سے پہلے اس کے
متعلق معلومات حاصل کر لی تھیں۔ وہ کنگ روڈ کے فلیٹ نمبر ۲۰۰
میں ایک باورچی کے ہمراہ رہتا ہے۔" باس نے جواب دیا۔
"پھر ٹھیک ہے ——— بس آپ سمجھ لیں کہ آپ کا خطرناک ترین
آدمی کل کا سورج غروب ہوتا نہ دیکھ سکے گا۔" جوگی نے با اعتماد
لہجے میں کہا۔ اور بومارد نے سر ہلا دیا۔

سیکرٹری وزارت دفاع سر راشد اپنے دفتر میں بیٹھے کام
[illegible] مصروف تھے کہ اچانک پاس پڑے ٹیلیفون سیٹ سے مترنم سی
[illegible]گھنٹی کی آواز سنائی دی اور سر راشد نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر ہاتھ
[illegible]بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
"یس ——— سر راشد نے سخت لہجے میں کہا۔
"سر ——— آپ کے لئے کال ہے ——— کوئی مسٹر بومارد بول
[illegible]رہے ہیں۔ کہتے ہیں انتہائی ایمرجنسی پیغام ہے۔" دوسری طرف سے
[illegible]پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔
"مسٹر بومارد ——— یہ کون ہیں ——— میں نے تو ان کا نام پہلے
[illegible]کبھی نہیں سنا ——— بہرحال ٹھیک ہے بات کراؤ۔" سر راشد نے
[illegible]حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز رسیور پر سنائی دی۔

"ہیلو ——— سر راشد ——— میں بومارو بول رہا ہوں۔" بولنے
والے کے لہجے میں بلا کا اعتماد تھا۔

"آپ کون صاحب ہیں ——— میں تو آپ کو نہیں جانتا۔"
سر راشد نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر پہلے نہیں جانتے تھے تو اب تو جان گئے ہیں۔ میرے پاس
آپ کے لئے ضروری پیغام ہے۔ آپ کا چھوٹا بچہ عاقل میرے پاس
موجود ہے۔" بومارو نے ہنستے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے
وہ سر راشد کا تمسخر اڑا رہا ہو۔

"میرا چھوٹا بچہ عاقل ——— اور تمہارے پاس ——— کیا تم
پاگل ہو۔ وہ تو اسکول گیا ہوا ہے" ——— سر راشد نے بری طرح
چونکتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں ——— آپ نے تو اسے اسکول ہی بھیجا تھا۔ لیکن میں
اسے وہاں سے لے آیا ہوں۔ اب وہ میرے پاس ہے اور فی الحال
زندہ ہے لیکن اس کے بعد میں اس کی زندگی کی گارنٹی نہیں دے سکتا"
بومارو نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"کیا مطلب ——— کون ہو تم اور کیا بکواس کر رہے ہو۔"
سر راشد نے بری طرح دھاڑتے ہوئے کہا۔

"غصے میں آنے کی ضرورت نہیں ہے سر راشد۔ آپ کا غصہ
آپ کے بیٹے کے لئے نقصان دہ بھی ہو سکتا ہے۔ مجھے بچوں کو تڑپا
تڑپا کر مارنے میں لطف آتا ہے ——— یقین نہ آئے تو میں آپ
کو تجربہ کرا دوں"۔ دوسری طرف سے بومارو نے کہا۔

اور سر راشد حیرت اور غصے سے بت بنے رہ گئے۔ ان کے
منہ سے کوئی لفظ نہ نکلا۔ دوسرے لمحے وہ بری طرح اچھل پڑے۔ جب
انہیں ریسیور میں سے عاقل کی چیخیں سنائی دیں۔ یوں لگتا تھا جیسے
اس پر تشدد کیا جا رہا ہو۔ وہ بار بار ابو ابو پکار رہا تھا۔ اور بری طرح
سسک اور چیخ رہا تھا۔

سر راشد اس کی آواز اچھی طرح پہچانتے تھے۔ یہ ان کا اکلوتا بیٹا تھا
جو سات بیٹیوں کے بعد پیدا ہوا تھا۔ اور سر راشد تو اس کی طرف انگلی
بھی نہ اٹھانے دیتے تھے۔ چہ جائیکہ اس پر تشدد کیا جا رہا ہو۔

"سر راشد ——— یہ تو بس ہلکا سا نمونہ تھا۔" دوسرے لمحے بومارو
کی آواز دوبارہ سنائی دی۔ انداز مضحکہ اڑانے والا تھا۔

"اوہ ——— اوہ ——— یہ تم نے کیا کیا ——— آخر کیوں کیا۔
تم کیا چاہتے ہو ——— خدا کے لئے بتاؤ ——— عاقل پر تشدد نہ کرو
میں نے اسے کبھی بھول کر بھی نہیں مارا۔"

سر راشد کا انداز اب رو پڑنے جیسا تھا۔ اس وقت وہ اپنی
پوزیشن اور حیثیت بھی بھول چکے تھے۔ اب وہ صرف عاقل کے باپ
تھے۔ اور بس۔

"میں جانتا ہوں سر راشد ——— وہ سات بیٹیوں کے بعد پیدا
ہوا ہے اور آپ کا اکلوتا بیٹا ہے۔ اور یقین کیجئے اگر آپ میری بات
مان لیں تو میں اسے انگلی بھی نہ لگاؤں گا ورنہ اس کے جسم کا ایک ایک
عضو کند چھری سے کاٹ دوں گا"۔ بومارو نے سپاٹ لہجے میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"تم کیا چاہتے ہو — جلدی بتاؤ" — سر راشد نے بے چین لہجے میں پوچھا۔

انہیں یقین تھا کہ یہ بومارو اب ان سے کوئی بڑی رقم طلب کرے گا۔

"مجھے آپ کے ریکارڈ روم سے ایک فائل کی نقل چاہیئے۔ ٹی۔ ایم تھری کی نقل"۔ بومارو نے جواب دیتے ہوئے کہا

"اوہ — کیا کہہ رہے ہو — ٹی۔ ایم۔ تھری کی نقل۔ یہ ناممکن ہے۔ بالکل اور قطعی ناممکن"۔ سر راشد نے چونکتے ہوئے کہا

"میں صرف آپ کو ایک روز کی اور مہلت دیتا ہوں آپ اچھی طرح سوچ لیں۔ فائل تو بہر حال میں حاصل کر ہی لوں گا۔ لیکن آپ کا بچہ دوبارہ زندہ نہ ہو سکے گا۔ اور سنو — پولیس، سیکرٹ سروس یا کسی ہم شخص کو آپ نے کوئی بات بتائی تو پھر آپ کو عاقل کے جسم کے ٹکڑے ہی ملیں گے۔ پھر ہمارا تمہارا سودا نہیں ہو سکے گا۔ بائی۔ بائی — میں کل اسی وقت فون کروں گا۔"

بومارو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ اور سر راشد کے ہاتھ سے رسیور گر گیا۔

وہ دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔ انہیں یوں محسوس ہوا تھا جیسے ان کا پورا جسم زلزلے کی زد میں ہو۔ وہ بری طرح کانپ رہے تھے۔ ٹی۔ ایم۔ تھری ملک کا جدید ترین دفاعی نظام تھا۔ ایسا نظام جس پر پورے ملک کے دفاع کا انحصار تھا۔ اس کی نقل دینے کا مطلب تھا کہ ملک کے بارہ کروڑ افراد کی زندگیاں دشمنوں کے ہاتھوں میں دے

دی جائیں۔ لیکن ادھر ان کا اکلوتا بچہ تھا عاقل — اس کی زندگی نہیں اپنی جان سے بھی پیاری تھی۔ وہ عجیب سی الجھن میں پھنس گئے تھے۔ اچانک انہیں ایک خیال آیا تو وہ چونک کر سیدھے ہو گئے۔

انہوں نے میز پر گرا ہوا رسیور اٹھایا اور پھر کریڈل دبا کر ٹیلیفون سیٹ پر نصب سفید رنگ کا بٹن دبا دیا۔

"یس سر" — دوسری طرف سے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"سنٹرل آنیسرز سنز سکول کے پرنسپل سے بات کراؤ"۔ سر راشد نے کہا۔

"بہتر جناب — دوسری طرف سے پی اے نے جواب دیا۔ اور سر راشد خاموش بیٹھے ہونٹ کاٹتے رہے۔ ان کے ذہن میں ایک ہلکی سی امید تھی کہ شاید یہ سب کچھ ڈرامہ ہو۔ عاقل سکول میں موجود ہو۔

"پرنسپل صاحب سے بات کیجئے سر — وہ لائن پر ہیں" چند لمحوں بعد پی اے کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو مسٹر پرنسپل — میں راشد بول رہا ہوں"۔ سر راشد نے کہا۔

"یس سر — فرمایئے — کیا حکم ہے"۔ دوسری طرف سے پرنسپل کی آواز سنائی دی۔

"میرا بیٹا عاقل سکول میں موجود ہے — میں اس سے ملنا چاہتا ہوں فوراً"۔ سر راشد نے امید بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"عاقل ـــــ مگر وہ تو تین چار گھنٹے پہلے جا چکا ہے۔ ایک بچہ آیا تھا۔ اس نے آپ کا رقعہ مجھے دیا تھا کہ آپ عاقل کو بلا رہے ہیں، فوراً۔ بچے نے بتایا تھا کہ وہ آپ کے کسی عزیز مہمان کا لڑکا ہے۔ میں نے عاقل کو بلوا کر اس بچے کے ساتھ بھیج دیا تھا۔" پرنسپل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بچہ ـــــ کیسا بچہ" ـــــ سر راشد حیرت زدہ رہ گئے۔

"آٹھ دس سال کی عمر کا بچہ تھا۔" پرنسپل نے جواب دیا۔

"اوہ ـــــ اچھا ـــــ تھینک یو" ـــــ سر راشد نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

اور رسیور رکھ کر ایک بار پھر دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ مجرموں نے عاقل کو بلانے کے لیے کسی بچے کو استعمال کیا ہوگا۔ وہ خود سامنے نہ آنا چاہتے ہوں گے۔ لیکن اب کیا کیا جائے۔ اور پھر اچانک ان کے ذہن میں ایکسٹو کا نام آگیا۔

وہ چند لمحے سوچتے رہے کہ کہیں مجرم مشکوک ہو گئے تو وہ عاقل کو نہ مار ڈالیں۔ ایک لمحے کے لیے ان کے ذہن میں یہ خیال بھی آیا کہ وہ اپنے بچے کے عوض بچے کا سودا کر لیں لیکن دوسرے لمحے انہوں نے یہ خیال دل سے نکال دیا۔ وہ اپنے ایک بچے کی خاطر ملک کے لاکھوں بچوں اور کروڑوں افراد کی زندگیوں سے نہ کھیل سکتے تھے۔

ایک اور خیال بھی ان کے ذہن میں آیا کہ وہ خودکشی کر لیں۔ اس طرح کم از کم ان کے بچے کی جان بچ جائے گی۔ لیکن پھر انہوں نے یہ سوچا کہ جو مجرم اس حد تک اقدام کر سکتے ہیں وہ ان کی خودکشی سے

...نہ چلے جائیں گے۔ چنانچہ آخرکار انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو، وہ فائل مجرموں کے حوالے نہیں کر سکتے اور خاموش بھی بیٹھے نہیں رہ سکتے۔ چنانچہ انہوں نے رسیور اٹھایا اور پی اے کو کال کرنے کے لیے سفید بٹن دبا دیا۔

"یس سر" ـــــ دوسری طرف سے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"سر سلطان سے بات کراؤ" ـــــ سر راشد نے ٹھوس لہجے میں کہا۔ اب وہ پوری طرح اپنے آپ کو سنبھال چکے تھے۔

"بہتر سر ـــــ ہولڈ آن کیجئے" دوسری طرف سے کہا گیا۔

اسی لمحے انہیں خیال آیا کہ کہیں مجرموں نے ان کا فون ٹیپ نہ کر رکھا ہو لیکن اب وہ پی اے کو کہہ چکے تھے اس لیے منع بھی نہ کر سکتے تھے۔

"یس ـــــ سلطان سپیکنگ" ـــــ اسی لمحے سر سلطان کی آواز رسیور پر سنائی دی۔

"راشد بول رہا ہوں سلطان ـــــ ایمرجنسی میٹنگ کا کیا ہوا ـــــ میں اس میٹنگ کے انتظار میں ہوں" ـــــ سر راشد نے جان بوجھ کر دوسرا موضوع چھیڑتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ وہ تو صبح ہی کینسل ہو چکی ہے۔ میں نے ڈی۔ او بھجوایا تھا ـــــ آپ کو ملا نہیں" سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں ـــــ مجھے نہیں ملا ـــــ چلو خیر، ٹھیک ہے" سر راشد نے جواب دیا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے بعد انہوں نے کال بیل دبائی تو دوسرے لمحے چپڑاسی مودبانہ انداز میں اندر داخل ہوا۔

"یہ کارڈ لے جاؤ اور وزارت خارجہ سیکشن میں سر سلطان تک پہنچا دو"۔۔۔۔ سر راشد نے کہا اور دراز سے ایک کارڈ نکال کر اس پر دو سطریں لکھیں۔ "میں آپ سے فوری ملنا چاہتا ہوں۔ میرے پاس آجائیے"۔ اور کارڈ چپڑاسی کو دے دیا۔ چپڑاسی سلام کر کے باہر چلا گیا۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد دروازہ کھلا اور سر سلطان اندر داخل ہوئے ان کے ہاتھ میں وہی کارڈ تھا اور ان کے چہرے پر شدید حیرت تھی۔

"کیا بات ہے راشد ۔۔۔۔ خیریت ہے"۔ سر سلطان نے پریشان لہجے میں کہا۔

"آیئے ۔۔۔۔ آیئے بیٹھئے"۔ سر راشد نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ وہ ان کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

"بات کیا ہے"۔۔۔۔ سر سلطان نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس طرح کارڈ بھیج کر بلوانے سے انہیں شدید پریشانی تھی کیونکہ یہ بات پروٹوکول کے خلاف تھی۔

"بتاتا ہوں"۔ سر راشد نے کہا اور پھر چپڑاسی کو بلانے کے لئے گھنٹی بجائی۔

"یس سر"۔۔۔۔ چپڑاسی نے فوراً ہی اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"کسی کو بھی اندر نہ آنے دینا اور کوئی مداخلت نہ ہو"۔ سر راشد نے سخت لہجے میں چپڑاسی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہتر سر"۔۔۔۔ چپڑاسی نے ادب سے سر جھکاتے ہوئے کہا اور

کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

سر راشد نے رسیور اٹھا کر پی اے کو بھی یہی ہدایت کی کہ کوئی مداخلت نہ ہو اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"کوئی خاص بات ہوگئی ہے سر راشد جو آپ اتنے پریشان ہیں"۔ سر سلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم خاص کہہ رہے ہو ۔۔۔۔ میری جان پر بنی ہوئی ہے۔ ایک ایک لمحہ قیامت کا گزر رہا ہے"

سر راشد نے جواب دیا اور پھر تفصیل سے فون پر مجرم سے ہونے والی تفصیلات بتائیں۔

"اوہ ۔۔۔۔ یہ تو انتہائی سیریس معاملہ ہے ۔۔۔۔ تم نے اچھا کیا مجھے یہیں بلوایا۔ ورنہ ہو سکتا ہے مجرموں نے فون ٹیپ کر لئے ہوں"۔ سر سلطان نے بھی پریشان لہجے میں کہا۔

"میں نے بھی یہی سوچا تھا۔ اس لئے ایمرجنسی میٹنگ کی بات کر دی تھی۔ حالانکہ ڈی۔ اے مجھے مل چکا تھا۔ اب کیا ہوگا۔ میرا بچہ" سر راشد نے کہا۔

"حوصلہ رکھو ۔۔۔۔ میں ابھی ایکسٹو سے بات کرتا ہوں۔ تم اپنے گھر والوں کو حوصلہ دو اور انہیں صرف یہی کہہ دو کہ تم نے خود بچے کو کہیں بھجوا دیا ہے تاکہ وہ پریشان نہ ہوں"۔

سر سلطان نے سر راشد کو حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔۔ جیسے تم کہو ۔۔۔۔ ویسے یہ فائل میں دے بھی دوں تو تب بھی میں مجرموں کے حوالے نہیں کر سکتا۔ لیکن

یہ بھی سن لو کہ اگر میرا بچہ زندہ نہ رہا تو میں بھی خودکشی کرلوں گا۔ یہ میا
فیصلہ ہے" سر راشد نے کہا۔
"حوصلہ رکھو سر راشد ـــــــ عاقل کو کچھ نہیں ہوگا۔ حوصلہ رکھو
مجھ پر اعتماد کرو ـــــــ عاقل میرا بچہ ہے"۔
سر سلطان نے اٹھ کر سر راشد کو حوصلہ دیتے ہوئے کہا اور پھر
تیز تیز قدم اٹھاتے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔ وہ اب جلداز
یحیٹو سے بات کرکے عاقل کی برآمدگی کرانا چاہتے تھے۔ کیونکہ انہیر
محسوس ہو رہا تھا کہ بچے کی زندگی واقعی خطرے میں ہے۔

عمران صوفے پر اکڑوں بیٹھا ایک موٹی سی کتاب میز پر رکھے
اسے پڑھنے میں مصروف تھا۔ آجکل چونکہ وہ بالکل فارغ تھا۔ اس لئے
سارا دن فلیٹ میں ہی رہتا تھا۔ البتہ شام کو کہیں تفریح کے لئے
نکل جاتا تھا اور فلیٹ میں بس مطالعہ ہی چلتا رہتا تھا۔
جب وہ بیٹھے بیٹھے تھک جاتا تو صوفے پر اکڑوں ہو کر بیٹھ جاتا۔
کبھی لیٹ کر بھی پڑھنے لگتا۔
البتہ سلیمان کی جان آجکل عذاب میں آئی ہوئی تھی۔ اسے ہر دس منٹ
بعد عمران کو چائے پلانی پڑتی تھی۔ کیونکہ عمران فارغ ہو تو بس چائے پینے
پر ہی زور رہتا تھا۔
"سلیمان ـــــــ ارے بھائی سلیمان" ـــــــ عمران نے اچانک
یوں چیختے ہوئے کہا جیسے اس کے سر پر کمرے کی چھت گر پڑی ہو۔
"بھائی سلیمان مر گیا ہے ـــــــ نہیں آسکتا۔" دور سے سلیمان

کی جھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

" بھائی سلیمان مرگیا ہے ——— چلو اسی خوشی میں ایک چائے پلوا دو۔ باورچی خانے کے خرچے سے تو نجات ملی۔ اب اللہ میاں کو بھی پتہ چلے گا کہ بھائی سلیمان جب باورچی ہو تو خرچے کا کیا عالم ہوتا ہے"۔

عمران نے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔ ظاہر ہے لہجہ بلند ہی تھا

" شرم نہیں آتی ——— ادھر بھائی بھی کہہ رہے ہو اور اس کے مرنے کی خوشی بھی منا رہے ہیں" ——— دوسرے لمحے سلیمان دروازے میں نمودار ہوا۔ اس کی آنکھیں چڑھی ہوئی تھیں البتہ ہاتھ میں چائے کی پیالی موجود تھی۔

" میرا بھائی ——— ارے خدا سے ڈرو ——— میرا تو کوئی بھائی نہیں میں تو اکلوتا ہوں ——— میں تو سمجھا تھا کہ سلیمان کا بھائی مرگیا ہے اور سلیمان بھائی ہوتے ہی مرنے کے لئے ہیں۔ جو بھی آدمی مرتا ہے وہ کسی نہ کسی کا بھائی تو ہوتا ہی ہے۔"

عمران نے بڑے فلسفیانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا

" دیکھیں صاحب ——— اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کی شکل اچھی نہیں بنائی تو کم از کم گفتگو تو اچھی کیا کریں"۔ سلیمان نے چائے کی پیالی میز پر رکھتے ہوئے برا سا منہ بنا کر کہا۔

" اچھا ——— آج مجھے پتہ چلا کہ تم اچھی گفتگو کیوں کرتے ہو۔ لیکن سلیمان پیارے ——— لڑکیاں اچھی شکل دیکھتی ہیں۔ زبان ان کے اپنے پاس بڑی تیز ہوتی ہے۔ اس لئے صبر کرو، اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی شکل کو اب میں تو اچھا نہیں کر سکتا۔" عمران نے چائے کی پیالی

ستے ہوئے مسکرا کر کہا۔

" میں اپنی شکل کی بات نہیں کر رہا، آپ کی شکل کی بات کر رہا ہوں"۔ سلیمان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور واپس مڑنے لگا۔

" سلیمان ——— کیا بات ہے، آجکل چیزیں سستی ہو گئی ہیں یا۔" عمران نے اچانک پوچھا۔

" خاک سستی ہو گئی ہیں۔ آسمان پر پہنچ چکی ہیں قیمتیں"۔ سلیمان نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" یہ تو اچھا ہوا، قیمتیں آسمان پر پہنچ چکی ہیں۔ چیزیں تو یہیں ہیں ب بغیر قیمت کے ہی مل جائیں گی"۔ عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

" جی ہاں ——— ضرور مل جائیں گی۔ جیسے آپ کو یہاں بیٹھے بٹھائے ر منٹ بعد مفت میں چائے مل جاتی ہے۔ آپ سمجھتے ہیں ہر یونہی مفت ملتی ہے ——— یہ تو میرا دم ہے کہ بس گزارہ گھسٹ ہا ہوں"۔ سلیمان نے جواب دیا۔

" خواہ مخواہ گزارے کو گھسیٹ کر اسے تکلیف دے رہے ہو۔ کندھے ؤ نا۔ اور ہاں میرے کوٹ کی جیب آجکل بھاری ہو رہی ہے۔ لیکن ئلہ یہ ہے کہ میری تو شکل ہی اچھی نہیں ہے"۔ عمران نے کہا۔

"پ کی ——— کمال ہے ——— آپ کی شکل تو بہت ہی اچھی ہے۔ کون کہتا ہے۔ آپ تو پری زاد ہیں پری زاد"۔ سلیمان نے ی جیب کا نام سنتے ہی لہجہ بدلتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے ن روم میں گھستا چلا گیا۔ اور عمران مسکراتا ہوا دوبارہ کتاب کی ف متوجہ ہو گیا۔ چند لمحوں بعد جب وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ

میں نوٹوں کی بڑی گڈی تھی اور چہرہ کھلا پڑ رہا تھا۔

"بہت بہت شکریہ صاحب ---- کم از کم آج کا گزارہ تو ہو ہی جائے گا۔ کل پھر دیکھا جائے گا" سلیمان نے کہا۔ اور اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا وہ نوٹوں کی گڈی سمیت کمرے سے نکل گیا اور عمران مسکراتا ہوا دوبارہ کتاب کی طرف متوجہ ہو گیا۔ سلیمان سے نوک جھونک کر کے اس کا ذہن تر و تازہ ہو گیا تھا۔

اسی لمحے کال بیل کی آواز سنائی دی اور پھر مسلسل بجتی ہی چلی گئی

"ارے دیکھو سلیمان کون آ گیا ہے ---- کمال ہے لوگ بھی انتظار میں ہوتے ہیں۔ ادھر پیسے باورچی خانے میں پہنچے، ادھر لوگ انہیں ختم کرنے کے لئے آ جاتے ہیں" عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

پھر اسے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔ سلیمان شاید دروازے پر پہنچ چکا تھا۔

"بیٹھے تو ہیں لیکن وہ بچوں سے نہیں ملتے" ---- سلیمان کی آواز سنائی دی۔

اور بچوں کا نام سنتے ہی عمران چونک پڑا۔ اسے کل شام سکائی فال میں ہونے والا واقعہ یاد آ گیا۔

"کون ہے سلیمان" ---- عمران نے زوردار لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ کیونکہ اس نے ڈرائنگ روم کے دروازے پر دو بچوں کو کھڑے دیکھا۔

"کیا ہم اندر آ سکتے ہیں پرنس" ---- ان میں سے ایک بچے

نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

اور عمران اب اسے پہچان چکا تھا۔ یہ وہی بچہ تھا جس نے اس سے ہار لئے تھے۔

"اوہ ---- لٹل ڈیولز ---- آؤ بھئی آؤ ---- ہار واپس کرنے کا بے حد شکریہ" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور وہ دونوں اندر آ گئے۔

عمران ان کے انداز دیکھ کر سوچنے لگا کہ بالکل بڑے لوگوں کی طرح حرکتیں کر رہے ہیں۔ وہ دونوں سامنے والے صوفے پر آ کر بیٹھ گئے۔

"پرنس ---- رات تو آپ کے بڑے ٹھاٹ تھے۔ لیکن اب تو آپ کسی ٹٹ پونجیئے کی طرح لگ رہے ہیں ---- یہ چھوٹا سا فلیٹ کہاں گئی وہ آپ کی ریاست" ---- ایک بچے نے ناگوار سے انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ یہاں کا پتہ تمہیں کس نے دیا۔" عمران نے قدرے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"اس بات کو چھوڑیں پرنس ---- ہماری بات کا جواب دیں یا پھر تسلیم کر لیں کہ آپ ہیروں اور موتیوں کی طرح نقلی پرنس ہیں"۔ اسی بچے نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اگر میں تسلیم کر لوں تو کیا تمہارا قد بڑھ جائے گا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ بچوں کے ساتھ کیا بحث کر سکتا تھا۔

"ہمارا قد تو عمر کے ساتھ ساتھ ہی بڑھے گا۔ البتہ آپ کی عمر گھٹ

گئی ہے نقلی پرنس"—— اسی بچے نے بڑے طنزیہ انداز میں کہا اور پھر دوسرے لمحے اس کا کوٹ کی جیب میں موجود ہاتھ تیزی سے باہر آیا۔ اس کے ہاتھ میں زہریلی سوئیاں پھینکنے والی مشین تھی۔

عمران کی چھٹی اور ساتویں ساری حسوں نے یکلخت خطرے کا الارم بجایا۔ اور عمران جو صوفے پر اکڑوں بیٹھا ہوا تھا، بجلی کی سی تیزی سے صوفے سمیت پیچھے کی طرف الٹ گیا۔ اور مشین سے نکلنے والی سوئی صوفے کے سپرنگوں میں پھنس کر رہ گئی۔

عمران نے نیچے گرتے ہی انتہائی پھرتی سے صوفہ ان دونوں پر اچھال دیا۔ مگر وہ دونوں بجلی کی سی تیزی سے چھلانگ لگا کر ایک طرف ہٹ گئے۔ اور صوفہ اس صوفے پر جا پڑا جس پر ایک لمحہ قبل وہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے۔

اب عمران اور وہ دونوں ایک بار پھر آمنے سامنے تھے۔ ایک نے انتہائی پھرتی سے دوسری بار عمران پر سوئی پھینکی۔ مگر عمران نہ صرف بجلی کی سی تیزی سے ایک طرف ہٹا بلکہ اس بار اس نے ٹانگ کی مدد سے چھوٹی میز ان پر اچھال دی۔ لیکن وہ دونوں ضرورت سے زیادہ ہی تیز تھے۔

وہ دونوں یکلخت نیچے بیٹھ گئے۔ اور چھوٹی میز پوری قوت سے اڑتی ہوئی ان کے سروں کے اوپر سے گزر کر دروازے میں اسی لمحے نمودار ہونے والے سلیمان کے منہ پر پڑی۔ اور سلیمان چیختا ہوا پشت کے بل گلی میں ڈھیر ہو گیا۔

ان دونوں بچوں کی اپنی پشت پر سلیمان کی اچانک چیخ سن کر

ایک لمحے کے لئے توجہ ہٹی اور اسی لمحے سے عمران نے فائدہ اٹھایا اور وہ اڑتا ہوا ان دونوں پر جا پڑا۔

مگر وہ دونوں بھی بجلی کی سی تیزی سے الٹی قلابازی کھاتے ہوئے زمین سے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے سلیمان کے جسم سے ہوتے ہوئے بیرونی گلی میں جا گرے اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اٹھ کر ان کی طرف لپکتا وہ دونوں بجلی کی سی تیزی سے دوڑتے ہوئے بیرونی دروازہ پار کر کے باہر نکل گئے۔ اور عمران ایک طویل سانس لیتا ہوا کھڑا ہو گیا۔

سلیمان بھی کراہتا ہوا کھڑا ہو گیا۔

"یہ بچے تھے یا آفتیں"۔ سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کسی کتاب میں میں نے ایک فلاسفر کا قول پڑھا تھا کہ بچہ انسان کا باپ ہے۔ میں اس پر بے حد ہنسا تھا۔ لیکن آج واقعی پتہ چل گیا کہ وہ فلاسفر سچا تھا۔ اس کا واسطہ بھی ایسے ہی بچوں سے پڑا ہو گا۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر آگے بڑھ کر اس نے ایک طرف پڑی ہوئی زہریلی سوئیاں پھینکنے والی مشین اٹھا لی جو اچانک جھٹکا لگنے کی وجہ سے اس کے ہاتھ سے نکل گئی تھی۔

عمران نے غور سے اس مشین کو دیکھا۔ اس میں ابھی ایک درجن کے قریب سوئیاں موجود تھیں۔ اور سوئیوں کی نوکوں پر لگا ہوا سبز رنگ ظاہر کر رہا تھا کہ ان کے سرے سائنائیڈ زہر میں بجھے ہوئے ہیں۔ اگر یہ سوئی معمولی سی بھی چبھ جاتی تو عمران دوسرا سانس نہ لے سکتا تھا۔

"دروازہ بند کر دو سلیمان ورنہ ہو سکتا ہے یہ شیطان دوبارہ آ جائیں"۔ عمران نے لٹکے ہوئے صوفے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ جو ابھی تک دروازے میں کھڑا اندر الٹے ہوئے صوفوں کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

شاید وہ سوچ رہا تھا کہ یہ سب کچھ ان بچوں کی وجہ سے ہوا ہے جو اس کی ٹانگوں کے درمیان سے نکل کر اندر آ گئے تھے۔ اور وہ انہیں روکتا ہی رہ گیا تھا۔

عمران کے کہنے پر سلیمان چونکا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے صوفے کے سپرنگوں میں پھنسی ہوئی زہریلی سوئی نکالی اور اسے اس مشین میں ڈال دیا۔ کیونکہ یہ سوئی کسی بھی لمحے کسی کے لئے بھی جان لیوا ہو سکتی تھی۔ پھر مشین جیب میں ڈال کر عمران واپس مڑا۔

"سلیمان ——— میں دانش منزل جا رہا ہوں۔ تم ان بچوں سے محتاط رہنا۔" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور خود تیزی سے پچھلے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

اب وہ تیزی سے ایک پہلو پر سوچ رہا تھا۔ جس انداز میں ان بچوں نے اس پر سائنائیڈ کی سوئی سے حملہ کیا تھا اور پھر جس انداز میں انہوں نے اپنے آپ کو بچایا تھا، ایسا صرف مشاق مجرم ہی کر سکتے تھے۔ اس لئے وہ اب انہیں صرف بچے سمجھنے کے لئے تیار نہ تھا۔

اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ کوئی خطرناک کیس شروع ہونے والا ہے خفیہ راستے سے نکلنے کے بعد اس نے پچھلی طرف موجود مخصوص

کار گیراج سے نکالی اور دانش منزل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ آپریشن روم میں داخل ہو رہا تھا۔

"آج دانش منزل کی یاد آ گئی عمران صاحب" ——— بلیک زیرو نے اس کے استقبال کے لئے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ کیونکہ عمران جب سے کیس سے فارغ ہوا تھا اس نے دانش منزل کا رخ نہیں کیا تھا۔

"یار جب دانش ختم ہو جائے تو پھر دانش منزل آنا ہی پڑتا ہے، دو چار چنگ کے لئے" عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔ اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"ضرور ——— ضرور جناب ——— یہاں کی دانش آپ کے لئے حاضر ہے۔" بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کہاں حاضر ہے ——— تم نے ساری دانش سمیٹ لی ہے اور اور رچارج ہو کر زیرو ہو چکے ہو۔"

عمران نے بڑے مایوسانہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو اس دلچسپ مذاق پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اچھا ——— لائبریری میں ایک فائل ہو گی۔ لانگ ناٹ کی، وہ لے آؤ۔" عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"لانگ ناٹ ——— مگر وہ مجرم تو مر چکا ہے ——— کئی سال پہلے۔" بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہو سکتا ہے اس کا کوئی بچہ پیدا ہو گیا ہو شارٹ لیس" ——— عمران نے لانگ ناٹ کے الفاظ کو الٹاتے ہوئے کہا۔

اور بلیک زیرو مسکراتا ہوا کرسی سے اٹھ کر لائبریری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران کے ذہن میں ایک ہلکا سا خاکہ ابھرا تھا کہ لانگ ناٹ جبر کے ساتھ ایک بونا بھی تھا جس کا نام تو شاید بومارو تھا لیکن عمران۔ اس کا نام لٹل ڈیول رکھا ہوا تھا۔ اور بعد میں وہ اسی نام سے مشہور ہو گیا تھا۔ لانگ ناٹ کے مرنے کے بعد اس لٹل ڈیول کا تذکرہ پھر کبھی سننے میں نہ آیا تھا۔

لیکن اب کل رات ان بچوں کا لٹل ڈیولز کا نام استعمال کرنا اور پھر اس طرح فلیٹ میں آکر اس پر حملہ کرنے سے ظاہر ہو رہا تھا کہ معاملہ کچھ گڑبڑ ہے ——— ہو سکتا ہے کہ اسی لٹل ڈیولز نے اپنی طرح کے بونے اکٹھے کر کے لٹل ڈیولز کے نام سے تنظیم بنا لی ہو کیونکہ بومارو کو تو وہ شکل سے اچھی طرح جانتا تھا۔ ان دونوں میں سے کوئی بھی بومارو نہیں تھا۔ اور یہ بات بھی عمران جانتا تھا کہ بومارو ایک عجیب الخلقت انسان تھا۔ جو شکل و صورت سے بالکل ہی معصوم بچہ لگتا تھا۔ لیکن تھا وہ عمر اور ذہانت کے لحاظ سے پورا مرد۔ اسے بونا نہ کہا جا سکتا تھا۔ کیونکہ بونے صرف قد میں چھوٹے ہوتے ہیں۔ اور نہ ان میں عمر کے پورے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔

ان بچوں کے لڑنے اور پھر حملہ کرنے کا انداز صاف بتا رہا تھا کہ شکل و صورت سے معصوم نظر آنے والے یہ دونوں بچے بھی عمر اور ذہانت کے لحاظ سے بڑے ہیں۔

"یہ لیجئے" ——— بلیک زیرو نے فائل عمران کے سامنے رکھتے

ہوئے کہا اور عمران جو اپنے خیالات میں گم تھا، چونک پڑا۔

اس نے فائل کھولی اور اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ ابھی اس نے پہلا ہی صفحہ پڑھا تھا کہ میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ بلیک زیرو نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ——— بلیک زیرو کے حلق سے مخصوص آواز برآمد ہوئی۔

"یس سر ——— موجود ہیں" دوسری طرف سے بات سنتے ہی بلیک زیرو مؤدبانہ اور اصل آواز میں بولا اور عمران چونک پڑا۔

"سر سلطان کا فون ہے ——— وہ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں" بلیک زیرو نے رسیور عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یس سر ——— عمران سے سر سلطان کو کیا کام پڑ سکتا ہے" عمران نے رسیور ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

"عمران ——— ایک خوفناک واقعہ ہو گیا ہے ——— کسی مجرم نے سیکرٹری وزارت دفاع سر راشد کے چھوٹے بچے عاقل کو سکول سے اغوا کر لیا ہے اور اب وہ انہیں دھمکی دے رہا ہے کہ اگر انہوں نے اسے جدید دفاعی نظام پر مشتمل اہم ترین فائل کی نقل نہ دی تو وہ ان کے بچے کو ہلاک کر دے گا۔"

سر سلطان نے جلدی جلدی بات کرتے ہوئے کہا۔ انہیں شاید خطرہ تھا کہ عمران ان کی بات سننے کی بجائے مذاق میں لگا رہے گا۔

"تو سر راشد نے چھوٹے بچے رکھے ہی کیوں ہوئے ہیں چھوٹے بچے تو ایک مسئلہ ہیں ——— لٹل ڈیولز" ——— عمران نے یوں جواب دیا جیسے سر سلطان نے اتنی اہم بات کی بجائے کوئی عام سا

مذاق کیا ہو۔

" ڈونٹ بی کریزی ——— یہ انتہائی اہم ترین مسئلہ ہے اور تم مذاق کر رہے ہو "۔

سر سلطان کو کچھ ضرورت سے زیادہ ہی غصہ آ گیا۔ وہ شاید بے حد پریشان تھے۔ اس لئے عمران کا یہ بے موقع مذاق انہیں کھل گیا۔

" میں مذاق نہیں کر رہا ——— آجکل بچے ہی ہر طرف مسئلہ بنے ہوئے ہیں ——— سکائی کال جاؤ تو وہاں "بچے" ——— فلیٹ میں بیٹھو تو وہاں "بچے" اور اب ان سے بچ کر دانش منزل میں پناہ لی ہے تو یہاں بھی "بچے" کا ہی مسئلہ ہے "۔

عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" جو میں کہہ رہا ہوں، وہ سنو ——— خواہ مخواہ کی بکواس سے کوئی فائدہ نہیں ——— سر راشد کی ذہنی حالت اپنے "بچے" کے اغوا کی وجہ سے خاصی بگڑی ہوئی ہے۔ اگر ان کا "بچہ" فوری طور پر برآمد نہ ہوا تو ہو سکتا ہے وہ ملک کے مفاد کے خلاف کوئی فیصلہ کر بیٹھیں "۔

سر سلطان نے پہلے سے زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔ ان کا انداز گفتگو بتا رہا تھا کہ وہ خود بھی ذہنی طور پر پریشان ہیں۔

" مثلاً وہ کیا کر سکتے ہیں "۔ عمران نے اس بار سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

" ہو سکتا ہے وہ خفیہ طور پر مجرم کو اس اہم فائل کی کاپی مہیا کر دیں "

سر سلطان نے جواب دیا۔

" تو ایسا کریں کہ وہ فائل ان کی کسٹڈی سے نکلوا کر دانش منزل بھجوا دیں

خدشہ ختم ہو جائے گا "۔ عمران نے روکھے سے لہجے میں کہا۔

" اور ان کا بچہ " ——— سر سلطان نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ——— سیکرٹ سروس تو ان کے لئے دعا ہی کر سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس کا بہترین نعم البدل عطا فرمائے "۔

عمران کا لہجہ انتہائی سپاٹ تھا۔

" تمہیں کیا ہو گیا ہے عمران ——— کیا تمہیں احساس نہیں ہے کہ ایک باپ کے لئے اور پھر جو اتنے اہم عہدے پر ہو یہ کتنا خطرناک واقعہ ہے۔ ہم ان کی کسٹڈی سے کون کون سی فائلیں نکلوائیں گے تم فوراً ان کا بچہ برآمد کراؤ اور اس مجرم کو پکڑو "۔

سر سلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔ ان کے لہجے میں ایسی جھلاہٹ تھی جیسے وہ عمران کو کچا چبانے کے لئے دانت پیس رہے ہوں۔

" اس کی ایک اور بہترین صورت بھی ہو سکتی ہے کہ آپ انہیں اس اہم عہدے سے ہٹا دیں ——— نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری اور جہاں تک "بچے" کی برآمدگی کا تعلق ہے۔ پولیس میں پرچہ درج کرا دیں ——— ریڈیو پر اعلان نشر کرا دیں ——— اب سیکرٹ سروس کا یہ کام نہیں کہ وہ اغوا شدہ "بچے" برآمد کراتی رہے "۔

عمران کا لہجہ بدستور روکھا سا تھا۔

" یو شٹ اپ ——— مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم اس قدر سرد مہر بھی ہو سکتے ہو ——— میں صدر مملکت سے بات کرتا ہوں "۔

سر سلطان غصے کی شدت سے چیخ پڑے۔

" اچھا خیال ہے ——— وہ یقیناً بچے برآمد کرانے کے ماہر ہوں گے۔" عمران نے جواب دیا۔

عمران کے اس جواب پر دوسری طرف کافی دیر تک خاموشی طاری رہی۔ یوں لگتا تھا جیسے سر سلطان غصے کی شدت کی بنا پر خاموش ہو گئے ہوں، ان سے بولا نہ جا رہا ہو ——— عمران ان کی ذہنی کیفیت کو اچھی طرح سمجھ رہا تھا۔ پھر اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری۔

" ہیلو ——— سر سلطان سیکرٹری وزارت خارجہ ——— کیا میں رسیور رکھ دوں یا یونہی تھامے بیٹھا رہوں ——— میرے لئے کیا حکم ہے" عمران نے طنزیہ انداز میں کہا۔

" مم ..... مم ..... میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ....." سر سلطان نے گھٹے گھٹے لہجے میں کہا۔ اور آدھا فقرہ کہہ کر ایک بار پھر خاموش ہو گئے۔

" ارے ——— آپ تو ضرورت سے زیادہ ہی ناراض ہو گئے۔ اچھا بتائیے کس نے اغوا کیا ہے ——— مجرم نے کیسے پیغام بھیجا ہے"

اس بار عمران نے ہنستے ہوئے کہا لیکن دوسری طرف بدستور خاموشی طاری رہی تھی۔

" جناب سر سلطان صاحب ——— اب غصہ تھوک دیجئے دراصل میں بھی آپ کے فون آنے سے تھوڑی دیر پہلے دو بچوں کے

ہاتھوں مرتے مرتے بچا ہوں ——— اس لئے بچے کا نام سنتے ہی میں الرجک ہو گیا تھا"

عمران نے انہیں منانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

" مجرم نے اپنا نام بومارو بتایا ہے۔ اور ....." اس بار سر سلطان نے قدرے نارمل لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ شاید اپنے غصے پر قابو پا چکے تھے۔

" کیا ——— کیا کہا آپ نے ——— بومارو ——— کیا واقعی یہی نام بتایا ہے مجرم نے" ——— عمران نے ان کا فقرہ درمیان سے ہی کاٹتے ہوئے کہا۔ وہ بری طرح چونک پڑا تھا۔

" ہاں ——— بومارو ہی بتایا تھا ——— کیا تم اسے جانتے ہو" سر سلطان نے عمران کے چونکنے پر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

" اچھی طرح جانتا ہوں ——— میرے فلیٹ کے پاس ہی اس کی دکان ہے" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" دکان ہے ——— کس چیز کی دکان ہے" ——— سر سلطان کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

" دھوبی ہے جناب ——— جدی پشتی دھوبی ہے"

عمران نے کہا۔

" تم پھر پٹڑی سے اترنے لگے ——— دھوبی کو کیا پڑی ہے کہ دفاعی نظام کی فائل مانگتا پھرے" ——— سر سلطان کے لہجے میں

ایک بار پھر غصہ ابھر آیا۔

"اوہ ——— جناب آپ پھر ناراض ہونے لگے۔ آپ نے سوال ہی ایسا کیا تھا ——— بہرحال آپ اس وقت کہاں سے بول رہے ہیں۔" عمران نے پوچھا۔

"اپنے آفس سے" ——— سر سلطان نے جواب دیا۔

"اور سر راشد کہاں ہیں؟" عمران نے پوچھا۔

"اپنے دفتر میں بیٹھے ہیں۔ کیوں" ——— سر سلطان نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"یہ انتہائی اہم اور سیریس مسئلہ ہے ——— بومارد ایک خوفناک مجرم ہے ——— اب یہ کیس سیکرٹ سروس کا بن گیا ہے۔ اگر آپ پہلے ہی مجرم کا نام لے دیتے تو خواہ مخواہ آپ کو اپنا خون نہ جلانا پڑتا" عمران نے کہا۔

"مجھے تو پہلے سے ہی اندازہ تھا ——— عام مجرم بچے اغوا کرکے زیادہ سے زیادہ رقم طلب کرتے ہیں۔ دفاعی نظام کی فائلیں طلب نہ کیا کرتے لیکن تمہارے دماغ میں بات ہی نہ پڑ رہی تھی۔" سر سلطان نے کہا۔

"اوہ ——— ویری سوری ——— دراصل دانش منزل میں بیٹھ کر دانش غائب ہو جاتی ہے۔ بہرحال میں خود وہیں آ رہا ہوں، آپ سر راشد کو وہیں روکیں ——— گڈ بائی"

عمران نے کہا اور رسیور کریڈل پر ڈال دیا۔

"تو بھئی بلیک زیرو ہوشیار ہو جاؤ ——— اس بار بچہ پارٹی سے

واسطہ پڑ گیا ہے" عمران نے رسیور رکھ کر کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بچہ پارٹی ——— میں سمجھا نہیں" ——— بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

اور عمران نے مختصر طور پر اب تک گزرنے والے واقعات کے متعلق بلیک زیرو کو بتا دیا۔ اور پھر تیزی سے ڈرائنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ شاید سیکرٹریٹ کے دفتر میں جانے کے لئے ڈھنگ کا لباس پہننا چاہتا تھا۔

چنانچہ تھوڑی دیر بعد وہ باہر آیا تو اس نے بادامی رنگ کا بہترین تراش کا سوٹ پہن رکھا تھا۔

"تو یہ بومارد لانگ ناٹ کا وہی ساتھی ہے لٹل ڈیول" بلیک زیرو نے کہا۔

"بالکل وہی ——— اب اس میں کوئی شک والی بات نہیں رہی۔ اور وہ اکیلا نہیں ہے بلکہ اپنے جیسوں کا ایک پورا گروپ لے کر آیا ہے" عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"میرے لئے کیا حکم ہے" بلیک زیرو نے کہا۔

"اگر ہو سکے تو ایک دو بچے تم بھی پیدا کر لو۔"

عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں مشورہ دیتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ دروازہ کراس کرکے برآمدے میں سے ہوتا ہوا مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار دانش منزل سے نکل کر سیکرٹریٹ کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی۔

جوگی اور ڈلنشی دونوں بڑے اعتماد سے عمران کو قتل کرنے کیلئے فلیٹ میں داخل ہوئے تھے لیکن عمران کی بے پناہ پھرتی اور تیزی کی وجہ سے انہیں وہاں سے ناکام ہو کر فرار ہونا پڑا تھا۔ سوئیاں پھینکنے والی مشین بھی وہیں رہ گئی تھی۔

وہ دونوں دوڑتے ہوئے فلیٹ کی سیڑھیاں اترے اور انتہائی تیزی سے قریبی باڑھ کے پیچھے چھپ گئے۔ چونکہ ان کے قد چھوٹے تھے۔ اس لئے باڑھ ان کے لئے بہترین پناہ گاہ تھی۔

وہ دونوں ہانپ رہے تھے۔ ان کے چہرے اترے ہوئے تھے اور نظریں باڑھ سے فلیٹ کی سیڑھیوں پر جمی ہوئی تھیں لیکن جب کافی دیر تک ان کے پیچھے کوئی نہ آیا تو انہوں نے اطمینان کے سانس لئے۔

" پہلی بار ہم ناکام ہوئے ہیں ڈلنشی "——— جوگی نے کہا۔

" ناکام کہاں ہوئے ہیں جوگی ——— یہ تو پہلا حملہ تھا، اب دوسرا دیں گے اور اس وقت تک حملے کرتے رہیں گے جب تک یہ پرنس ختم نہیں ہو جاتا۔ " ڈلنشی نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

" لیکن اب مشین بھی ہاتھ سے گئی "۔ جوگی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

" تو کیا ہوا ——— میرے پاس الاسٹک ٹیپ بم ہے۔ میں اس پورے فلیٹ کو ہی اڑا دیتا ہوں "۔ ڈلنشی نے کہا اور جوگی اس کی بات سن کر اچھل پڑا۔

" ویل ڈن ——— ویل ڈن ——— بہت اچھا آئیڈیا ہے، کہاں ہے بم نکالو ——— میں اسے ابھی لگا آتا ہوں "۔ جوگی نے کہا۔

" دو بم ہیں ——— ایک آگے کی طرف لگاؤ اور ایک پچھلی طرف لگا دیتے ہیں۔ ٹائم ایک ہی رکھ دیتے ہیں، پھر دیکھیں گے کس طرح یہ فلیٹ اور یہ پرنس بچتا ہے "۔ ڈلنشی نے کہا۔

پھر اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک پتلی سی پٹی نکال کر جوگی کے ہاتھ پر رکھ دی۔ جس پر پلاسٹک کا ٹیپ چڑھا ہوا تھا۔

" تم یہ آگے کی طرف اس طرح لگاؤ کہ کسی کی نظر اس پر نہ پڑے اور نقصان بھی پورا ہو۔ میں پچھلی طرف لگا آتا ہوں۔ وقت پانچ منٹ لگا دینا تاکہ ہم دور نکل سکیں "۔

ڈلنشی نے کہا اور جوگی کے سر ہلانے پر وہ تیزی سے باہر نکلا اور فلیٹ کے ساتھ موجود پتلی سی گلی میں دوڑتا ہوا فلیٹ کی پچھلی طرف دوڑتا چلا گیا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ کیونکہ وہ گلی آگے

جاکر بند ہو گئی تھی۔

ڈلنشی ایک لمحے کے لئے رُکا۔ پھر اس نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر لوہے کا ایک گچھا نکالا۔ اور اسے تیزی سے کھولنے لگا۔

چند لمحوں بعد وہ گچھا دو علیحدہ حصوں میں ہو گیا۔ یہ انگلیوں پر پہننے والے لوہے کی نوکوں والے خول پر مشتمل تھا۔ ڈلنشی نے بڑی پھرتی سے اسے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں پر چڑھا لیا۔

اب اس کی انگلیوں کے آگے لوہے کی تیز اور قدرے مڑی ہوئی نوکیں موجود تھیں۔ دوسرے ہی لمحے اس نے دیوار کے رخنوں پر انگلیاں گاڑیں۔ اور پھر ایک جھٹکے سے دوسرے ہاتھ کی انگلیاں اوپر والے رخنے پر جمادیں۔ پھر پہلے والا ہاتھ اوپر جمایا۔ اس طرح وہ دیوار کے ساتھ کسی چھپکلی کی طرح چپکا ہوا بڑی تیزی سے اونچی دیوار پر چڑھتا چلا گیا۔

دیوار کے کنارے پر پہنچ کر وہ ایک لمحے کے لئے رُکا اور دوسرے لمحے اس نے انتہائی پھرتی سے نیچے چھلانگ لگادی۔ دوسری طرف ایک ذخیرہ سا تھا۔ جس میں نرسری بنی ہوئی تھی۔

نیچے پہنچ کر اس نے اپنی انگلیوں سے پنجے اتارے اور انہیں واپس پہلے کی طرح تہہ کر کے جیب میں ڈالا اور دائیں ہاتھ کی دیوار کے ساتھ ساتھ بھاگتا چلا گیا۔ کیونکہ یہی دیوار فلیٹوں کے پیچھے جا رہی تھی۔

ابھی وہ تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ اچانک ٹھٹھک کر رک گیا۔ اس نے ایک کمرہ نما گیراج سے نیلے رنگ کی ایک کار برآمد ہوتے دیکھی۔ ڈرائیونگ

سیٹ پر وہی پرنس موجود تھا۔ جسے قتل کرنے کے لئے وہ فلیٹ میں گئے تھے۔

کار اس کمرے سے باہر آکر رکی اور پھر پرنس نیچے اتر کر واپس کمرے کی طرف بڑھا۔ اس نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور دوبارہ کار کی طرف بڑھا۔

ڈلنشی نے ایک لمحے کے لئے سوچا اور پھر وہ پوری تیزی سے کار کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ اور جب تک پرنس ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتا وہ کار کے عقب میں پہنچ چکا تھا۔ کار خاصی بڑی تھی۔ اس کا بمپر پلاسٹک کا بنا ہوا تھا۔ اور خاصا چوڑا تھا۔

ڈلنشی انتہائی پھرتی سے اس پر چڑھا اور اس نے سائیڈ کے مڈگارڈ پر ہاتھ جما دیئے۔ پیر اس نے نمبر پلیٹ اور باڈی کے درمیان خلاء میں پھنسا دیئے تھے۔ اب وہ اس کار سے چپٹا ہوا تھا۔

اسی لمحے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی۔ نرسری کے درمیان سے ایک کچے سے راستے پر وہ آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس لئے اس کار کی رفتار خاصی آہستہ تھی۔ لیکن راستہ کچا ہونے کی بناء پر جھٹکے بہت زیادہ لگ رہے تھے۔

ڈلنشی نے ایک ہاتھ سے مڈگارڈ کو مضبوطی سے پکڑا اور دوسرا ہاتھ جیب میں ڈال کر اس نے ایک چھوٹی سی تار نکال کر اسے کار کی ڈگی کے لاک میں ڈالنے لگا۔

جھٹکوں کی وجہ سے تار کی ہول میں نہ جا رہی تھی۔ لیکن چند لمحوں بعد وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ اسی لمحے کار ایک جھٹکے سے

رک گئی کیونکہ آگے ایک لکڑی کا پھاٹک تھا جو بند تھا۔

کار رکتے ہی پرنس نیچے اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ پھاٹک کھولنے جا رہا تھا۔ اسی لمحے ڈنشی نے تیزی سے تار کو مخصوص انداز میں گھمایا اور تالا ہلکی سی کلک کی آواز سے کھلتا گیا۔ ڈنشی نے پیر نکال کر زمین پر لگائے اور مڈگارڈ سے ہاتھ چھوڑ کر ڈگی کو پکڑ کر ذرا سا اٹھایا اور سانپ کی سی تیزی سے معمولی سے خلا میں رینگتا ہوا ڈگی کے اندر چلا گیا۔

اس نے دونوں ہاتھوں سے ڈگی کو تھام رکھا تھا تاکہ نہ ہی وہ پوری طرح بند ہو جائے اور نہ ہی کھل کر اوپر چلی جائے۔ چند لمحوں بعد کار آگے بڑھی اور پھر ایک موڑ کاٹ کر اس کی رفتار خاصی تیز ہو گئی۔ اور ڈنشی سمجھ گیا کہ اب کار پکی سڑک پر دوڑ رہی ہے۔

اس نے ایک ہاتھ سے ڈگی کو تھاما اور دوسرا ہاتھ جیب میں ڈال کر اس نے وہ الاسٹک بم نکال لیا۔ پھر دانتوں سے اس کا غلاف نوچ کر اس نے وہ بم کار کی ڈگی کی اندرونی دیوار کے ساتھ چپکا دیا۔ اس بم کے نیچے الاسٹک کی پٹی لگی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ فوراً ہی چپک گیا۔

بم کی پتلی سی پٹی کے اوپر ایک چھوٹا سا میٹر بنا ہوا تھا۔ اب ڈنشی سوچ رہا تھا کہ اسے کتنی دیر بعد کا سیٹ کرے کیونکہ اسے معلوم نہ تھا کہ یہ سفر کب ختم ہو گا۔ اور کیا سفر کے بعد پرنس کار سے باہر نکل جائے گا یا اس کے اندر رہے گا۔ اس لئے وہ چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر اس نے فی الحال ٹائم سیٹ کرنے کا ارادہ ترک کر دیا اور حالات کا انتظار کرنا مناسب سمجھا۔

کار کچھ دیر بعد آہستہ ہونی شروع ہوئی تو ڈنشی چونک پڑا۔ اس نے

ڈگی میں سے باہر جھانکا۔ تو اس وقت کار ایک معروف سڑک پر دوڑ رہی تھی اور پھر وہ بائیں طرف نکلتی ہوئی ایک طویل دیوار کے ساتھ ساتھ آگے بڑھ کر ایک جھٹکے سے رک گئی اور اس کے ساتھ ہی کار کا دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔

اس نے ڈگی کو ذرا سا اٹھایا اور باہر جھانکا۔ سڑک پر کاریں دوڑ رہی تھیں۔ لیکن قریب کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ چنانچہ وہ تیزی سے باہر کی طرف لپکا اور دوسرے لمحے وہ زمین پر کار کی اوٹ میں کھڑا تھا۔ اس نے سائیڈ سے جھانک کر دیکھا تو کار ایک بڑے سے پھاٹک کے سامنے کھڑی تھی۔

اس نے سوچا کہ ہاتھ اندر ڈال کر بم کا سوئچ سیٹ کر دے۔ مگر اسی لمحے پھاٹک کھلا اور ساتھ ہی کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور ڈنشی منہ کے بل زمین پر گرتا چلا گیا۔ جب تک ڈنشی اٹھتا، کار پھاٹک کے اندر جا چکی تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی پھاٹک بند ہو چکا تھا۔ شاید پھاٹک کسی آٹومیٹک سسٹم سے بند ہوتا تھا۔

ڈنشی ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ بم بھی ہاتھ سے گیا اور پرنس بھی۔ جب تک بم کا سوئچ سیٹ نہ ہوتا وہ بے کار تھا۔

ڈنشی چند لمحے کھڑا سوچتا رہا، پھر تیزی سے سڑک پار کر کے دوسری طرف موجود ایک کیفے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کیفے میں داخل ہو کر وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا آیا۔

کاؤنٹر مین ایک بچے کو اپنی طرف آتا دیکھ کر حیران رہ گیا۔

"کیا بات ہے بیٹا"۔ کاؤنٹر مین نے جھک کر پوچھا۔

"میں اپنے ڈیڈی کو فون کرنا چاہتا ہوں" ـــــ ڈلنشی نے لہجے کو معصوم
بناتے ہوئے کہا۔

اوہ ـــ ضرور بے بی ـــ ضرور کرو ـــ آؤ ادھر سٹول پر چڑھ آؤ" ـــ
کاؤنٹر مین نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر ٹیلیفون کا رسیور اٹھا لیا۔ ڈلنشی سٹول
پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ اونچے سٹول پر چڑھنے کی وجہ سے اب وہ آسانی سے کاؤنٹر
پڑے فون تک پہنچ سکتا تھا۔

"نمبر بتاؤ ـــ میں ملا دوں" ـــ کاؤنٹر مین نے کہا۔

"ڈبل تھری ڈبل فور ون" ـــ ڈلنشی نے پلکیں جھپکاتے ہوئے کہا
کاؤنٹر مین نے تیزی سے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

"ڈبل تھری ڈبل فور ون" ـــ رابطہ قائم ہوتے ہی کاؤنٹر مین نے کہا او
پھر دوسری طرف سے شاید "یس" ـ کا لفظ سنتے ہی اس نے رسیور ڈلنشی کی
طرف بڑھا دیا اور خود اسی لمحے کاؤنٹر پر پہنچنے والے گاہک کی طرف متوجہ ہو گیا

"ہیلو! ـــ میں ڈلنشی بول رہا ہوں" ـــ ڈلنشی نے دبے دبے
لہجے میں کہا۔

"یس ـــ زیرو ون بول رہا ہوں" ـــ دوسری طرف سے ایک
بھاری سی آواز سنائی دی۔

"زیرو ون! ـــ تم فوراً کار لے کر کیفے کاشمیر کے سامنے پہنچ جاؤ
جلدی ـــ اور مع اپنے مکمل سامان کے آنا" ـــ ڈلنشی نے دبے
لہجے میں کہا۔

"اوہ ا ـــ اچھا ٹھیک ہے ـــ میں سمجھ گیا" ـــ دوسری طرف
سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

ڈلنشی نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"تھینک یو سر" ـــ ڈلنشی نے مسکراتے ہوئے کاؤنٹر مین
سے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جیب سے ایک نوٹ نکال کر کاؤنٹر مین
کی طرف بڑھا دیا۔

"اوہ ـــ نہیں ـــ ہم تم جیسے معصوم اور پیارے بچوں
سے پے منٹ نہیں لیا کرتے ـــ ڈیڈی سے بات ہو گئی" ـ
کاؤنٹر مین نے نوٹ لینے سے انکار کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــ ہو گئی ـــ اچھا تھینک یو" ڈلنشی نے مسکراتے
ہوئے کہا۔ اور پھر اچھل کر سٹول سے نیچے کود گیا۔

وہ دل ہی دل میں کاؤنٹر مین کی اس بات پر ہنس رہا تھا کہ تم جیسے
معصوم اور پیارے بچوں سے پیمنٹ نہیں لیا کرتے۔ وہ سوچ رہا تھا
کہ اگر کاؤنٹر مین کو اس حقیقت کا پتہ چل جائے تو اس کی کیا حالت ہو گی۔
اسٹول سے اتر کر وہ کیفے کے ہال سے نکل کر برآمدے میں آیا
اور پھر برآمدے کے ستون کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ اب وہ پھاٹک
کے سامنے تھا جس میں پرنس اپنی کار سمیت داخل ہوا تھا۔

وہ اب عمارت کو بغور دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ یہ کس قسم کی
عمارت ہے۔ کیونکہ عمارت بہت بڑی تھی اور اس کی دیواریں کسی
قلعہ کی طرح اونچی تھیں۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے پرانے زمانے کا کوئی قلعہ
ہو لیکن دیواروں سے محسوس ہوتا تھا کہ عمارت زیادہ پرانی نہیں ہے۔
آخر اس نے یہی سوچا کہ پرنس کا آبائی مکان یہی ہو گا اور وہ
تکلفات سے ہٹ کر زندگی گزارنے کے لئے اس فلیٹ میں اپنے

باورچی کے ساتھ رہتا ہوگا۔

ابھی اسے برآمدے کے ستون کے پاس کھڑے ہوئے دو منٹ گزرے ہوں گے کہ نیلے رنگ کی ایک کار اس کے سامنے آ رکی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک قوی ہیکل آدمی موجود تھا جس کی بڑی بڑی مونچھیں اس کے چہرے کو خاصا خوفناک ظاہر کر رہی تھیں۔ زیرو ون تھا ——— لٹل ڈیولز کا ملازم ——— لٹل ڈیولز نے اپنی تنظیم میں باقاعدہ بڑے بڑے جناوری مجرم بھرتی کر رکھے تھے۔ یہ سب قوی ہیکل اور خاصے لڑاکے تھے کیونکہ وہ خود لڑائی بھڑائی نہ کرتے تھے اس لئے انہوں نے ایسے لوگوں کی باقاعدہ تنظیم بنا رکھی تھی زیرو ون اس ٹیم کا انچارج تھا۔ یہ ٹیم علیحدہ رہائش رکھتی تھی اور ان کا کام لٹل ڈیولز کے احکامات کی تعمیل کرنا تھا۔

کار رکتے ہی ڈلنشی نے دروازہ کھولا اور تیزی سے فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"کیا بات ہے جناب ——— میرے لئے کیا حکم ہے" زیرو ون نے ڈلنشی سے مخاطب ہو کر کہا۔ ویسے ایک قوی ہیکل مرد کے منہ سے ایک بچے کے لئے جناب کا لفظ کچھ عجیب سا لگ رہا تھا۔

"میں نے ایک آدمی کی کار کی ڈگی میں الاسٹک بم فٹ کر دیا۔ لیکن اسے آن کرنے سے پہلے وہ اس سامنے والی عمارت میں چلا گیا ہے۔ اب ہم نے اس کے باہر نکلنے کا انتظار کرنا ہے تاکہ اس بم کو آن کیا جا سکے" ڈلنشی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

مقصد کار کو تباہ کرنا ہے یا اس آدمی کو قتل کرنا ہے" زیرو ون

نے پھاٹک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مقصد تو اس آدمی کو ہلاک کرنا ہی ہے ——— لیکن جو تم سوچ رہے ہو وہ بھی ٹھیک ہے" ڈلنشی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ وہ زیرو ون کی بات کا مقصد اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔

"جس طرح آپ کا حکم ہو جناب ——— ورنہ زیرو ون کے لئے ایک آدمی کو ہلاک کرنا کوئی مسئلہ نہیں ہے اور اگر کار کو تباہ کرنا ہو تب بھی میں اس کی کار پر بم پھینک سکتا ہوں" زیرو ون نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے ——— جیسا بھی موقع ہوگا دیکھ لیا جائے گا۔"

ڈلنشی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ وہ زیرو ون کی بات کا مقصد اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔

"جس طرح آپ کا حکم ہو جناب ——— ورنہ زیرو ون کے لئے ایک آدمی کو ہلاک کرنا کوئی مسئلہ نہیں ہے

"یس سر ——— باس نے ایک لڑکے کو اغوا کرایا ہے اور اب وہ لڑکا زیرو ہیڈ کوارٹر میں موجود ہے ——— زیرو فائیو اور زیرو تھری اس لڑکے کے باپ یہاں کے سیکرٹری وزارت دفاع سر راشد کے دفتر کی نگرانی کر رہے ہیں" ——— زیرو ون نے جواب دیا۔

"اوہ ——— اس کا مطلب ہے باس نے اپنا مشن شروع کر دیا ہے" ڈلنشی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات چیت ہوتی۔ سامنے والی عمارت کا پھاٹک کھلتا نظر آیا۔ اور ڈلنشی کے ساتھ ساتھ زیرو ون بھی چونک پڑا۔ دوسرے لمحے وہی کار اس میں سے

برآمد ہوئی۔ جس کی ڈگی میں ڈلنشی نے الاسٹک بم فٹ کر دیا تھا۔

" یہی کار ہے "۔۔۔۔ ڈلنشی نے کار کو دیکھتے ہی تیز لہجے میں کہا اور زیرو ون نے سر ہلا دیا۔

" ارے ۔۔۔۔ لیکن ڈرائیونگ سیٹ پر تو کوئی اور ہے "

ڈلنشی نے کار کے ٹرن لیتے ہی ڈرائیور کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" کیا مطلب ۔۔۔۔ کیا یہ ہمارا مطلوبہ آدمی نہیں ہے "

زیرو ون نے کار کو ایک جھٹکے سے آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

" نہیں نہیں وہی ہے ۔۔۔۔ لباس بدلا ہوا ہے جس کی وجہ سے دھوکا ہوا تھا ۔۔۔۔ بالکل وہی پرنس ہے "۔ ڈلنشی نے پرجوش لہجے میں کہا۔

" اب کیا حکم ہے "۔۔۔۔ زیرو ون نے اپنی کار اس آدمی کی کار کے تعاقب میں لگاتے ہوئے کہا۔

" اس آدمی کو مرنا چاہیئے جس طرح بھی ہو ۔۔۔۔ یقینی موت "

ڈلنشی نے جواب دیا۔

" اوکے ۔۔۔۔ ذرا اس کی کار کو کسی سنسان راستے پر پہنچنے دیجیئے "۔ زیرو ون نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ہاتھ اپنی سیٹ کے نیچے بڑھاتے ہوئے ایک بٹن سا دبایا تو اس کی سیٹ کے پیچھے کا حصہ کسی خانے کی طرح کھلتا چلا گیا۔

دوسرے لمحے اس کا ہاتھ اوپر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک خاصی طاقت ور رینج والی مشین گن موجود تھی۔ اس نے مشین گن اپنی گود میں رکھ لی۔ اور ایک بار پھر ہاتھ پیچھے کیا۔ اس بار اس کا ہاتھ باہر

آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک بم موجود تھا۔ اس نے بم کو کار کے ڈیش بورڈ کے خانے میں رکھ دیا اور بٹن دبا کر سیٹ کا خانہ بند کر دیا۔

کاریں ایک دوسری کے پیچھے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھیں۔ جن سڑکوں پر یہ کاریں دوڑ رہی تھیں وہ چونکہ بے حد مصروف تھیں۔ اس لئے زیرو ون کے لئے حملہ کرنے کا کوئی چانس نہ تھا۔ اتنی مصروف سڑک پر حملہ کرنے کے بعد اس کا صحیح سلامت نکل جانا ناممکن تھا۔ اس لئے وہ برابر کسی سنسان راستے پر پہنچنے کا انتظار کر رہا تھا۔

لیکن ایک موڑ مڑتے ہی زیرو ون چونک پڑا۔ کیونکہ سامنے ہی سنٹرل سیکرٹریٹ کی عظیم الشان چھ منزلہ عمارت نظر آنے لگی تھی۔

پھر آگے جانے والی کار نے سیکرٹریٹ کے گیٹ کی طرف مڑنے کا انڈیکیٹر دینا شروع کر دیا۔ اور زیرو ون ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ کیونکہ اس کا منصوبہ فی الحال ناکام ہو گیا تھا۔

آگے جانے والی کار جب سیکرٹریٹ میں چلی گئی تو زیرو ون کار آگے بڑھائے لئے چلا گیا۔

" یہ سیکرٹریٹ میں کیا کرنے گیا ہے "۔ ڈلنشی نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

" ہزاروں ہی کام ہو سکتے ہیں "۔

زیرو ون نے مختصر سا جواب دیا اور اس نے ذرا فاصلے پر جا کر ایک خالی جگہ پر کار روک دی۔ وہاں پہلے ہی کئی کاریں کھڑی تھیں۔

" سنو زیرو ون ۔۔۔۔ میں سیکرٹریٹ کے اندر جاتا ہوں۔ اب

میں الاسٹک بم کو آن کردوں گا اور ڈگی میں ہی رہوں گا۔ جب یہ باہر نکلے تو تم نے پیچھے رہنا ہے ——— میں تمہیں اشارہ کروں گا تو تم کسی طرح اس کی کار کو آہستہ کرا دینا تاکہ میں اس سے آسانی سے نکل سکوں اس طرح یہ خود بخود کار سمیت ختم ہو جائے گا۔"

ڈلنشی نے کار کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— ایسا ہی ہوگا" ——— زیرو ون نے جواب دیا اور ڈلنشی کار سے اترا اور پھر فٹ پاتھ پر تیزی سے چلتا ہوا سیکرٹریٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اسے معلوم تھا کہ بچہ سمجھ کر اسے کوئی نہ روکے گا اور وہ آسانی سے پارکنگ میں کھڑی پرنس کی کار کے اندر پہنچ جائے گا۔

عاقل خاصا ہوشیار اور ذہین بچہ تھا۔ وہ شاید اس بچے کے ساتھ کبھی سکول سے باہر نہ آتا جو اسے ڈیڈی کی طرف سے بلانے آیا تھا۔ لیکن آنے والے بچے کے چہرے پر موجود گھبراہٹ دیکھ کر وہ پریشان ہو گیا۔

"کیا بات ہے ——— کون ہو تم" ——— عاقل نے اس بچے سے مخاطب ہو کر کہا جو پرنسپل کے دفتر کے باہر اس کے انتظار میں کھڑا تھا۔ اور چپڑاسی نے جو اسے کلاس سے بلا لایا تھا، یہی بتایا تھا کہ یہ بچہ اسے بلانے آیا ہے۔

"میرا نام ثاقی ہے ——— آپ کے ڈیڈی نے مجھے بھیجا ہے تاکہ میں آپ کو گھر لے جاؤں" بچے نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا ———

"کیوں ——— کیا ہوا" ——— عاقل ڈیڈی کا نام سنتے ہی گھبرا گیا۔

"آپ کے ڈیڈی کو دل کا دورہ پڑا ہے۔ میں اپنے ڈیڈی کے ساتھ آپ کی کوٹھی پر گیا تھا۔ میرے ڈیڈی ڈاکٹر ہیں۔ تو سر راشد نے کہا کہ وہ آخری لمحات میں عاقل کو دیکھنا چاہتے ہیں"۔ ٹامی نے جواب دیا۔

"اوہ ــــ ڈیڈی پر دل کا دورہ پڑا ہے ــــ اوہ ڈیڈی"۔

عاقل آخر بچہ ہی تھا۔ ڈیڈی سے اسے بے پناہ پیار تھا۔ اس لیے ڈیڈی کی اس طرح کی بیماری کا سنتے ہی اس کے ہاتھ پیر پھول گئے۔ اس نے مزید کوئی انکوائری نہ کی بلکہ ٹامی کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔ اور پھر سکول سے باہر آگیا۔ جہاں ٹامی نے اسے ایک سرخ رنگ کی کار میں بیٹھنے کے لیے کہا۔

ڈرائیونگ سیٹ پر ایک قوی ہیکل سا نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ وہ دونوں پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ اور کار تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

"میرے ڈیڈی کی کیا حالت ہے ــــ وہ ٹھیک ہو جائیں گے نا" ــــ عاقل نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"گھبراؤ نہیں ــــ وہ ٹھیک ہو جائیں گے" ــــ ٹامی نے کہا۔ اس نے جیب سے ایک رومال نکال لیا تھا۔

"یہ تمہارے منہ پر سیاہی کیا لگی ہے ــــ ٹھہرو میں صاف کر دوں۔"

ٹامی نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عاقل اسے روکتا یا خود صاف کرتا، ٹامی نے انتہائی پھرتی سے رومال اس کے منہ اور ناک پر جما دیا۔ اور اسے ایک جھٹکے سے سیٹ پر گرا دیا۔ عاقل نے

تیزی سے ہاتھ پیر مارے، اس کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔ اور پھر چند لمحوں بعد اس کی حرکات سست ہوتی چلی گئیں۔ اور اس کے ساتھ ہی آنکھیں بھی بند ہو گئیں۔

ٹامی نے ایک طویل سانس لی اور رومال ہٹا لیا۔ عاقل بے ہوش ہو چکا تھا۔ چونکہ ان کے قد اونچے نہ تھے۔ اس لیے اس تمام کارروائی کو باہر سے نہ دیکھا جا سکتا تھا۔

"بے ہوش ہو گیا" ــــ ڈرائیور نے پوچھا۔ وہ شاید بیک مرر سے تمام کارروائی کو دیکھ رہا تھا۔

"ہاں ــــ اب ہیڈ کوارٹر چلو" ــــ ٹامی نے تیز لہجے میں کہا۔ اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کار کی رفتار تیز کر دی۔

عاقل کو جب ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو ایک چھوٹے سے کمرے میں پایا۔ وہ ایک بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ کمرے میں سوائے اس بستر کے اور کوئی چیز نہ تھی۔ کمرے کا اکلوتا دروازہ باہر سے بند تھا۔

عاقل ہوش میں آتے ہی تیزی سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ وہ سخت حیران تھا کہ یہاں کیسے پہنچ گیا۔ آخری بات جو اس کے ذہن میں موجود تھی، کہ اس بچے نے اس کا منہ اور ناک رومال سے بند کیا تھا۔ اس کے بعد کیا ہوا، اسے کچھ معلوم نہ تھا۔

آہستہ آہستہ اسے احساس ہوا کہ اسے باقاعدہ اغوا کیا گیا ہے اب پہلی بار اسے احساس ہوا کہ وہ شدید خطرے میں ہے۔ جاسوسی ناول پڑھنا اس کی ہابی تھی اور اس نے بارہا اپنے آپ کو ناول کے ہیرو کی جگہ رکھ کر تصور ہی تصور میں بڑے دلیرانہ کارنامے سرانجام دیئے تھے۔

لیکن اسے قطعاً یہ تصور بھی نہ تھا کہ کبھی وہ خود بھی ایسے حالات کا شکار ہو سکتا ہے۔ اس نے سوچا کہ اسے بھی ناول کے ہیرو کی طرح یہاں سے نکل جانا چاہیئے۔

یہ بات سوچ کر اس کے دل میں جوش کی ایک تیز سی لہر دوڑ گئی اور پھر وہ تیزی سے بستر سے نیچے اتر کر کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے اس کی نظریں اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی پر پڑیں تو وہ چونک پڑا۔ صبح دس بجے وہ سکول سے نکلا تھا اور اب گھڑی پر ساڑھے بارہ کا وقت ہو رہا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ اسے بے ہوش ہوئے ڈھائی گھنٹے گزر چکے تھے۔

اس نے جاسوسوں کے سے انداز میں ادھر ادھر دیکھ کر کمرے کا جائزہ لیا۔ دروازے کے اوپر خاصی بلندی پر ایک روشندان موجود تھا جس میں بڑا سا شیشہ لگا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ کمرے سے باہر جانے کا کوئی دوسرا راستہ موجود نہ تھا۔

اس نے دروازے کو اندر کی طرف کھینچا لیکن دروازہ باہر سے بند تھا۔ روشندان چونکہ خاصی بلندی پر تھا اس لئے وہ اس پر چڑھ بھی نہ سکتا تھا۔

عاقل نے بے چینی سے ادھر ادھر دیکھا۔ وہ دل ہی دل میں جاسوسی کتابوں میں پڑھی ہوئی سچویشنز یاد کر رہا تھا جہاں مجرم جاسوس، اسی طرح کمروں میں بند کر دیئے جاتے ہیں لیکن وہ وہاں سے نکل بھاگنے میں کامیاب ہو جاتے تھے۔ لیکن موجودہ صورت حال کا کوئی حل اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا۔ ابھی وہ اسی سوچ بچار میں مصروف تھا کہ اچانک

باہر قدموں کی آواز ابھری اور عاقل چونک کر تیزی سے بستر کی طرف بڑھا اور بستر پر چڑھ کر اس طرح لیٹ گیا جیسے ابھی تک بے ہوش پڑا ہو۔ قدموں کی چاپ دروازے پر آ کر رک گئی اور پھر باہر سے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔

عاقل نے ایک آنکھ کا کنارہ کھولتے ہوئے دروازے کی طرف دیکھا۔ دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور پھر دو مشین گنوں سے مسلح آدمی اندر داخل ہوئے۔

"ارے ——— یہ تو ابھی بے ہوش پڑا ہوا ہے" ایک آدمی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ابھی ہوش میں آ جائے گا ——— ایک ہی تھپڑ کافی رہے گا۔" دوسرے نے بڑے سرد لہجے میں کہا۔

اور عاقل نے سوچا کہ تھپڑ کھانے سے بہتر ہے کہ خود ہی ہوش میں آ جائے۔ چنانچہ اس نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔ وہ یوں آنکھیں مل رہا تھا جیسے اسے یہاں اپنی موجودگی پر حیرت ہو۔

"دیکھا ——— تھپڑ کا نام سنتے ہی ہوش میں آ گیا نا" اس آدمی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"تم کون ہو ——— اور میں کہاں ہوں" ——— عاقل بہترین اداکاری کر رہا تھا۔

"سنو بچے ——— اگر تم نے ہم سے تعاون کیا اور تنگ نہ کیا تو تم ٹھیک رہو گے ورنہ دوسری صورت میں ہم تمہارا گوشت کاٹ کاٹ کر

کھا جائیں گے"۔۔۔۔ ان میں سے ایک نے عاقل کو ڈراتے ہوئے

"میں تعاون کروں گا ۔۔۔۔ مجھے مت مارو"

عاقل نے حقیقتاً خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔ کیونکہ ان دونوں آدمی کے چہرے انتہائی خوفناک تھے۔ وہ شکل سے ہی ظالم اور جلاد نظر آتے تھے۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔۔ آؤ پھر ہمارے ساتھ چلو ۔۔۔۔ ہم تمہیں باس سے ملائیں"۔

اس بار اس نے نرم لہجے میں کہا اور عاقل اچھل کر بستر سے نیچے اتر آیا۔

ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر عاقل کا بازو مضبوطی سے پکڑا اور اسے لئے ہوئے وہ کمرے سے باہر آ گیا۔ کمرے سے باہر ایک طویل راہداری تھی راہداری کے آخر میں ایک مضبوط دروازہ نظر آ رہا تھا۔ جو بند تھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک اور کمرے کا دروازہ موجود تھا۔ ان آدمیوں نے اس دروازے پر دستک دی۔

"یس ۔۔۔۔ کم ان" ۔۔۔۔ اندر سے ایک باریک سی آواز سنائی دی اور وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئے۔

یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس کے پیچھے ایک کرسی پر ایک عاقل جتنا بچہ بیٹھا ہوا تھا۔ سامنے ٹیلیفون رکھا ہوا تھا۔ اس نے فون کے ریسیور پر کپڑا رکھا ہوا تھا

"باس ۔۔۔۔ اس نے وعدہ کیا ہے کہ یہ ہم سے تعاون کرے گا" ۔۔۔۔ ان دونوں آدمیوں نے کرسی پر بیٹھے ہوئے بچے سے

مخاطب ہو کر بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

عاقل اس ننھے منے باس کو دیکھ کر حیرت سے بت بنا رہ گیا۔ وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ آٹھ نو سال کا بچہ بھی اتنے ظالم آدمیوں کا باس ہو سکتا ہے

عاقل کے اندر آتے ہی اس ننھے منے باس نے مسکراتے ہوئے ریسیور کریڈل پر ڈال دیا۔ ٹیلیفون کے ساتھ ایک چھوٹا سا ٹیپ ریکارڈر رکھا ہوا تھا۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کا بٹن دبایا تو عاقل بری طرح اچھلا۔ وہ حیرت سے ٹیپ ریکارڈ کو دیکھ رہا تھا۔ جس میں سے عاقل کی اپنی آواز ابھر رہی تھی۔ وہ بری طرح چیخ رہا تھا۔ اور بار بار ابو ابو پکار رہا تھا۔ سسکیاں اور چیخیں بھی آوازوں میں شامل تھیں۔

باس نے مسکراتے ہوئے بٹن آف کر دیا اور ٹیپ ریکارڈ سے آواز نکلنی بند ہو گئی۔

"تمہارا نام عاقل ہے ۔۔۔۔ اور تم مرزا شد کے بیٹے ہو۔ میرا نام بوبارو ہے اور میں دنیا کا بہت بڑا مجرم ہوں۔ میری قد و قامت اور شکل پر نہ جانا ۔۔۔۔ میں بڑے بڑے پہلوانوں کو چٹکیوں میں مسل دیتا ہوں"۔

بوبارو نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"م ۔۔۔۔ م ۔۔۔۔ مگر مجھے کیوں یہاں لے آئے ہو" عاقل نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اب وہ واقعی خوفزدہ ہو چکا تھا۔

"ہمیں تمہارے باپ سے ایک فائل چاہیئے۔ میں نے اسے فون کر دیا ہے اور اسے کل تک کا وقت دیا ہے۔ اگر تمہارے باپ نے

وہ فائل ہمارے حوالے کر دی تو ہم تمہیں چھوڑ دیں گے ورنہ ہم تمہاری بوٹیاں کر کے چیل کوؤں کو کھلا دیں گے" ——— بومارو نے سخت لہجے میں کہا۔

"میری بات ابو سے کراؤ ——— میں انہیں کہتا ہوں وہ میری بات نہیں ٹالتے۔ وہ تمہیں فائل دے دیں گے بلکہ دو تین فائلیں دے دیں گے۔" عاقل نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— میں نے خود تمہاری آواز سے ٹیپ بھر کر اسے سنا دیا ہے۔ یہی ٹیپ جو تم نے ابھی سنا ہے ——— ہم اسے دہشت زدہ کرنا چاہتے ہیں۔ کل اگر اس نے فائل دینے سے انکار کیا تو پھر تمہیں میں ایک چانس دوں گا کہ تم خود اپنے باپ سے بات کر لو۔ اس کے بعد تمہاری عبرتناک موت یقینی ہے۔"

بومارو نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے مت مارو ——— مجھے چھوڑ دو ——— میں خود فائل ابو سے لے کر تمہیں پہنچا دوں گا۔" عاقل نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم ابھی بچے ہو ——— ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے ——— نمبر سکس" بومارو نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اس آدمی کو نمبر سکس کہہ کر پکارا جو عاقل کو بازو سے پکڑے کھڑا تھا۔

"یس باس" ——— نمبر سکس نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"اسے دوبارہ کمرے میں بند کر آؤ" ——— بومارو نے کہا اور نمبر سکس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اور پھر عاقل کو بازو سے پکڑے گھسیٹتا ہوا کمرے سے باہر لے آیا۔

"کیا واقعی تم مجھے مار دو گے" ——— عاقل نے راہداری میں چلتے ہوئے تقریباً رو دینے والے لہجے میں پوچھا۔

"بالکل مار دیں گے ——— ہم نے ہزاروں بچے اب تک مارے ہیں، تمہیں کیوں نہ ماریں گے" ——— اس آدمی نے سرد اور سپاٹ سے لہجے میں کہا۔ اور عاقل کے جسم میں بے اختیار خوف کی لہریں سی دوڑنے لگیں۔

عاقل کو لے آنے والوں نے پہلے والے کمرے میں عاقل کو دھکیلا اور پھر باہر سے دروازہ بند کر دیا۔

عاقل خاموش کھڑا بند دروازے کو دیکھتا رہا۔ اس کے ذہن میں دھماکے سے ہو رہے تھے۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے ابھی دروازہ کھلے گا اور وہ لوگ چھریاں کلہاڑیاں اٹھا کر اندر آئیں گے۔ اور اسے ذبح کر دیں گے لیکن جب قدموں کی چاپ دور جا کر سنائی دینی بند ہو گئی تو عاقل کو قدرے اطمینان ہوا۔ لیکن اب وہ ایک لمحہ بھی وہاں نہیں رہنا چاہتا تھا۔

اب اسے موت اپنے بالکل قریب نظر آ رہی تھی۔ چنانچہ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور اس کی نظریں ایک بار پھر روشندان پر آ کر جم گئیں۔ اسے یہی روشندان ہی زندگی کا ذریعہ نظر آ رہا تھا۔ مگر مسئلہ تھا روشندان تک پہنچنے کا۔

اسی لمحے اسے ایک خیال آیا اور وہ تیزی سے بستر کی طرف لپکا۔ لیکن دوسرے لمحے ٹھٹھک کر رک گیا۔ کیونکہ لوہے کا بستر زمین میں نصب تھا۔ ورنہ اسے یہی خیال آیا تھا کہ وہ بستر کو دروازے کے ساتھ سیدھا کھڑا کر کے اوپر

چڑھ جائے گا لیکن اب یہ ارادہ بھی ختم ہو گیا تو وہ دروازے کی طرف بڑھا

اس نے دروازے کے ہینڈل کو زور سے دبایا لیکن ہینڈل سخت تھا وہ نیچے نہ دبا۔ کیونکہ باہر سے تالا لگا ہوا تھا۔

عاقل چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر وہ تیزی سے اچھلا اور اس نے دروازے کے اوپر والے حصے میں لگی ہوئی کنڈی کو پکڑنا چاہا۔ مگر کنڈی اس کے قد سے اونچی تھی۔ پوری طاقت سے اچھلنے کے باوجود اس کا ہاتھ کنڈی تک نہ جا سکا تھا۔

وہ مایوس ہو کر واپس پلٹا اور پھر بستر پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے سے شدید پریشانی نمایاں تھی نظریں روشندان پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اچانک اس کے دماغ میں ایک خیال آیا۔ اور وہ اچھل پڑا۔

سکول میں وہ سکاوٹنگ میں حصہ لیتا تھا اس لئے اسے کمند بنانے اور ڈالنے کا طریقہ آتا تھا۔ اس نے تیزی سے اٹھ کر بستر کی چادر کھینچی اور پھر اسے پٹیوں کی صورت میں پھاڑنا شروع کر دیا۔ جب اتنی پٹیاں بن گئیں جو اس کا وزن بھی سہار سکتی تھیں اور روشندان تک بھی پہنچ جاتیں۔ اس نے ان پٹیوں کے سرے ایک دوسرے کے ساتھ باندھے اب ایک لمبی سی رسی تیار ہو گئی تھی۔ عاقل نے غور سے روشندان کو دیکھا اور پھر اس نے اپنا ایک بوٹ اتارا اور اسے رسی کے سرے پر اس طرح باندھ دیا کہ رسی بوٹ کے عین درمیان میں بندھ گئی۔ بوٹ باندھنے کے بعد عاقل نے رسی کو کمند کی طرح گھمایا اور پھر اسے بڑے ماہرانہ انداز میں روشندان کی طرف پھینکا۔ ادھ کھلے روشندان

سے ٹکرا کر بوٹ واپس آ گرا۔

عاقل نے ایک بار پھر کوشش کی لیکن اس بار بھی اسے ناکامی ہوئی لیکن عاقل نے ہمت نہ ہاری، وہ کمند پھینکتا رہا اور پھر بوٹ ایک بار ادھ کھلے ہوئے حصے سے گزر کر دوسرے کھلے حصے میں سے نکل آیا۔ اور عاقل کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا تھا۔ اس نے رسی کو ڈھیل دینی شروع کر دی، بوٹ وزن کی وجہ سے نیچے کھسکتا چلا آیا۔ اور تھوڑی دیر بعد بوٹ عاقل کے پاس پہنچ گیا۔

اب رسی کے دونوں سرے اس کے ہاتھ میں تھے۔ اور رسی روشندان کے درمیانی حصے سے بندھی ہوئی تھی۔

عاقل نے تیزی سے بوٹ کھولا اور اس کے دونوں سروں کو ملا کر گانٹھ لگا دی۔ پھر اس نے پھرتی سے بوٹ پہن کر تسمے بند کئے اور ڈبل رسی کو کھینچ کر دیکھا۔ اس کے بعد رسی کو پکڑ کر وہ دروازے سے پیر ٹکائے اوپر کھسکتا چلا گیا۔ گو اس کی رفتار خاصی کم تھی کیونکہ رسی بار بار اس کے ہاتھوں سے پھسل جاتی تھی۔ لیکن آہستہ آہستہ اوپر چڑھتا چلا گیا۔ اور پھر روشندان کے قریب پہنچ کر اس نے ایک ہاتھ روشندان پر ڈالا اور اسے مضبوطی سے پکڑ کر رسی چھوڑ دی اور دوسرا ہاتھ بھی روشندان پر ڈال دیا۔ اب وہ دونوں ہاتھوں سے روشندان سے لٹکا ہوا تھا۔ اس کے جسم کا پورا خون سمٹ کر چہرے تک پہنچ گیا تھا۔ لیکن جان بچانے کے لئے وہ بری طرح روشندان سے چمٹا ہوا تھا۔ پھر اس نے ایک ہاتھ گھما کر باہر کسی کنارے کو پکڑنا چاہا اور پیر دروازے کی کنڈی پر جما دیئے۔ اب اس کے جسم کو سہارا مل گیا تھا۔ دوسرے

لمحے اس کے ہاتھ نے بیرونی کنارے کو پکڑ لیا اور اسے مضبوطی
سے تھام کر عاقل نے دوسرا ہاتھ بھی کنارے پر جما دیا۔ اور اپنے جسم
کو ہاتھوں کی طاقت سے اوپر کی طرف کھینچا۔

اس طرح آہستہ آہستہ وہ آدھے کھلے روشندان سے باہر کی طرف
کھسکتا چلا گیا۔ ہر لمحہ قیامت کا لمحہ تھا کیونکہ اسے یہی محسوس ہو رہا تھا کہ
کسی بھی لمحے اس کے ہاتھوں کی گرفت ختم ہو جائے گی۔ اور وہ دھڑام
سے نیچے فرش پر جا گرے گا۔ لیکن تھوڑی دیر بعد وہ روشندان سے نکل
جانے میں کامیاب ہو گیا۔

اب وہ ایک سٹول پر کھڑا تھا جو راہداری کی چھت پر تھا۔

عاقل کا پورا جسم پسینے سے شرابور ہو رہا تھا۔ وہ چند لمحے وہاں بیٹھا
سانس لیتا رہا۔ پھر تیزی سے بجائے راہداری کی چھت پر دوڑنے کے
اس نے کمرے کی چھت کی طرف نگاہ ڈالی۔ چھت نزدیک ہی تھی۔ اس نے
اچھل کر چھت کا کنارا پکڑا۔ اور روشندان کے کنارے پر پیر جماتا ہوا وہ
دوسرے لمحے چھت پر پہنچ گیا۔

چھت پر اسے ایک درخت کی موٹی سی شاخ جھکی ہوئی نظر آئی اور
وہ دوڑتا ہوا اس شاخ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ قریب پہنچ کر جب اس
نے دوسری طرف جھانکا تو خوشی سے اس کی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔

درخت عمارت سے باہر ایک پتلی سی گلی میں تھا۔ اور اس کی
شاخیں چھت پر جھکی ہوئی تھیں۔ عاقل تیزی سے اس شاخ پر چڑھا ا
پھر تھوڑی دیر بعد وہ مختلف شاخوں پر پیر رکھتا اور تنے سے لپٹ
کر گھسٹتا ہوا گلی میں پہنچ گیا ——— گلی میں پہنچتے ہی وہ بے تحاشہ ایک

طرف دوڑ پڑا۔ جہاں دور سے اسے بڑی سڑک نظر آ رہی تھی جس پر
کاریں، ٹیکسیاں اور بسیں دوڑتی ہوئی صاف دکھائی دے رہی تھیں۔
پھر جیسے ہی وہ سڑک پر پہنچا اس نے قریب ہی سٹاپ پر ایک
بس کو رکتے دیکھا تو وہ تیزی سے بس میں سوار ہو گیا۔

بس سیکرٹریٹ کالونی کی طرف ہی جا رہی تھی اس لیے اسے اطمینان
تھا کہ وہ اب آسانی سے اپنے گھر پہنچ جائے گا۔ اس کی آنکھوں میں
بے پناہ مسرت کی چمک موجود تھی۔ کیونکہ اس نے ایک بہت بڑا کارنامہ
سرانجام دیا تھا۔ اتنا بڑا کارنامہ کہ وہ اب بڑے فخر سے اپنے دوستوں کو
بتایا کرے گا اور وہ اس کی بہادری، دلیری، ہمت کے قائل ہو جائیں
گے۔ بس کالونی کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی۔

سر سلطان کے دفتر میں عمران، سر سلطان اور سر راشد

موجود تھے۔ عمران ابھی ابھی وہاں پہنچا تھا اور سر سلطان نے عمران کے کہنے پر سر راشد کو اپنے کمرے میں ہی بلوا لیا تھا۔

"یہ علی عمران ہیں ——— سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کے نمائندے"——— سر سلطان نے سر راشد سے عمران کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

چونکہ سر راشد حال ہی میں ایک ملک کی سفارت سے تبدیل ہو کر سیکرٹریٹ میں شامل ہوئے تھے۔ اس لئے وہ ذاتی طور پر عمران سے واقف نہ تھے۔

سر راشد نے بڑے رسمی انداز میں عمران سے ہاتھ ملایا اور پھر ڈھیلے انداز میں کرسی پر بیٹھ گئے۔ ان کے چہرے پر شدید ترین پریشانی کے آثار جیسے منجمد ہو کر رہ گئے تھے۔ آنکھوں سے شدید الجھن

نمایاں تھی۔

"آپ مجھے تفصیل سے بتائیں کہ مجرم نے آپ کو فون پر کیا کہا تھا۔ لفظ بہ لفظ دوہرا دیں"——— عمران نے ان کی پریشانی کو دیکھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اور سر راشد نے تفصیل سے تمام گفتگو بتا دی اور پھر یہ بھی بتا دیا کہ سکول کے پرنسپل کے مطابق ایک سات آٹھ سال کا بچہ عاقل کو سکول سے لے گیا تھا۔

"دیکھیں مسٹر عمران ——— مجھے میرا بچہ چاہیئے ——— زندہ، صحیح سلامت"——— سر راشد نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آپ کا بچہ عاقل ہے ——— آپ نے آخر سوچ سمجھ کر ہی اس کا نام رکھا ہو گا اور عقلمند کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اس لئے آپ بے فکر رہیں"

عمران نے اپنی طرف سے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا لیکن سر راشد نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا۔ ان کے چہرے پر غصے کے آثار نمایاں ہوئے کیونکہ انہوں نے یہی سمجھا تھا کہ عمران مذاق کر رہا ہے۔ عمران کے الفاظ ہی ایسے تھے۔

"مجھ پر قیامت ٹوٹ رہی ہے اور آپ مذاق کر رہے ہیں۔ ٹھیک ہے میں خود ہی مجرموں سے نپٹ لوں گا"

سر راشد نے ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— بیٹھو، بیٹھو ——— دیکھو یہ غصہ کرنے کا وقت نہیں ہے ہمیں سنجیدگی سے اس مسئلے سے نپٹنا ہے۔ یہ صرف تمہارا ذاتی مسئلہ نہیں ہے۔

سر سلطان نے سر راشد کو بازو سے پکڑ کر واپس کرسی پر بٹھاتے ہوئے کہا۔

"لیکن ایسے موقع پر مذاق" ——— سر راشد نے بگڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نے مذاق نہیں کیا سر راشد ——— صرف عاقل کے معنی بتائے ہیں اور میں نے یہ فقرہ صرف اس لئے کہا تھا تاکہ آپ کے مزاج کا اندازہ کر سکوں۔ اور میں نے چیک کر لیا ہے کہ آپ میں تحمل اور دور اندیشی کی کمی ہے۔ آپ اتنے بڑے عہدے پر فائز ہونے کے باوجود جذباتی انداز میں سوچتے ہیں۔ اس لئے آپ براہ مہربانی وہ فائل میرے حوالے کر دیں"۔

عمران کے لہجے میں بے پناہ سنجیدگی تھی۔

"کیا مطلب ——— کیوں حوالے کر دوں"۔ سر راشد اور زیادہ بگڑ گئے۔

"اس لئے کہ آپ کی جذباتی طبیعت سے کچھ بعید نہیں کہ آپ ملک کا یہ اہم ترین راز اپنے بچے کو بچانے کی خاطر مجرموں کے حوالے کر دیں"۔

عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"یہ میری توہین ہے سر سلطان ——— اور میں سب کچھ برداشت کر سکتا ہوں لیکن اپنی توہین برداشت نہیں کر سکتا"۔ سر راشد ایک بار پھر اٹھ کھڑے ہوئے۔

"سر راشد ——— پلیز جذباتی نہ ہوں اور جیسے عمران کہہ رہا ہے ویسے کریں ——— یہ سب ہمارے مفاد میں ہے"۔ سر سلطان نے بھی اس بار سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یعنی میں فائل اس آدمی کے حوالے کر دوں ——— صرف اس کے کہنے

پر۔ آپ کمال کرتے ہیں۔ یہ فائل میرے محکمے کی حفاظت میں ہے اور میرے محکمے سے ہی متعلقہ ہے ——— یہ کسی غیر متعلقہ آدمی کو کبھی نہیں دی جا سکتی، حتیٰ کہ آپ کو بھی نہیں"۔

سر راشد نے انتہائی بگڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"دیکھئے سر راشد ——— میں آپ کی عزت کرتا ہوں۔ آپ جذباتی صدمے سے دوچار ہیں۔ اس لئے آپ کے یہ الفاظ قابل معافی ہو سکتے ہیں ورنہ آپ جانتے ہیں کہ ایکسٹو کو غیر متعلق کہہ کر آپ نے اس کی توہین کی ہے۔ اس لئے پلیز جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ کریں۔ اور آپ کے بچے کی برآمدگی اب ایکسٹو کی ذمہ داری ہے"۔

عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں کسی ایکسٹو کو نہیں جانتا ——— سمجھے آپ ——— ایکسٹو اگر سیکرٹ سروس کا چیف ہے تو میں اپنے محکمے کا چیف ہوں اور میں نے کوئی جرم نہیں کیا کہ میں ایکسٹو کا مجرم ہوں ——— مجھ سے یہ فائل صدر مملکت بھی نہیں لے سکتے ——— یہ قانوناً میری حفاظت میں ہے اور میری حفاظت میں ہی رہے گی۔ اور جہاں تک عاقل کی برآمدگی کا تعلق ہے آپ پلیز اس میں دخل نہ دیں ——— میں جانوں اور میرا بچہ

سر راشد واقعی جذبات کی انتہا تک پہنچ گئے تھے۔

"پلیز سر راشد ——— بات نہ بڑھائیں ——— تحمل سے کام لیں، آپ ذمہ دار آدمی ہیں آپ کو ایسی باتیں نہیں کرنی چاہئیں"۔

سر سلطان نے بیچ بچاؤ کرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"بہر حال سر (یہ فیصلہ حتمی ہے کہ میں فائل عمران صاحب کے حوالے

نہیں کروں گا اور میرے لائق جو خدمت ہو وہ بتائیں ۔"

سر راشد نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور کرسی پر بیٹھ گئے ان کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ اس مسئلے کو انہوں نے اپنے لئے چیلنج بنا لیا ہے

عمران چند لمحے خاموش بیٹھا سر راشد کو دیکھتا رہا ۔ پھر اس نے سر سلطان سے مخاطب ہو کر کہا۔

" پی ۔ اے سے کہیں ایکسٹو سے بات کرائے " ۔۔۔ عمران کے لہجے میں بے پناہ سنجیدگی تھی۔

" سر راشد ۔۔۔ آپ سیکرٹریٹ میں نئے آئے ہیں ۔ آپ کو ایکسٹو کے اختیارات کا علم نہیں ہے ۔۔۔ اس لئے پلیز آپ ضد نہ کریں "۔

سر سلطان نے آخری بار سر راشد کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

" سوری سر سلطان ۔۔۔ میں نے جو فیصلہ کر دیا ہے وہ حتمی ہے "۔ سر راشد بھی اپنی بات پر ڈٹے ہوئے تھے۔

سر سلطان ہونٹ کاٹتے ہوئے خاموش ہو گئے ۔ اور انہوں نے ریسیور اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

" میں اپنے دفتر جا رہا ہوں سر سلطان ۔۔۔ ایکسٹو سے جو ہوتا ہے کر لیں ۔"

سر راشد نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ سر سلطان انہیں روکتے وہ تیز تیز قدم اٹھاتے باہر نکلتے چلے گئے۔

" یہ تو واقعی ضد پر اتر آئے ہیں " ۔۔۔ سر سلطان نے پریشان لہجے میں کہا۔

" مجھے حیرت ہے کہ اس قدر جذباتی آدمی کو اتنے اہم عہدے پر کیسے فائز کر دیا گیا "۔

عمران نے کہا۔

" ایسی بات نہیں عمران ۔۔۔ بچے کے صدمے کی وجہ سے وہ ایسا رویہ اختیار کر رہے ہیں ۔۔۔ ان کا خیال ہے کہ شاید ہم ان سے فائل لینے کے بعد ان کے بچے کی برآمدگی میں دلچسپی نہ لیں گے ۔ اور ہمیں ان کے بچے سے زیادہ فائل میں دلچسپی ہے "۔

سر سلطان نے کہا۔

" آپ کی بات درست ہے ۔۔۔ لیکن بچے تو سب کے ہوتے ہیں ۔ اس طرح تو مجرم بڑے اطمینان سے تمام فائلیں حاصل کر سکتے ہیں سر راشد کچھ ضرورت سے زیادہ ہی جذباتی مزاج رکھتے ہیں ۔ بہر حال صدر مملکت سے بات کرائیں "۔

عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

اور سر سلطان نے ریسیور اٹھا کر پی اے کو صدر مملکت سے بات کرانے کے لئے کہا۔

" چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بجی اور سر سلطان نے ریسیور اٹھا لیا ۔

" جناب ۔۔۔ صدر مملکت سے بات کریں ۔" دوسری طرف سے پی اے نے کہا۔

" ہیلو ۔۔۔ میں سلطان بول رہا ہوں جناب "۔

سر سلطان نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

" ہیلو ۔۔۔ کیا بات ہے سر سلطان ! کیسے فون کیا "۔ دوسری طرف

سے صدر مملکت کی گھمبیر آواز سنائی دی اور سر سلطان نے فون کے نیچے لگا ہوا ایک سفید رنگ کا بٹن دبا دیا۔

اس بٹن کے دبنے کے بعد لائن ڈائریکٹ ہو گئی۔ اب درمیان میں پی اے کا کنکشن بھی آف ہو گیا اور مزید بھی اس لائن کو چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔

"سر ——— ایک اہم مسئلہ پیدا ہو گیا ہے"۔ سر سلطان نے مودبانہ لہجے میں کہا اور سر راشد کے بچے کے اغواء اور دفاعی نظام کی فائل کے متعلق تفصیلات بتا دیں

"اوہ ——— یہ تو انتہائی اہم اور سیریس مسئلہ ہے۔ آپ اس سلسلے میں ایکسٹو سے بات کریں۔ وہی اس مسئلے کو سنبھال سکتے ہیں۔ یہ پولیس اور انٹیلیجنس کے بس کا روگ نہیں ہے"۔

صدر مملکت نے تشویش بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے ان سے بات کی ہے سر ——— انہوں نے کیس لے لیا ہے لیکن ساتھ ہی انہوں نے کہا ہے کہ وہ فائل سر راشد سے لے کر ان کی کسٹڈی میں دے دی جائے کیونکہ ان کے خیال کے مطابق سر راشد جذباتی ہو رہے ہیں ——— ایسا نہ ہو کہ وہ فائل کی کاپی مجرموں تک پہنچا دیں ——— انہوں نے اپنے ایک نمائندے علی عمران کو فائل لینے کے لئے سیکرٹریٹ بھیجا ہے لیکن سر راشد ضد کر رہے ہیں کہ وہ کسی صورت بھی فائل ایکسٹو کے حوالے نہ کریں گے"۔ علی عمران نے جواب میں ایکسٹو کو فون کر کے صورت حال بتا دی ہے۔ انہوں نے اپنے نمائندے سے کہا ہے کہ وہ ان کی طرف سے صدر مملکت سے

بات کر لیں ——— علی عمران صاحب میرے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ سے ان کی بات کرا دوں"۔

سر سلطان نے بات کو گھما کر کرتے ہوئے کہا اور عمران دل ہی دل میں سر سلطان کی ذہانت کی داد دینے پر مجبور ہو گیا

سر سلطان نے بڑے خوبصورت انداز میں سچویشن کو کور کیا تھا کیونکہ وہ یہ نہ کہہ سکتے تھے کہ ایکسٹو ان کے دفتر میں موجود ہے۔ اس لئے انہوں نے یہ چکر دیا تھا۔

"اوہ ——— عمران صاحب ——— ہاں ٹھیک ہے۔ میں ان سے واقف ہوں ——— آپ بات کرائیں ———" دوسری طرف سے صدر مملکت نے کہا۔

اور سر سلطان نے مسکراتے ہوئے ریسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔ لیکن انہوں نے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھا ہوا تھا۔

"خدا کے لئے عمران کوئی مذاق نہ کرنا" ——— سر سلطان نے دبے لہجے میں کہا اور پھر ہاتھ ہٹا لیا۔

"ہیلو جناب ——— میں علی عمران بول رہا ہوں"۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور سر سلطان نے اطمینان کا طویل سانس لیا۔ کیونکہ انہیں عمران پر یقین نہ تھا کہ وہ ان کی بات مانے گا بھی یا نہیں۔

"عمران صاحب ——— آپ کیا چاہتے ہیں" ——— صدر مملکت نے بڑے بارعب لہجے میں کہا۔

"آپ کیا دے سکتے ہیں جناب" ——— عمران نے بھی اسی طرح لہجے کو باوقار بناتے ہوئے کہا۔ اور سر سلطان چونک کر عمران کی طرف

دیکھنے لگے۔ بات غلط رخ اختیار کر رہی تھی لیکن اب وہ مداخلت نہ کر سکتے
تھے۔

"کیا مطلب ——— میں سمجھا نہیں" ——— صدر مملکت نے چونکتے ہوئے
پوچھا۔ ایسا جواب شاید ان کے تصور میں بھی نہ تھا۔

"جناب آپ نے پوچھا ہے کہ میں کیا چاہتا ہوں تو میں نے آپ سے
پوچھا ہے کہ آپ کیا دے سکتے ہیں تاکہ میں وہی کچھ مانگوں جو آپ دے
سکتے ہوں"۔ عمران نے اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"آپ ایکسٹو سے کہیں کہ وہ خود مجھ سے بات کریں"

دوسری طرف سے صدر مملکت نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ
ختم ہو گیا۔ صدر مملکت نے یقیناً غصے میں رسیور رکھ دیا تھا۔

"میری کوئی بات ہی نہیں سنتا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم باز نہیں آتے اپنی حرکتوں سے ——— اب بلیک زیرو کو
فون کر کے اسے تفصیلات سمجھاؤ کہ وہ صدر سے بات کرے۔ خواہ مخواہ
وقت ضائع ہو رہا ہے۔"

سر سلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا ضرورت ہے وقت ضائع کرنے کی ——— اب یہ فون ڈائریکٹ
ہے۔ میں ابھی فون کر لیتا ہوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر چند لمحوں کے بعد اس نے کریڈل دبایا اور صدر مملکت
کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ——— پی اے ٹو پریذیڈنٹ" ——— دوسری طرف سے
پی اے کی آواز سنائی دی۔

"صدر سے بات کراؤ ——— اٹ از ایکسٹو" ——— عمران نے ایکسٹو
کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر ——— یس سر ——— ہولڈ آن کیجئے" ——— دوسری طرف
سے پی اے نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"یس" ——— چند لمحوں بعد دوسری طرف سے صدر کی آواز مائیک
پر ابھری۔

"ایکسٹو بول رہا ہوں جناب ——— میں نے کیس لے لیا
ہے۔ آپ سر راشد کو فوری طور پر فون کال کے ذریعے معطل کر کے ان
کے محکمے کا چارج عارضی طور پر سر سلطان کو دے دیں اور سر سلطان
کو حکم دیں کہ وہ فائل میرے حوالے کر دیں۔ جب مجرم پکڑے جائیں
گے پھر سر راشد کا مسئلہ زیر غور آ سکتا ہے" ——— ایکسٹو نے لہجے
کو تو مؤدبانہ ہی رکھا لیکن الفاظ ایسے تھے جیسے صدر کو حکم دے رہا ہو۔

"لیکن ایسا کرنے سے بہت سی انتظامی الجھنیں پیدا ہو جائیں گی۔
آپ کو فائل چاہیئے، وہ میں سر راشد کو حکم دے کر آپ کے حوالے کرا
سکتا ہوں"۔

صدر مملکت نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر ——— مجھے فوری طور پر فائل چاہیئے۔ اس کیلئے
آپ جو بھی انداز اختیار کریں آپ کی مرضی" عمران نے سر ہلاتے
ہوئے کہا۔

"او۔ کے ——— فائل تھوڑی دیر میں آپ کے نمائندے کے
پاس پہنچ جائے گی۔ ——— تھینک یو" ——— صدر مملکت نے اس بار

مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

شاید ایجنٹ نے ان کی بات مان کر ان کی انا کو تسکین پہنچائی تھی اس لئے ان کے لہجے میں ہلکی سی مسرت کا عنصر ابھر آیا تھا۔

"تھینک یو" ——— عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

سر سلطان نے سفید بٹن دبا کر اسے دوبارہ پہلے والی حالت میں کر دیا۔

"تم نے تو باقاعدہ صدر مملکت کو حکم دے دیا تھا" ——— سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے جان بوجھ کر ایسا کیا تھا تاکہ صدر مملکت اسے اپنی انا کے لئے چیلنج سمجھیں اور قائل کے لئے پوری طرح احکامات دیں۔ میں جانتا ہوں کہ ہوگا وہی جیسے میں نے کہا ہے کیونکہ سر راشد کی طبیعت میں جان گیا ہوں ——— وہ صدر مملکت کا زبانی حکم تسلیم نہ کریں گے اور صدر مملکت کو اپنی انا کی تسکین کے لئے مجبوراً وہی اقدام کرنا پڑے گا جو میں نے پہلے تجویز کیا تھا۔ ورنہ ہو سکتا تھا کہ صدر مملکت تحریری اقدامات کے چکر میں پڑ کر وقت ضائع کر دیتے۔"

عمران نے کہا اور سر سلطان مسکرا کر سر ہلانے لگے۔ وہ عمران کی ذہانت کے پہلے سے قائل تھے۔ اس لئے انہیں کوئی تعجب نہ ہوا تھا۔ وہ جانتے تھے کہ عمران کے اندازے سو فیصد درست نکلتے ہیں اب انہیں نتیجے کا انتظار تھا۔

ڈلنشی زیرو ون کی کار سے اتر کر تیزی سے سیکرٹریٹ کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ مین گیٹ پر مسلح افراد موجود تھے جو ہر آدمی کو باقاعدہ چیک کر رہے تھے۔ لیکن ڈلنشی بڑے اطمینان سے چلتا ہوا گیٹ سے کراس کرنے لگا۔

"ارے بیٹا ——— تم کہاں جا رہے ہو" ——— ایک سپاہی نے چونک کر اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں ڈیڈی سے ملنے جا رہا ہوں"

ڈلنشی نے بڑے مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور آگے بڑھتا چلا گیا۔ سپاہی سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔

ظاہر ہے سیکرٹریٹ میں بے شمار ملازم تھے اور اسے کیا معلوم کہ یہ کس کا بچہ ہے اور پھر ظاہر ہے بچے سے کسی نقصان کی بھی توقع نہ ہو سکتی تھی۔ اس لئے وہ دوسرے لوگوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔

ڈلنشی تیزی سے گیٹ کراس کے پارکنگ شیڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا
سیکرٹریٹ کے شمالی جانب ایک وسیع وعریض پارکنگ شیڈ موجود تھا
جس میں بے شمار کاریں کھڑی تھیں۔ ڈلنشی ادھر ادھر دیکھتا ہوا آگے
بڑھتا چلا گیا۔

پھر اسے ایک جگہ پرنس کی کار کھڑی ہوئی نظر آگئی۔ وہ اس کی شنا
اور نمبر جانتا تھا۔ اس لئے مغالطے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ وہ تیزی
سے اس کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کار کی ڈگی کے قریب پہنچ کر اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ اور کسی
کو اس طرف متوجہ نہ پا کر اس نے ڈگی کا کھلا ہوا ڈھکن اوپر اٹھایا ا
تیزی سے اندر رینگ گیا۔

الاسٹک بم اسی حالت میں وہاں چپکا ہوا تھا۔ وہ کچھ دیر بیٹھا سوچ
رہا۔ وہ چاہتا یہی تھا کہ جب پرنس اس کار میں موجود ہو اس وقت بم
پھٹے لیکن وقت کا اندازہ وہ نہ کر سکتا تھا کہ پرنس کب واپس آئے گا او
کس وقت تک کار میں رہے گا۔ اور اس کے علاوہ اب اسے ایک اور
بھی خدشہ لاحق ہو گیا تھا۔ کار جس انداز میں کھڑی تھی۔ اس کے لئے لازما
پرنس کار کی پچھلی سمت سے آگے بڑھے گا اور ڈگی کا کھلا ہوا حصہ یقینی
طور پر اس کی نظروں میں آجائے گا۔ اس طرح وہ ڈگی چیک بھی کر سکتا
تھا اور ساری پلاننگ ہی نہ صرف بیکار ہو سکتی تھی بلکہ وہ خود بھی پکڑا
جا سکتا تھا۔

کچھ دیر سوچنے کے بعد اچانک اسے ایک خیال آیا اور اس نے
سر ہلاتے ہوئے اس خیال کو درست قرار دے دیا۔ اس نے سوچا تھا

کہ بجائے ڈگی میں بم فٹ کرنے کے کیوں نہ وہ اس کار کی پچھلی سیٹ کے
نیچے فٹ کر دے اور خود بھی وہیں چھپ جائے۔

چونکہ پرنس اکیلا تھا اس لئے ظاہر ہے اس نے باقاعدہ پچھلی سیٹوں کو
چیک تو نہیں کرنا۔ وہ تو آکر معمول کے مطابق ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ
جائے گا۔ اس طرح ڈلنشی بم کو آن کر کے کسی بھی موڑ پر دروازہ کھول کر
نیچے اتر جائے گا۔ اور جب تک پرنس چونک کر کار روکے یا چیک کرے
بم پھٹ جائے گا۔ اور پرنس کار سمیت ہی فضا میں بکھر کر رہ جائے گا۔

چنانچہ اس نے تیزی سے بم کی ٹیپ کو دوبارہ اکھاڑا اور اسے
جیب میں ڈال کر ڈگی سے باہر آگیا۔ اس نے زور سے جھٹکا دے کر ڈگی
کو دوبارہ بند کر دیا اور پھر وہ کار کے پچھلے دروازے کی طرف بڑھا۔ کار کا
دروازہ لاک تھا لیکن ڈلنشی نے بڑے اطمینان سے جیب میں ہاتھ ڈال کر
تار نکالی۔

اور دوسرے لمحے وہ تار کی مدد سے ڈور لاک کھولنے ـــــ میں
کامیاب ہو گیا۔ اس نے ایک بار پھر ادھر ادھر دیکھا۔ ایک تو کوئی شخص
قریب موجود ہی نہ تھا۔ دوسرے اس کا قد اتنا چھوٹا تھا کہ اگر کوئی ہوتا بھی
تو اسے ڈلنشی کاروں کی آڑ کی وجہ سے نظر نہ آتا۔

پھر ڈلنشی کار کا دروازہ کھول کر کار کے اندر داخل ہوا۔ اس نے
آہستہ سے کار کا دروازہ بند کر دیا۔ اور اوپر لگا ہوا لاک سوئچ آف
کر دیا تاکہ وہ جس وقت چاہے دروازہ کھول سکے

پھر اس نے تیزی سے جیب سے الاسٹک بم نکالا اور اسے
سیٹ کے نچلے حصے پر چپکا دیا اور پھر خود وہ دروازے کے ساتھ سمٹ

کر بیٹھ گیا۔ اب اسے دروازہ کھولے بغیر چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک وہ دروازے کے ساتھ دبکا رہا پھر اسے قدموں کی آواز کار کے قریب سنائی دی اور وہ اور زیادہ سمٹ کر نیچے دبک گیا۔ دوسرے لمحے کار کی سیٹ والا دروازہ کھلا اور کسی کے بیٹھنے کی آواز سنائی دی پھر دروازہ بند ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک فائل جیسے اڑتی ہوئی پچھلی سیٹ پر آ گری۔

فائل پرنس نے پچھلی سیٹ پر پھینکی تھی۔ دوسرے لمحے کار کا انجن سٹارٹ ہوا اور وہ حرکت کرنے لگی۔ پارکنگ میں چونکہ خاصا رش تھا اس لئے کار کی رفتار خاصی آہستہ تھی۔ پرنس اسے پیچھے کرتا ہوا باہر نکال رہا تھا۔

ایک لمحے کے لئے اسے خیال آیا کہ ابھی بم آن کر دے اور دروازہ کھول کر نیچے اتر جائے لیکن پھر اس نے خیال بدل دیا کیونکہ سیکرٹریٹ کے گیٹ پر حفاظتی انتظامات تھے اور کار میں دھماکہ ہوتے ہی یقیناً گیٹ حفاظتی طور پر بند کر دیئے جانے لازمی تھے۔ اس طرح وہ اندر ہی پھنس سکتا تھا۔

چنانچہ اس نے کار باہر نکلنے تک انتظار کرنا زیادہ مناسب سمجھا۔ باہر زیرو دن موجود تھا جس کے ذریعے وہ آسانی سے واپس بھی جا سکتا تھا۔ اور کسی ہنگامی صورت حال میں زیرو دن بھی اس کی مدد کر سکتا تھا۔

کار آہستہ آہستہ کھسکتی ہوئی بڑھتی چلی گئی۔ پھر اسے بھاری گیٹ کھلنے کی آواز سنائی دی تو وہ سمجھ گیا کہ کار سیکرٹریٹ کراس کر رہی ہے

اس نے تیزی سے بم پر لگے ہوئے ڈائل کے درمیان اپنی سب سے چھوٹی انگلی ڈالی اور اسے آہستہ سے گھما دیا۔ ذرا سا اور گھمانے کے بعد اس نے انگلی کو زور سے دبایا اور بم کے ڈائل پر ایک سرخ رنگ کا باریک سا نقطہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ اس کا مطلب تھا کہ بم آن ہو گیا ہے۔

ڈلنشی نے جس حد تک اپنی انگلی گھمائی تھی، اس کا اندازہ تھا کہ زیادہ سے زیادہ دس منٹ بعد بم پھٹ جائے گا۔ چنانچہ اب اس نے باہر نکلنے کے بارے میں سوچا۔

کار کی رفتار خاصی تیز ہو چکی تھی اور ڈلنشی دل ہی دل میں دعا کر رہا تھا کہ کسی موڑ پر یا کسی چوک پر کار کی رفتار آہستہ ہو جائے تو وہ باہر کود جائے۔

اسی لمحے اسے اس فائل کا خیال آیا جو پرنس نے پچھلی سیٹ پر پھینکی تھی۔ اس نے سوچا کہ فائل پر بھی قبضہ کر لیا جائے۔ یہ فائل یقیناً پرنس نے سیکرٹریٹ سے حاصل کی ہے۔

اس کے اندازے کے مطابق ہو سکتا ہے اس میں باس کے لئے کوئی کام کی بات موجود ہو۔ ورنہ دوسری صورت میں فائل بھی کار کے ساتھ ہی ضائع ہو جانی تھی تو کیوں نہ اسے چیک کر لیا جائے۔ ظاہر ہے فائل اس کی پہنچ میں تھی۔ اگلی سیٹ پر ہوتی تو اول تو اسے فائل کے بارے میں علم ہی نہ ہو سکتا تھا۔ اور اگر ہو بھی جاتا تو اسے وہاں سے اٹھانا ممکن نہ تھا۔

چنانچہ اس نے اپنا ہاتھ ذرا سا اونچا کیا۔ فائل آدھی سیٹ پر اور آدھی نیچے لٹکی ہوئی تھی۔ اس نے بڑی احتیاط سے فائل کو پکڑ کر اپنی

طرف کھینچا۔

فائل اس کے ہاتھ میں آگئی۔ چونکہ پچھلی سیٹ نیچی تھی اسلئے پرنس کو فائل کے اٹھائے جانے کا پتہ بھی نہ چل سکتا تھا۔ فائل پکڑتے ہی ڈلنشی کی نظر اس کے کور پر پڑی اور وہ بری طرح چونک پڑا۔

اس پر دفاع کا مخصوص نشان موجود تھا۔ اسے خیال آیا کہ باس بھی دفاع ہی کی کوئی فائل حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس نے فائل کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔

وقت تیزی سے گزرتا چلا جا رہا تھا اور کار خاصی سپیڈ سے آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ ڈلنشی نے سوچا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کار آہستہ ہی نہ ہو اور بم پھٹنے کا وقت گزر جائے۔ اس لئے رسک ہی لیا جائے۔

چنانچہ اس نے دروازے کھولنے والے ہک پر ہاتھ رکھا اور اب یہ اس کی خوش قسمتی ہی تھی کہ عین اسی وقت کار کی رفتار آہستہ ہونی شروع ہوگئی۔ اور پھر کار ایک جھٹکے سے رک گئی۔ ساتھ ہی دوسری کاروں کے رکنے کی آوازیں سنائی دیں۔

ڈلنشی سمجھ گیا کہ کار کسی چوک پر ٹریفک ریڈ لائٹ کی وجہ سے رکی ہے۔ اس نے ہک کو دبایا اور پھر دروازے کو آہستہ سے دھکیلا۔ دروازہ بے آواز کھلتا چلا گیا۔ اور ڈلنشی بجلی کی سی تیزی سے قلابازی کھاتا ہوا باہر سڑک پر جا گرا۔ وہ اس وقت ساتھ کھڑی کار کے پہیئے کے قریب گرا تھا۔

نیچے گرتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور پھر اس کار سے ہوتا ہوا سڑک کراس کر کے فٹ پاتھ پر چلنے والے ہجوم میں شامل

ہوگیا۔ اسی لمحے کاریں گرین لائٹ ہوتے ہی آگے بڑھ گئیں، اور ڈلنشی نے اطمینان کا طویل سانس لیا۔

فائل اس نے اپنے کوٹ کے اندر چھپا لی تھی۔ کاریں آگے بڑھتے ہی اس نے زیرودن کی کار بھی گزرتے ہوئے دیکھی۔ زیرودن بھی شاید اسے باہر نکلتے نہ دیکھ سکا تھا۔ اس لئے وہ بدستور تعاقب میں رہا اور اس وقت سچویشن ایسی تھی کہ وہ اسے کال بھی نہ کر سکتا تھا۔ چوک سے پرنس کی کار سیدھی آگے بڑھ گئی تھی۔ ڈلنشی تیز تیز قدم بڑھاتا آگے بڑھنے لگا۔

ابھی اس نے چند ہی قدم بڑھائے ہوں گے کہ اسے چوک سے آگے دور سڑک پر ایک خوفناک دھماکے کی آواز سنائی دی۔ دھماکہ اتنا خوفناک تھا کہ وہاں موجود ہر شخص بری طرح چونک پڑا۔ اور پھر سیٹیاں بجنے اور لوگوں کے دوڑنے کی آوازیں سنائی دیں لیکن ڈلنشی کے چہرے پر گہرے اطمینان کے آثار چھا گئے۔

وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگیا تھا اتنے ہجوم میں وہی اس دھماکے کا اصل پس منظر جانتا تھا۔ اور اسے ہی معلوم تھا کہ دھماکے کے بعد کار اور پرنس کا کیا حشر ہوا ہوگا۔

ڈلنشی اطمینان سے ایک گلی میں مڑ گیا۔ وہ جلد از جلد دوسری طرف سڑک پر پہنچ کر ہیڈ کوارٹر پہنچنا چاہتا تھا۔ تاکہ باس کو کامیابی کی خوش خبری سنانے کے ساتھ ساتھ فائل بھی اس کے حوالے کر سکے اس کا دل بلیوں اچھل رہا تھا۔ اس لئے کہ باس جس آدمی سے اس قدر خوفزدہ تھا اسے کتنی آسانی سے ڈلنشی نے موت کے

گھاٹ اتار دیا تھا۔ ظاہر ہے باس کے لئے یہ واقعی حیران کن خبر ہو گی۔ اور ڈاننشی کی صلاحیتوں کی قدر پورے گروپ کے دلوں میں اور زیادہ بڑھ جائے گی۔

تھوڑی دیر بعد وہ دوسری سڑک پر پہنچ گیا۔ وہ چاہتا تو ٹیکسی لے کر بھی ہیڈ کوارٹر جا سکتا تھا مگر اس کے ساتھ پرابلم یہ تھا کہ اسے بچہ سمجھ کر ٹیکسی والے نظر انداز کر دیتے تھے۔ اس لئے وہ بس سٹاپ کی طرف بڑھتا چلا گیا تاکہ بسیں بدلتے ہوئے ہیڈ کوارٹر پہنچ سکے۔

بومارو کا چہرہ غصے کی شدت کی وجہ سے آگ کی طرح تپا ہوا تھا اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے شعلے لپک رہے تھے۔ اس وقت اس کے چہرے پر چھائی ہوئی معصومیت نجانے کہاں غائب ہو گئی تھی۔ یوں لگ رہے تھے جیسے وہ چہرہ کسی چھوٹے قد کے درندے کا ہو۔ اس کے سامنے چار لحیم شحیم آدمی ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔ ان کے سر جھکے ہوئے تھے۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ——— یہ نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ لڑکا کیسے بھاگ سکتا تھا۔ تم لوگ اتنے بڑے جسم رکھنے کے باوجود احمق ہو۔ تم ایک بچے کی حفاظت نہیں کر سکتے"۔

بومارو نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

"باس ——— ہمیں یہ تصور بھی نہ تھا کہ وہ اتنے اونچے روشندان سے نکل بھاگے گا" ایک آدمی نے جھجکتے ہوئے کہا۔

"تمہارے تصور کو اب میں آگ لگاؤں ـــــ تمہاری غفلت کی وجہ سے سارا منصوبہ تلپٹ ہو گیا۔ سارا پروگرام ختم ہو گیا۔ میرا جی چاہ رہا ہے کہ تمہارے جسموں کو بموں سے اڑا دوں۔"

بومارو نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"باس ـــ" اس آدمی نے کچھ کہنا چاہا۔ مگر پھر وہ بول نہ سکا۔ بومارو ـــ غصے سے چیختے ہوئے ہونٹ کاٹتا رہا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ غصہ پی رہا ہو۔ پھر چند لمحوں بعد اس کا چہرہ معمول پر آتا چلا گیا۔ وہ شاید اپنے غصے پر قابو پا چکا تھا۔

"سنو ـــ یہ تمہاری پہلی غلطی ہے اس لئے معاف کر رہا ہوں آئندہ اس کا نتیجہ تمہاری موت ہی ہو سکتا ہے۔" اس نے اس بار قدرے ٹھنڈے لہجے میں کہا۔

"شش ـــ شکریہ ـــ باس یقین کریں، اب ہم پوری طرح محتاط رہیں گے۔" ـــ اس آدمی نے جواب دیا۔ ان چاروں کے زرد پڑنے والے چہرے اب تیزی سے معمول پر آ رہے تھے۔

"اب یہ جگہ مشکوک ہو گئی ہے اسے فوراً خالی کر دو۔ تمام نشانات ختم کر دو کیونکہ یقیناً اس جگہ کو چیک کیا جائے گا۔ اور تم سب ہیڈ کوارٹر پر منتقل ہو جاؤ ـــ جلد از جلد ـــ میں بھی وہیں پہنچ رہا ہوں"

بومارو نے کرسی سے اچھل کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس" ـــ اس آدمی نے جواب دیا۔

"تم میں سے ایک آدمی اس عمارت کے قریب رہے ہو سکتا ہے کہ فیلڈ میں بکھرے ہوئے آدمی یہاں پہنچیں اور وہ کہیں سیکرٹ سروس یا

پولیس کے ہتھے نہ چڑھ جائیں۔ تم نے انہیں یہاں داخل ہونے سے بچا کر نمبر دو ہیڈ کوارٹر بھجوانا ہے"

بومارو نے سخت لہجے میں کہا۔

"بہتر باس ـــ آپ بے فکر رہیں۔"

اسی آدمی نے کہا اور بومارو تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب اس کے چہرے پر غصے کی بجائے جھلاہٹ موجود تھی اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ جیتی ہوئی بازی ہار کر جا رہا ہو۔

عمارت کے برآمدے میں ایک سپورٹس کار موجود تھی۔ بومارو نے دروازہ کھولا اور پھر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس کار کو اس نے خاص طور پر ڈیزائن کرایا تھا۔ اور اس میں بیٹھا ہوا بومارو بچہ لگنے کے باوجود عجیب نہ لگتا تھا۔ چھوٹی سی یہ کار بظاہر ایک سادہ اور عام سی کار تھی لیکن بومارو نے اس میں بہت سے عجیب و غریب سسٹم نصب کرائے ہوئے تھے۔

کار عمارت کے گیٹ سے نکل کر باہر آئی اور پھر تیز رفتاری سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ بومارو نے اپنا نمبر دو ہیڈ کوارٹر عالیشان کالونی میں ایک کرایہ کی عمارت میں رکھا ہوا تھا۔

وہ جب بھی کسی ملک میں مشن کے لئے جاتا وہ سب سے پہلے مختلف علاقوں میں مختلف ناموں پر تین چار عمارتیں لے لیتا تھا تاکہ عین وقت پر اسے کوئی پریشانی نہ ہو۔ زیرو فورس اس نے اپنی امداد کے لئے ہی تیار کی تھی۔ اور یہی فورس ہی اس کے احکامات کی تعمیل کرتی تھی اب بھی اس نے ان چاروں کو اس لئے معاف کر دیا تھا کہ اجنبی ملک میں وہ

لپنے ہمدردوں کو ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔

کار مختلف سڑکوں پر تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی کہ اچانک اسے سڑک کے کنارے ایک بس سٹاپ پر ڈنشی کھڑا ہوا نظر آیا۔ وہ شاید بس کے انتظار میں کھڑا تھا۔

ڈنشی اور جوگی چونکہ عمران کو قتل کرنے کے مشن پر مامور تھے۔ اس لئے اس نے براہِ راست اس کے سامنے جا کر کار روکنے کی بجائے ایک طرف کر کے کار روک دی اور پھر نیچے اتر کر وہ تیزی سے اس بس سٹاپ کی طرف بڑھنے لگا۔ جہاں مردوں اور عورتوں کا ہجوم تھا۔ اور انہی میں ڈنشی بھی کھڑا بڑی بے چینی سے بس کا انتظار کر رہا تھا۔

بومارو تیز تیز قدم اٹھاتا اس کی طرف بڑھا اور پھر اس سے ذرا ہٹ کر وہ رک گیا۔ دوسرے لمحے اس نے زمین پر پڑا ہوا ایک کنکر اٹھایا اور اسے آگے کھڑے ہوئے ڈنشی کی طرف پھینک دیا۔

چند لوگوں نے اسے ایسا کرتے دیکھا لیکن وہ اسے ایک "بچے" کی شرارت سمجھ کر مسکرا دیئے۔

کنکر ڈنشی کے سر پر لگا تو وہ بری طرح چونک پڑا۔ دوسرے لمحے اس نے مڑ کر دیکھا تو اس کی نظریں بومارو پر پڑیں اور بومارو کو دیکھتے ہی اس کے پریشان چہرے پر یکلخت مسرت کا آبشار بہنے لگا۔ وہ تیزی سے اس کی طرف دوڑا۔ مگر بومارو اسے اپنی طرف آتے دیکھ کر یوں واپس پلٹا جیسے اس سے ڈر کر بھاگ رہا ہو۔

اردگرد موجود لوگ انہیں اس طرح آگے پیچھے بھاگتے دیکھ کر بے اختیار ہنس پڑے۔ بومارو سیدھا اپنی کار کی طرف گیا اور پھر جب تک

ڈنشی کار کے قریب پہنچتا بومارو —— ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر دوسری طرف کا دروازہ کھول چکا تھا۔ ڈنشی بھاگتا ہوا آیا اور ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"یہ میں نے اس لئے کیا ہے کہ کوئی تمہارا تعاقب نہ کر رہا ہو"۔ بومارو نے تیزی سے کار کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں باس —— ڈنشی کا تعاقب کون کر سکتا ہے"۔ زیرو ون آگے نکل گیا تھا اور میں ایک بس سے اتر کر اب ہیڈ کوارٹر جانے کے لئے دوسری بس کے انتظار میں کھڑا تھا۔" ڈنشی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ —— اچھا ہوا تم مل گئے۔ میں نے نمبر ایک ہیڈ کوارٹر خالی کرا لیا ہے۔ میں نے سیکرٹری دفاع سر راشد کے لڑکے کو اغوا کر کے سر راشد کو بلیک میل کیا تھا کہ وہ ہماری مطلوبہ فائل کی کاپی ہمیں ارسال کرے۔ مگر ہمارے آدمیوں کی غفلت کی بنا پر وہ لڑکا ہیڈ کوارٹر سے نکل بھاگنے میں کامیاب ہو گیا"۔

بومارو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"باس —— اس فائل کی نشانی کیا ہے۔" ڈنشی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"کیوں —— تم کیوں پوچھ رہے ہو" بومارو نے چونک کر پوچھا۔

"ویسے ہی باس"۔ ڈنشی نے جواب دیا۔

"یہ پاکیشیا کی جدید ترین دفاعی نظام کی دفاعی فائل ہے۔ یہ نظام پاکیشیا نے شوگران کی مدد سے ترتیب دیا ہے اور اس نظام کی مدد سے

اس نے اپنے آپ کو ناقابل تسخیر بنا لیا ہے۔ ہمیں اس فائل کو حاصل کرنے کا مشن سونپا گیا ہے۔ بہت لمبی رقم ملے گی لیکن وہ لڑکا نکل گیا۔ بومارو نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"آپ نے فائل کا نمبر یا نشان نہیں بتایا سر۔" ڈلنشی نے بے چینی سے پوچھا۔

"ٹی۔ ایم۔ تھری اس کا کوڈ ہے۔" —— بومارو نے غور سے ڈلنشی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے اسے ڈلنشی کا فائل نمبر پوچھنا سمجھ میں نہ آ رہا ہو۔

"اوہ —— باس پھر خوشخبری سننے کے لئے تیار ہو جائیے۔ وہ فائل میں نے حاصل کر لی ہے۔"

ڈلنشی نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو —— تم نے فائل حاصل کر لی ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے —— تم تو عمران کو قتل کرنے گئے تھے۔" بومارو نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ ڈلنشی کوئی جواب دیتا۔ اس نے کار ایک کوٹھی کے گیٹ پر روک دی۔ پھر اس نے مخصوص انداز میں ہارن دیا تو ایک نوجوان پھاٹک کی کھڑکی کھول کر باہر نکلا اور دوسرے لمحے اس نے بڑی تیزی سے بومارو کو سلام کیا اور غڑاپ سے دوبارہ کھڑکی کے اندر غائب ہو گیا۔

"میرے خیال میں اب تم مجھ سے مذاق کرنے کی جرأت کرنے لگے ہو یا پھر تم مجھ پہ طنز کر رہے ہو۔" بومارو نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں

...با۔ اسے یقیناً ڈلنشی کی بات پر یقین نہ آیا تھا۔

پھر اس سے پہلے کہ ڈلنشی کوئی جواب دیتا، پھاٹک کھل گیا اور بومارو ...ر اندر لیتا چلا گیا۔ ڈلنشی خاموش بیٹھا رہا۔

پورچ میں کار رکتے ہی بومارو اور ڈلنشی دونوں باہر آ گئے۔ پورچ میں ...ٹین گنوں سے مسلح چار افراد مؤدب کھڑے تھے۔ بومارو کو دیکھتے ہی ...مؤدبانہ انداز میں جھک گئے۔ لیکن بومارو ان کے سلام کا جواب دیئے ...یز تیز قدم اٹھاتا اندرونی کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ڈلنشی بھی مسکراتا ...ا اس کے پیچھے تھا۔

اندرونی کمرے میں پہنچ کر بومارو رکا اور پھر جیسے ہی ڈلنشی کمرے ...کے اندر پہنچا۔ بومارو نے انتہائی پھرتی سے جیب سے ریوالور نکال کر ...نشی کی طرف تان لیا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ میں اپنے پر طنز یا کسی کا مذاق برداشت نہیں کر ...تا۔ اس لئے ....." بومارو نے انتہائی سخت لہجے میں ٹریگر پر انگلی ...کھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"مگر باس —— ! میں سچ کہہ رہا ہوں۔"

ڈلنشی نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے اس نے کوٹ کے ...ندر بغل میں دبائی ہوئی فائل باہر نکال دی۔

"کک —— کک —— کیا مطلب —— کیا یہ ٹی۔ ایم۔ تھری ہے" بومارو نے بوکھلائے ہوئے انداز میں ڈلنشی کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ...ائل جھپٹتے ہوئے کہا۔

اور پھر فائل کے اوپر وزارت دفاع کے الفاظ مخصوص نشان کے

ساتھ ساتھ اس نے ڈی ایم تھری کے الفاظ پڑھے تو اسے یوں محسو
ہوا جیسے وہ یکلخت ہواؤں میں پرواز کرنے لگ گیا ہو۔

"ارے واقعی ___ ارے واقعی ___ یہ تو واقعی ڈی۔ ایم
تھری ہے۔"

بومارو نے یقین نہ آنے والے لہجے میں ڈنشی کی طرف دیکھتے
ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے تیزی سے فائل کھول کر پڑھنا شروع
کر دیا۔ لمحہ بہ لمحہ اس کا چہرہ مسرت سے گلنار ہوتا چلا جا رہا تھا۔

"ہم جیت گئے ___ ہم کامیاب ہو گئے ___ ہرا ___ وکٹ
وکٹری"

بومارو نے یوں خوشی سے نعرے لگانا اور اچھلنا شروع کر دیا
جیسے وہ کسی مشکل امتحان میں پاس ہو گیا ہو۔ اور پھر وہ آگے بڑھ
بری طرح ڈنشی سے لپٹ گیا۔

"ویری گڈ ___ یہ تمہارا بہت بڑا کارنامہ ہے ___ عظیم
کارنامہ۔ میں تمہیں مبارکباد دیتا ہوں ___ اور سنو آج سے تم
عہدہ سیکنڈ چیف ہو گا۔ اب تم میرے خصوصی نائب ہو گے۔" بومارو
نے خوشی سے چیختے ہوئے کہا۔

"شکریہ باس ___ شکریہ ___ اس مہربانی کا شکریہ۔ ا
تو ایک اور عظیم خوشخبری بھی آپ کو سنانی ہے۔" ڈنشی نے خو
سے باچھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"اوہ ___ وہ کیا ___ جلدی بتاؤ ___ آج تو تم ہیرو
ہیرو آف دی ڈے۔" بومارو نے خوشی سے اس کے کاندھے

کی دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کا دوہ پرنس بھی ختم ہو گیا ہے" ___ ڈنشی نے کہا۔

"کک ___ کیا کہہ رہے ہو ___ ؟ کیا واقعی ___ ؟ کیا واقعی
ن ختم ہو گیا ہے" ___ ؟ بومارو نے شدید حیرت سے آنکھیں
ڑتے ہوئے کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں باس! ___ اسی طرح سچ کہہ رہا ہوں،
جس طرح میں نے فائل کے متعلق کہا تھا" ___ ڈنشی نے مسکراتے
ئے جواب دیا۔

اور بومارو چند لمحے حیرت سے بت بنا آنکھیں پھاڑے ڈنشی کو دیکھتا
___ اور ایک بار پھر آگے بڑھ کر وہ بے اختیار ڈنشی سے لپٹ
۔ اس بار مسرت کی شدت سے بومارو نے ڈنشی کو چومنا شروع کر دیا۔

"ڈنشی دی گریٹ ___ آج سے تم ڈنشی دی گریٹ ہو" ___
بومارو نے کہا۔

"شکریہ باس" ___ ڈنشی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

جب جذبات قدرے سرد ہوئے تو وہ دونوں کمرے میں رکھی ہوئی
کے گرد پڑی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"اں ___ اب بتاؤ کہ یہ سب کچھ ہوا کیسے" ___ ؟ بومارو نے
یاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

اور ڈنشی نے عمران کے فلیٹ میں داخل ہونے سے لے کر اب
کے تمام حالات تفصیل سے بتا دیئے۔

"اوہ ! ___ اس کا مطلب یہی ہوا کہ سر راشد نے اپنے لڑکے کے

اغوا کا کیس سیکرٹ سروس کو ریفر کر دیا تھا اور شاید عمران سیکرٹ سروس
کی طرف سے یہ فائل لے کر جا رہا تھا تاکہ اسے محفوظ کیا جا سکے۔ ویری
گڈ۔ ویری گڈ" بومارو نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تیزی
سے دیوار میں لگی ہوئی ایک الماری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اس نے الماری کھول کر ایک ٹرانسمیٹر باہر نکالا اور ملسے میز پر رکھ
کر تیزی سے اس کی فریکوئنسی سیٹ کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس نے
بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ـــ ہیلو ـــ لٹل ڈیولز کالنگ زیرو ون ـــ ہیلو
ہیلو ـــ اوور" بومارو نے بار بار فقرہ دہرانا شروع کر دیا۔

"یس ـــ زیرو ون سپیکنگ ـــ اوور" ـــ چند لمحوں
بعد ٹرانسمیٹر میں سے زیرو ون کی آواز ابھری

"رپورٹ دو ـــ اوور" ـــ بومارو نے سامنے بیٹھے ہوئے
ڈلنشی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"باس ـــ میں اس وقت سنٹرل ہسپتال میں موجود ہوں۔
لٹل ڈلنشی سیکرٹریٹ میں داخل ہوا تھا۔ پرنس کی کار کا تعاقب کرتے
ہوئے۔ اس کے بعد پرنس کی کار سیکرٹریٹ سے باہر آگئی۔ راہ
میں نے پرنس کی کار کا تعاقب شروع کر دیا کیونکہ لٹل ڈلنشی نے کہا
کہ وہ کار کی ڈگی میں ہوگا۔ جہاں اس نے الاسٹک بم فٹ کیا تھا۔
سکوائر چوک سے ایک ہزار فٹ کے فاصلے پر وہ بم پھٹ گیا اور پرنس
کی کار کے ہزاروں ٹکڑے فضا میں بکھر گئے۔

پرنس اس وقت کار میں موجود تھا۔ وہ کار میں پھنس گیا۔ لوگوں

نے ہمت کر کے اسے باہر نکالا۔ پھر وہ کار کی پٹرول ٹینکی کے پھٹنے
سے چند لمحے پہلے کار سے باہر کھینچ لیا گیا۔ لیکن وہ شدید زخمی ہے اسے
سنٹرل ہسپتال لے جایا گیا تھا ـــ لیکن ڈلنشی کار میں موجود نہیں تھا۔
میں اس کے لئے پریشان تھا۔ چنانچہ میں نے بعد میں کار کو اچھی طرح
سے چیک کیا۔ لیکن لٹل ڈلنشی کار میں موجود نہ تھا اور نہ ہی انہوں نے
مجھ سے رابطہ قائم کیا۔

پھر میں پرنس کا پتہ کرتے سنٹرل ہسپتال پہنچا، تاکہ پرنس کی موت
کی تصدیق کی جا سکے ـــ لیکن یہاں آکر معلوم ہوا ہے کہ پرنس کو انتہائی
زخمی حالت میں یہاں سے کسی نامعلوم مقام پر لے جایا گیا ہے۔ اب میں
واپس ہیڈ کوارٹر ہی آ رہا تھا کہ آپ کی کال آ گئی۔ اوور" ـــ زیرو ون
نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"پرنس کے بچ جانے کا کوئی امکان ہے۔ اوور" ـــ بومارو نے پوچھا۔

"جس حالت میں پرنس کو ہسپتال لے جایا گیا ہے اس لحاظ سے تو قطعاً
امکان نہیں ہے ـــ ویسے کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ اوور" ـــ زیرو ون
نے جواب دیا۔

"اچھا سنو ـــ ہمارا مشن مکمل ہو گیا ہے ـــ لٹل ڈلنشی نے
نہ صرف پرنس کی کار اڑا دی ہے ـــ بلکہ وہ فائل بھی حاصل کر لی ہے جو
ہمارا اصل مشن تھا ـــ اس لئے اب مشن ختم ـــ اب تم اپنے
تمام ساتھیوں سمیت واپسی کا پروگرام بنا لو ـــ پرنس مرتا ہے یا جیتا ـــ
اب ہمیں اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ اب ہم نے فوراً اس ملک سے
نکلنا ہے۔ اوور" ـــ بومارو نے کہا۔

"اوکے باس! ___ یہ تو واقعی خوشخبری ہے۔ اوور" ___ زیرو وا
کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

"پروگرام کے مطابق ہم واپس جائیں گے ___ اور سنو! ___ ہیڈ کوا
نمبر ون خالی ہو چکا تھا۔ اب ہم نمبر دو میں ہیں۔ تم نمبر تین پر پہنچ کر سب ساتھیو
کو اکٹھا کرو۔ اور پھر فوری طور پر ٹکٹیں حاصل کرو۔ اور مجھے نمبر دو میں اطلاع
دو۔ تاکہ ہم یہاں سے نکل سکیں۔ اوور" ___ بومارو نے کہا۔

"وہی پروگرام ہے جناب کہ ون بائی ون جانا ہے۔ اوور" ___ !
زیرو ون نے پوچھا۔

"ہاں! ___ سب سے پہلے میں اور نمبر ٹو جائیں گے ___ تم فوری ط
پر ٹکٹوں کا بندوبست کرو ___ اوور اینڈ آل" ___ بومارو نے کہا اور ا
کے ساتھ ہی بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

"میں اس فائل کو محفوظ کر آؤں ڈونشی ___ تم ٹامی اور بومی کو ہیڈ کوا
نمبر تین میں بلوا لو ___ جوگی بھی شاید وہاں پہنچ چکا ہوگا۔ اسے بھی بلا لو
پھر پروگرام کے مطابق میں اور نمبر ٹو باپ بیٹے کی حیثیت سے فائل سمیت
یہاں سے نکل جائیں گے۔ اس کے بعد تم باری باری نکل جانا" ___ بوما
نے ڈونشی سے مخاطب ہو کر کہا اور فائل اٹھا کر تیزی سے چلتا ہوا کمرے
سے باہر نکلتا چلا گیا۔

سیکرٹ سروس کے مخصوص ہسپتال کے ایک کمرے میں
سر سلطان بڑی بے چینی کے عالم میں کھڑے ___ بستر پر لیٹے عمران کو دیکھ
رہے تھے۔

تین ڈاکٹر بھی کرسیاں رکھے عمران کی چیکنگ میں مصروف تھے۔
گلوکوز اور خون کی بوتلیں عمران کو لگی ہوئی تھیں۔ دو ڈاکٹروں نے عمران
کی نبض پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ جبکہ دو ڈاکٹر ایک طرف لگی ہوئی
بڑی سی مشین پر جھکے ہوئے تھے۔ وہ اس مشین کے ذریعے عمران
کی حالت چیک کر رہے تھے۔

سر سلطان کو آدھا گھنٹہ پہلے اطلاع ملی تھی کہ عمران کی کار ایک
دھماکے سے تباہ ہو گئی ہے اور اسے سنٹرل ہسپتال میں داخل کرا
دیا گیا ہے۔ جس پر انہوں نے فوری طور پر سیکرٹ سروس ہسپتال میں اسے
منتقل کرنے کا حکم دے دیا۔ اور خود بھی وہاں پہنچ گئے۔ انہیں

معلوم تھا کہ ٹی ایم تھری فائل بھی عمران کے پاس موجود تھی لیکن ہسپتال
آکر انہیں معلوم ہوا کہ ایسی کوئی فائل موجود نہیں تھی۔ اس پر انہوں نے
بلیک زیرو کو حالات بتائے اور اس فائل کی تلاش کا حکم دے دیا۔ اب
وہ سخت بے چین تھے۔ کہ عمران کو ہوش آئے تو وہ فائل کے متعلق معلوم
کریں۔

ادھر ڈاکٹروں نے عمران کے بارے میں عجیب و غریب رپورٹ
دی تھی۔ عمران کی کار کا پچھلا حصہ مکمل طور پر تباہ ہو گیا تھا۔ عمران کو بظاہر
جسمانی طور پر تھوڑی سی چوٹیں آئی تھیں لیکن اس کے دماغ پر اندرونی طور
پر چوٹ آئی تھی اور وہ بے ہوش تھا۔

ڈاکٹروں نے بتایا تھا کہ اس کی حالت خطرناک بھی ہے اور نہیں
بھی کیونکہ چوٹ کی صحیح تشخیص نہیں ہو رہی تھی۔ اس لئے آپریشن بھی
نہ کیا جا سکتا تھا۔ اس لئے سر سلطان امید و بیم کی حالت میں تھے۔ دفاعی
نظام کی فائل اور عمران دونوں ہاتھ سے جاتے محسوس ہو رہے تھے

"کچھ کرو ڈاکٹر اسلام۔ کچھ کرو ——— یہ شخص ہمارے ملک
کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے" ——— سر سلطان نے بے چینی کے
عالم میں ایک ڈاکٹر کا کندھا ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں جانتا ہوں سر ——— آپ بے فکر رہیں۔ ہم پوری کوشش
کر رہے ہیں۔ اب ہمیں کچھ امید لگ گئی ہے۔ ہمیں مثبت سگنل
ملنے شروع ہو گئے ہیں۔ گو سگنل بے حد کمزور ہیں لیکن پھر بھی امید کی
کرن پھوٹ پڑی ہے۔"

ڈاکٹر نے جواب دیا اور سر سلطان کے جسم میں مسرت کی لہر سی

دوڑ گئی۔ ڈاکٹر کا جواب خاصا حوصلہ افزا تھا۔

چند لمحوں بعد مشین سے اچانک ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں
اور کمرے میں موجود تمام ڈاکٹر بے اختیار اچھل پڑے۔

"کیا ہوا ——— کیا ہوا" ——— سر سلطان نے گھبراہٹ آمیز
لہجے میں پوچھا

"خوشخبری سر ——— خوشخبری ——— عمران صاحب
بچ گئے ہیں۔ ان کی نبض صحیح طور پر کام کر رہی ہے۔ اب وہ جلد ہی
ہوش میں آجائیں گے۔"

ڈاکٹر اسلام نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— خدا کا شکر ہے ——— بہت بہت شکر ہے
اللہ تعالیٰ نے مہربانی کر دی ہے"

سر سلطان نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ویسے سر! عمران صاحب حیرت انگیز قوت مدافعت کے مالک
ہیں۔ ایسی دماغی چوٹ کے بعد کسی کے بچ نکلنے کا ایک فیصد چانس ہوتا
ہے اور وہ بھی آپریشن کی کامیابی کے بعد۔ مگر عمران صاحب کی قوتِ
مدافعت نے حیرت انگیز طور پر کام کیا ہے اور اب وہ تیزی سے
صحت اور زندگی کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ ابھی تھوڑی دیر بعد یہ ہوش
میں آجائیں گے۔"

ڈاکٹر اسلام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— واقعی عمران حیرت انگیز شخص ہے۔ ہر لحاظ سے
حیرت انگیز ——— بہرحال یہ اللہ کا کرم ہے۔ سر سلطان نے

مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"سر۔۔۔ آپ کی کال ہے ۔۔۔ ایکسٹو آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔"

ایک شخص نے جو ٹیلیفون اٹھائے ہوئے تھا اندر داخل ہوتے ہوئے بڑے مؤدبانہ انداز میں رسیور سر سلطان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور سر سلطان نے جھپٹ کر رسیور لے لیا۔

"یس۔۔۔ سلطان سپیکنگ"۔۔۔ سر سلطان نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"عمران کی کیا پوزیشن ہے سر سلطان"۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔ لیکن لہجہ ایکسٹو والا ہی تھا۔

"خوشخبری ایکسٹو۔۔۔ وہ زندگی کی طرف لوٹ رہا ہے۔ ڈاکٹر اسلام کہہ رہے ہیں کہ جلد ہی ہوش میں آجائے گا۔"

سر سلطان نے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔ تھینک گاڈ۔۔۔ فائل نہیں مل سکی۔ کار میں فائل کا نام ونشان نہ تھا۔ نہ ہی کاغذ کے پرزے بکھرے وہاں نظر آئے ہیں۔ نہ ہی ایسے آثار ملے ہیں جن سے معلوم ہو کہ فائل جل گئی ہے۔۔۔ کار کو الاسٹک بم سے اڑایا گیا ہے۔ اگر کار خصوصی نوعیت کی نہ ہوتی تو شاید عمران کے جسم کا ایک حصہ بھی سلامت نہ رہتا۔" بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ میں بھی سوچ رہا تھا کہ اتنے زبردست دھماکے کے باوجود عمران کو زیادہ چوٹیں کیوں

نہیں آئیں۔ بہرحال اللہ نے مہربانی کی ہے۔ عمران کے ہوش میں آنے کے بعد ہی صحیح معلوم ہو سکے گا۔" سر سلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ جیسے ہی عمران صاحب ہوش میں آئیں، مجھے ضرور بتلایئے ۔۔۔ گڈ بائی۔"

دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا۔ اور سر سلطان نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اور وہ آدمی جو فون اٹھائے ہوئے تھا ادب سے سر ہلاتا ہوا فون لے کر کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

سر سلطان ایک بار پھر عمران کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اب عمران کے چہرے پر سرخی آتی جا رہی تھی اور پھر چند لمحوں بعد عمران نے آنکھیں کھول دیں۔

"عمران ۔۔۔ عمران بیٹے"۔۔۔ سر سلطان بے اختیار عمران پر جھک گئے۔

"اوہ ۔۔۔ آپ بھی جنت میں پہنچ گئے۔" عمران کے لبوں سے آواز نکلی۔

"یہ جنت نہیں ہسپتال کا کمرہ ہے ۔۔۔ ہوش میں آؤ۔" سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ اچھا ۔۔۔ یہی بات تو میں سوچ رہا تھا کہ جنت میں بھی ڈاکٹر موجود رہتے ہیں۔"

عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اب اس کی آنکھوں میں چمک پوری طرح ابھر آئی تھی۔

"عمران صاحب ۔۔۔ مبارک ہو ۔۔۔ آپ بہت بڑے خطرے

سے نکل آئے ہیں" ڈاکٹر اسلام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" خطرہ ——— میری ڈھٹائی دیکھ کر از خود ہی نکل گیا ہوگا"

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر اسلام بے اختیار ہنس پڑے۔

پھر ڈاکٹر اسلام کے اشارے پر گلوکوز کی بوتلیں ہٹالی گئیں۔ عمران کو چند انجکشن لگائے گئے۔ اور عمران اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کے سر پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں جسم کے جن حصوں پر چوٹیں تھیں وہاں بھی بینڈیج موجود تھی۔

" ویسے حیرت ہے سر سلطان کہ اتنے خوفناک دھماکے کے بعد میں بچ گیا ہوں۔ مجھے تو یوں محسوس ہوا تھا جیسے سورج میرے سر پر آ کر پھٹ گیا ہو۔"

عمران نے حیرت بھرے انداز میں اپنے جسم پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اپنے جسم کی سلامتی پر حیران ہو

" ہاں ——— تمہاری کار الاسٹک ٹائم بم سے اڑا دی گئی تھی ——— ایکسٹو کہہ رہا تھا کہ کار مخصوص نوعیت کی تھی اس لئے تم بچ گئے"

سر سلطان نے کرسی کھینچ کر قریب بیٹھتے ہوئے کہا۔

" ہاں ——— اتفاق ہی تھا کہ میں نے وہ مخصوص ساخت کی کار لے لی تھی ورنہ وہ تو زیادہ تر فلیٹ کے بیک گیراج میں ہی کھڑی رہتی تھی" عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" کیا آپ لوگ کچھ لمحات ہمیں علیحدہ دے سکتے ہیں۔" اچانک

سر سلطان نے اردگرد کھڑے ہوئے ڈاکٹروں سے مخاطب ہو کر کہا۔

" اوہ! ——— یس سر" ——— ڈاکٹروں نے کہا اور پھر وہ ایک ایک کر کے تیزی سے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

جب کمرے کا دروازہ بند ہو گیا تو سر سلطان نے عمران سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

" ٹی ایم تھری کی فائل کہاں ہے عمران ——— ؟ وہ کار میں موجود نہیں تھی" ——— سر سلطان نے کہا اور عمران یوں اچھلا جیسے ایک بار پھر اس کے سر پر بم مار دیا گیا ہو۔

" فائل کار میں نہیں تھی ——— یہ کیسے ہو سکتا ہے ——— ؟ میں نے تو اسے پچھلی سیٹ پر رکھ دیا تھا ——— یہ ٹھیک ہے کہ بم پچھلی سیٹ پر ہی پھٹا ہے ——— مگر فائل کے پرزے تو ضرور ملنے چاہئیں"۔

عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اس کا ایک پرزہ بھی نہیں ملا ——— فائل غائب ہے" ——— سر سلطان نے گمبھیر لہجے میں کہا۔

" اوہ! ——— تو اس کا مطلب ہے کہ ہاتھ ہو گیا ——— اور واقعی ہاتھ ہو گیا ہے ——— مجھ سے زندگی میں پہلی بار غلطی ہوئی ہے" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" کیا مطلب ——— کیسی غلطی" ——— ؟ سر سلطان نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" اب مجھے یاد آ رہا ہے کہ الفا اسکوائر پر ریڈ لائٹ کی وجہ سے کار رکی تو میں نے پچھلا دروازہ کھلنے کی ہلکی سی آواز سنی۔ مگر اسی وقت

لائٹ آن ہو گئی اور میں نے کار آگے بڑھا دی۔

چوک پار کر کے جب میں نے دروازے کی طرف دیکھا تو دروازہ بند ہو چکا تھا۔ میں نے یہی سوچا کہ شاید جھٹکے کی وجہ سے کھلا ہوگا اور پھر جھٹکے ہی کی وجہ سے لاک ہو گیا ہوگا۔ کیونکہ ڈور لاک کھلا ہوا تھا۔ میں نے کوئی خیال نہ کیا۔ اور کار آگے بڑھاتے لئے چلا گیا۔

اور پھر ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور مجھے یوں محسوس ہوا کہ جیسے سورج میرے سر پر پھٹ گیا ہو ۔۔۔ اس کے بعد مجھے یہاں ہوش آیا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ کار کا پچھلا دروازہ خود بخود نہ کھلا تھا بلکہ کوئی شخص اندر موجود تھا ۔۔۔ اس نے الاسٹک بم بھی فٹ کیا اور پھر فائل لے کر نکل گیا۔"

عمران نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ لیکن اگر کوئی شخص ہوتا تو تمہیں پتہ نہ چلتا" ۔۔۔ سر سلطان نے حیرت اور تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"یقیناً پتہ چل جاتا ۔۔۔ لیکن وہ لٹل ڈیول ہوگا۔ بچہ جو دروازے کے ساتھ دبک گیا ہوگا۔ اس لئے اس کی موجودگی کا مجھے احساس نہ ہو سکا" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لٹل ڈیول ۔۔۔ بچہ ۔۔۔ کیا مطلب ۔۔۔؟ میں سمجھا نہیں" سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"آپ اب بوڑھے ہو گئے ہیں ۔۔۔ اس لئے بچوں کی شرارتیں اب آپ کی سمجھ میں نہیں آ سکتیں ۔۔۔ بہرحال اب مجھے وہ فائل برآمد کرنی ہے ۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ بچے اس کے کاغذوں سے جہاز بنا کر اڑاتے پھریں"۔

عمران نے کہا اور پھر وہ بستر سے نیچے اتر آیا۔

"ارے ۔۔۔ ارے ۔۔۔ تم آرام کرو ۔۔۔ بلیک زیرو کو ہدایات دو" سر سلطان نے اسے روکنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"وہ تو پہلے ہی زیرو ہے ۔۔۔ وہ بھلا بچوں کو کیسے سنبھال سکتا ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس نے یوں انگڑائی بھر کر جسم کو سیدھا کیا جیسے طویل نیند سو کر اٹھا ہو۔ اس کا چہرہ اب پوری طرح ہشاش بشاش تھا اور سر سلطان اسے یوں حیرت سے دیکھ رہے تھے جیسے عمران کسی اور ہی سیارے کی مخلوق ہو۔ اتنے خوفناک حادثے کے بعد اس کا یوں اطمینان سے اٹھ کر چل پڑنا واقعی حیرت انگیز تھا۔ لیکن ظاہر ہے وہ عمران ہی کیا جو دوسروں کو حیرت میں مبتلا نہ کر دے۔

کمرے سے باہر نکلنے پر ڈاکٹروں نے بھی عمران کو روکنے کی کوشش کی لیکن عمران کے سر پر فائل سوار تھی۔ اسے معلوم تھا کہ بومارد فائل حاصل کرتے ہی ملک سے فرار ہونے کی کوشش کرے گا اور ایک بار اگر وہ اس ملک سے نکل گیا تو پھر اس فائل کا حصول ناممکن ہو جائے گا۔

اس کے علاوہ عمران کو یہ بھی معلوم تھا کہ بومارد پیشہ ور مجرم ہے۔ دفاعی نظام کی فائل اس نے پاکیشیا کے کسی حریف ملک کی وجہ سے اڑائی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ فائل حاصل کرتے ہی وہ سب سے پہلے فائل وہاں پہنچانے کی کوشش کرے گا اور ایک بار فائل اگر حریفوں کے ہاتھوں میں پہنچ گئی تو اس کے بعد سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں رہے گا کہ اربوں ڈالروں سے قائم کردہ جدید ترین نظام ختم کر دیا جائے۔ اس لئے وہ فوری طور پر

فائل حاصل کرنا چاہتا تھا۔

چنانچہ تھوڑی دیر بعد جب وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر دانش منزل پہنچا تو بلیک زیرو اسے یوں اچانک وہاں دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا لیکن عمران کے چہرے پر پھیلی ہوئی بے پناہ سنجیدگی دیکھ کر اسے کوئی بات کرنے کی ہمت نہ پڑی۔

عمران نے تیزی سے ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا اور پھر جولیا کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

بلیک زیرو صرف خاموش بیٹھا دیکھتا رہا۔

"جولیا سپیکنگ" ـــــ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے جولیا کی آواز رسیور میں سنائی دی۔

"ایکسٹو" ـــــ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر" ـــــ جولیا کا لہجہ یکدم مودبانہ ہو گیا۔

"جولیا! ـــ ہمارے ملک کے دفاعی نظام کی اہم ترین فائل مجرموں نے اڑا لی ہے ـــ وہ فائل عمران سیکرٹریٹ سے لے کر مجھے پہنچانے آ رہا تھا کہ مجرموں نے عمران کی کار کو بم سے اڑا دیا اور فائل لے اُڑے"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ! ـــ عمران صاحب تو بچ گئے ناں" ـــــ جولیا نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"مجھے عمران کی پرواہ نہیں ہے ـــــ وہ مرے یا جیئے ـــ مجھے فائل چاہیئے ـــ سمجھیں" ـــــ عمران نے دانستہ لہجے کو سرد کرتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے بلیک زیرو کو آنکھ مار دی اور بلیک زیرو مسکرا دیا۔

ٹھیک ہے ـــــ ٹھیک ہے سر" ـــــ عمران کی واقعی کیا حیثیت ـــ فائل زیادہ اہم ہے" ـــــ جولیا نے جواب دیا۔ اور عمران اس لہجے میں موجود گہرے طنز پر خود بھی مسکرا دیا۔

"یہ بات نہیں جولیا ـــ عمران کی اپنی اہمیت ہے۔ لیکن فائل نق ہمارے ملک کی سلامتی سے ہے۔ اور ظاہر ہے ملک کی سلامتی مقابلے میں انسان کوئی حیثیت بھی نہیں رکھتے ـــــ بہرحال عمران رف بچ گیا ہے بلکہ ہوش میں بھی آ گیا ہے ـــ تم اس کی فکر نہ کرو" ـــ ن نے جان بوجھ کر لہجے کو نرم رکھتے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ جولیا کی جذباتی بت کو سمجھتا تھا۔ اگر اب بھی عمران لہجے کو نرم نہ کرتا تو اُسے معلوم تھا ولیا رو پڑے گی ـــ اور اس وقت عمران وقت ضائع کرنے کے زمین نہیں تھا۔

"شکریہ جناب! ـــ حکم فرمایئے ـــ اب ہم نے کیا کرنا ہے" ـــ؟ یا نے مسرت سے بھرپور لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے کہ ان کے زندہ بچ جانے کی خبر اور ایکسٹو کا نرم لہجہ ـــ دو خوشیاں ٹھی ہو گئی تھیں۔

"ہم نے وہ فائل حاصل کرنی ہے ـــــ فوراً اور بغیر وقت ضائع کئے ـــ اور سنو! ـــ اس بار جن مجرموں سے مقابلہ ہے وہ عام مجرموں ے بالکل مختلف ہیں۔ وہ بظاہر سات آٹھ سال کے معصوم بچے نظر آتے ں ـــ لیکن دراصل وہ نہ صرف خاص عمر کے ہیں بلکہ انتہائی ذہین، وشیار اور چالاک ہیں ـــــ ان کی تنظیم کا نام لٹل ڈیولز ہے ـــ لٹل ڈیولز"۔ ران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"سات آٹھ سال کے بچے ـــــ لٹل ڈیولز" ـــــ جولیا کے لہجے میں
بے پناہ حیرت تھی۔

"ہاں! ـــــ تم ایسا کرو کہ تمام ممبروں کو کال کرو ـــــ اور ان سب
کی ڈیوٹیاں ایئرپورٹ ـــــ بس اڈے ـــــ ریلوے اسٹیشن ـــــ ویگن
پر لگا ـــــ انہوں نے سات آٹھ سال کی عمر کے بچوں کو چیک کرنا ہے
ویسے وہ غیر ملکی ہیں۔ لیکن ہوسکتا ہے کہ وہ میک اپ کرلیں" ـــــ عمران
ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"کتنے بچے ہیں سر! ـــــ ان کی تعداد کتنی ہے" ـــــ؟ جولیا نے
بھرے لہجے میں پوچھا۔

"تین ڈیولز تو سامنے آچکے ہیں ـــــ ہوسکتا ہے ان کی تعداد زیادہ ہو
یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ ایک ایک کرکے ملک سے باہر نکلیں" ـــــ عمران
نے جواب دیا۔

"لیکن باس! ـــــ ان بچوں کو کیسے چیک کیا جائے گا" ـــــ؟ جولیا کی
سمجھ میں اب تک بات نہ آرہی تھی۔

"تم نے صرف ایسے بچوں کو چیک کرنا ہے جو اپنی عمر سے زیادہ ہوشیار
اور چالاک نظر آتے ہوں ـــــ ان کی نگرانی کی جائے ـــــ اور اگر
زیادہ مشکوک ہوں تو انہیں جانے سے روک لیا جائے۔ اس کے لئے
تم متعلقہ حکام سے سیکرٹ سروس کا کارڈ دکھا کر تعاون حاصل کرو" ـــــ
عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب! ـــــ ٹھیک ہے ـــــ میں ابھی ممبروں کو ہدایات دے
دیتی ہوں" ـــــ جولیا نے جواب دیا۔

"اور سنو! ـــــ عمران کی ڈیوٹی میں ایئرپورٹ پر لگا رہا ہوں ـــــ وہ
میک اپ میں ہوگا۔ کیونکہ لٹل ڈیولز اسے پہچانتے ہیں۔ اس کے کسی کام
میں مداخلت نہ کی جائے۔ اور اگر وہ تعاون کا اشارہ کرے تو اس کی پوری
پوری مدد کی جائے" ـــــ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس! ـــــ میں سمجھ گئی ہوں" ـــــ جولیا نے کہا۔

"تمام ممبروں کو ہوشیار کردو ـــــ کسی قسم کی غفلت یا کوتاہی برداشت
نہیں ہوگی ـــــ فائل کسی صورت بھی ملک سے باہر نہیں جانی چاہیئے" ـــــ
عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
رسیور رکھ دیا۔

"اس طرح ممبرز آخر کیسے چیکنگ کریں گے ـــــ ہوائی اڈوں ـــــ ویگن
اڈوں ـــــ بس اڈوں اور ریلوے اسٹیشنوں پر ہزاروں نہیں تو سینکڑوں
بچے سفر کرتے ہیں ـــــ ممبرز کس کس کو چیک کریں گے" ـــــ بلیک زیرو نے
عمران کے رسیور رکھتے ہی کہا۔

"یہ بات میں بھی جانتا ہوں ـــــ میرا مقصد اور ہے۔ میں صرف مجرموں
کو یاد کرانا چاہتا ہوں کہ ان جگہوں کی چیکنگ ہو رہی ہے تاکہ وہ فوری
طور پر ملک سے باہر جانے کا پروگرام کینسل کردیں اور اس دوران ہمیں
کوئی مثبت کلیو مل جائے گا" ـــــ عمران نے سنجیدگی سے کہا اور بلیک زیرو
نے سر ہلا دیا۔

واقعی اس طرح مجرم فوری روانگی کا پروگرام کینسل کردیں گے۔
عمران چند لمحے کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور تیزی
سے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"ٹائیگر سپیکنگ" ــــــ چند لمحے بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔
"عمران بول رہا ہوں" ــــــ عمران نے اس بار اپنی اصل آواز
جواب دیتے ہوئے کہا۔
"یس باس" ــــــ ٹائیگر کے لہجے میں مستعدی آگئی۔
"ٹائیگر! ــــــ تیار ہو کر فوراً ایئرپورٹ کے انٹرنیشنل کاؤنٹر پر
جاؤ ــــ میں میک اپ میں تمہیں وہاں ملوں گا" ــــــ عمران نے کہا او
دوسری طرف سے جواب سننے بغیر اس نے رسیور رکھ دیا۔
"میں میک اپ کر کے ایئرپورٹ جا رہا ہوں ــ ہو سکتا ہے کہ میں تم
کوئی ہدایت دوں ــ تم نے چوکنا رہنا ہے" ــــــ عمران نے کہا
اٹھتے ہوئے کہا۔
"بہتر جناب" ــــــ بلیک زیرو نے کہا اور عمران تیز تیز قدم اٹھا
ڈرائینگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے واضح
موجود تھے اور بلیک زیرو اس کی وجہ جانتا تھا۔ کیونکہ عمران کے یہ اندا
محض اندھیرے میں تیر چلانے کے مترادف تھے۔ لیکن ظاہر ہے کچھ نہ
سے کچھ کرنا ہمیشہ بہتر ثابت ہوتا ہے اس لئے وہ خاموش بیٹھا رہا۔

کمرے میں بوبارو کے ساتھ چاروں لٹل ڈیولز بیٹھے ہوئے تھے۔ ان
سب کے چہروں پر مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ خاص طور پر ڈلنشی تو یوں اکڑا
بیٹھا تھا جیسے اس نے کوہ ہمالیہ سر کر لیا ہو۔
وہ سب اس فائل کے بارے میں باتیں کر رہے تھے بوبارو کو زیرودن
کا انتظار تھا جو ایئرپورٹ سے ٹکٹیں لینے گیا ہوا تھا۔
تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور زیرودن اندر داخل ہوا سب اسے
چونک کر دیکھنے لگے۔
"ٹکٹیں مل گئیں زیرودن" ــــــ بوبارو نے چونک کر اشتیاق آمیز
لہجے میں پوچھا۔
"یس باس! ــ ٹکٹیں تو مل گئی ہیں ــــ فلائٹ ایک گھنٹہ بعد جا رہی ہے"
زیرودن نے قریب آ کر مودبانہ انداز میں رکتے ہوئے کہا اور پھر جیب سے
دو ٹکٹیں نکال کر اس نے بوبارو کے سامنے رکھ دیں۔

"اوہ ___ ویری گڈ ___ ویری گڈ" ___ بومارو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے زیرودون کو ایک خالی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اور زیرودون خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی" ___ بومارو نے ٹکٹوں کو چیک کرنے کے بعد زیرودون سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹکٹیں حاصل کرنے میں تو کوئی پریشانی نہیں ہوئی باس! ___ لیکن ایئر پورٹ پر کچھ لوگ بچوں کو چیک کر رہے ہیں ___ یوں لگتا ہے جیسے انہیں کسی خاص بچے یا کسی خاص چیز کی تلاش ہو" ___ زیرودون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ___ اس کا مطلب ہے کہ سیکرٹ سروس حرکت میں آگئی ہے۔ کچھ لوگوں سے تو یہی مطلب ہو سکتا ہے ___ ورنہ پولیس والے چیکنگ کرتے" ___ بومارو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا بھی یہی خیال ہے باس! ___ وہ لوگ شکل و صورت سے ہی سیکرٹ سروس کے ممبر لگتے ہیں ___ متعلقہ حکام بھی ان سے پورا پورا تعاون کر رہے ہیں" ___ زیرودن نے جواب دیا۔

"چیکنگ کیسے کر رہے ہیں ___ تفصیل بتاؤ" ___ بومارو نے پوچھا۔

"وہ ہر بچے کی مکمل جامہ تلاشی لے رہے ہیں ___ اور ساتھ ہی ساتھ ہر مسافر کے سامان کی ایک ایک آئیٹم کی پوری پوری چھان بین کر رہے ہیں ___ خاص طور پر انٹرنیشنل پروازوں کے مسافروں کی" ___ زیرودون نے جواب دیا۔

"باس! ___ ایسا نہیں ہو سکتا کہ پہلے مقامی پرواز سے کسی اور شہر جایا

جائے اور پھر وہاں سے غیر ملک پرواز پر نکلا جا سکتا ہے" ___ جوگی نے کہا۔

"نہیں جوگی! ___ اس ملک سے انٹرنیشنل پروازیں صرف دارالحکومت سے ہی جاتی ہیں۔ اور کسی ایئر پورٹ سے انٹرنیشنل پرواز نہیں جاتی" ___ بومارو نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ___ پھر تو معاملہ خراب ہو گیا ___ کیوں نہ ریلوے کی مدد سے کسی سرحدی شہر جا کر وہاں سے سرحد کراس کی جائے" ___ جوگی نے کہا۔

"میں نے پہلے ہی یہ بات سوچی تھی ___ اس لئے میں نے آتے وقت ریلوے سٹیشن ___ جنرل بس سٹینڈ ___ اور ویگن اڈوں کو بھی چیک کیا ہے۔ وہاں بھی اسی انداز میں چیکنگ ہو رہی تھی" ___ زیرودن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہمیں یہاں سے نکلنے کے لئے کوئی مخصوص قسم کی پلاننگ کرنی پڑے گی" ___ بومارو نے سوچتے ہوئے کہا۔

"یس باس! ___ ورنہ تو فائل چیک ہو جائے گی" ___ جوگی نے جواب دیا۔

"باس! ___ ایسا نہیں ہو سکتا کہ اس فائل کی مائیکرو فلم بنالی جائے اور فائل کو ضائع کر دیں ___ اور مائیکرو فلم ہم اپنے ساتھ لے جائیں۔ اس طرح آسانی رہے گی" ___ بوبی نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ہو تو سکتا ہے۔ لیکن ہمارے پاس یہاں اس کا پروسیس نہیں ہے۔ اور میں کسی غیر کی خدمات حاصل نہیں کرنا چاہتا۔ کیونکہ اس طرح سیکرٹ سروس کو بھی اطلاع مل سکتی ہے" ___ بومارو نے جواب دیا۔

"باس! ایک اور تجویز بھی ہو سکتی ہے کہ ہم کچھ روز کے لئے انڈر گراؤنڈ چلے جائیں۔ سیکرٹ سروس آخر کب تک چیکنگ کرے گی ۔۔۔ جیسے ہی چیکنگ ختم ہو گی ہم نکل جائیں گے" ۔۔۔ ٹامی نے تجویز پیش کی۔

"میرے خیال میں یہ تجویز درست رہے گی ۔۔۔ بیک وقت اتنی جگہوں پر مسلسل نگرانی جاری نہیں رکھی جا سکتی ۔۔۔ لازماً ایک دو روز تک وہ لوگ تھک جائیں گے۔ اس کے بعد آسانی سے نکلا جا سکتا ہے" ۔۔۔ بومارو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"باس! ۔۔۔ میرے ذہن میں ایک اور تجویز آ رہی ہے ۔۔۔ کیوں نہ اس فائل کو بذریعہ ڈاک پارسل بنا کر باہر بھیج دیا جائے۔ اور ہم خالی ہاتھ اطمینان سے نکل جائیں" ۔۔۔ ڈلشی نے کہا۔

"نہیں ۔۔۔ اتنا بڑا رسک نہیں لیا جا سکتا ۔۔۔ سیکرٹ سروس یقیناً ڈاک اور کارگو چیک کر رہی ہو گی ۔۔۔ اس طرح تو ہم خود فائل ان کے ہاتھوں میں دے دیں گے" ۔۔۔ بومارو نے کہا اور اس بات کی تائید دوسروں نے بھی کر دی۔

"تو پھر یہی طے رہا کہ ہم کچھ دنوں کے لئے انڈر گراؤنڈ چلے جائیں" ۔۔۔ ڈلشی نے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہے ۔۔۔ میں اس فائل کے سلسلے میں کوئی رسک نہیں لے سکتا ۔۔۔ زیرو ون! ۔۔۔ تم یہ ٹکٹیں کینسل کرا دو۔ اور اپنے آدمیوں کو ایئر پورٹ پر لگا دو ۔۔۔ جیسے ہی چیکنگ ختم ہو مجھے اطلاع دینا ۔۔۔ اور ٹل ڈیولز! ۔۔۔ تم لوگ بھی سن لو۔ سیکرٹ سروس والے اب شہر میں بھی چیکنگ کریں گے۔ بچوں کی چیکنگ کا مطلب یہی ہے کہ انہیں ہماری

اصلیت کا پتہ چل گیا ہے" ۔۔۔ بومارو نے چند لمحوں بعد فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"بہتر جناب! ۔۔۔ یہ ٹھیک رہے گا۔ ہم اس طرح ہر قسم کے خطرے سے محفوظ ہو سکتے ہیں" ۔۔۔ زیرو ون نے اٹھتے ہوئے کہا اور بومارو نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ٹکٹیں اسے پکڑا دیں۔ زیرو ون ٹکٹیں جیب میں رکھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا باہر نکلتا چلا گیا۔

"اور تم سب اچھی طرح سن لو! ۔۔۔ جب تک فائل اس ملک سے باہر نہیں چلی جاتی ۔۔۔ تم میں سے کسی نے کسی بھی حالت میں ہیڈ کوارٹر سے باہر نہیں جانا ۔۔۔ میں نہیں چاہتا کہ معمولی سی غلطی اور کوتاہی سے سارا کام خراب ہو جائے" ۔۔۔ بومارو نے ٹل ڈیولز سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس! ۔۔۔ ہم سمجھتے ہیں" ۔۔۔ ان چاروں نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور بومارو نے ہاتھ کے اشارے سے میٹنگ ختم کرنے کا حکم دے دیا اور وہ چاروں اٹھ کر کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

بومارو ان کے جانے کے بعد کافی دیر تک اکیلا بیٹھا کچھ سوچتا رہا۔ وہ فائل کو کسی ایسی جگہ محفوظ کرنا چاہتا تھا جہاں سے اسے آسانی سے حاصل بھی کیا جا سکے اور وہ ہر صورت میں محفوظ بھی رہے۔

ایک بار اسے خیال آیا کہ کسی بنک لاکر میں اسے رکھوا دے لیکن غیر ملکیوں کے لئے بنک لاکر رکھنا ممکن نہ تھا۔ اور اگر کسی طرح ممکن بھی ہو جائے تو شک پیدا ہو سکتا تھا۔ مقامی میک اپ میں لاکر حاصل کرنے کے لئے شناخت کا مسئلہ درپیش تھا۔ اس لئے اس نے یہ تجویز بھی رد کر دی۔ اس کے بعد اس نے فائل کو ریلوے امانت خانے میں رکھنے کے بارے میں سوچا۔ لیکن وہاں بھی سامان کی چیکنگ ہوتی تھی۔ اس لئے یہ تجویز بھی اس نے رد کر دی۔

آخر بیٹھے بیٹھے اسے ایک اور تجویز سوجھی اور وہ اچھل پڑا۔ اس نے فائل کی عام کیمرہ فلم بنانے کا سوچا تھا۔ کیمرہ فلم کو وہ یہاں خود ہی ڈویلپ کر سکتا تھا۔ اگر ڈویلپنگ صحیح ہو جائے تو فائل کو جلایا جا سکتا ہے۔ اور فلم رول کر کے دوبارہ کیمرے میں ڈالی جا سکتی ہے۔ اس طرح کسی کا بھی خیال فلم کی طرف نہیں جائے گا۔

چنانچہ یہ خیال آتے ہی وہ تیزی سے اٹھا اور اس کمرے سے نکل کر ایک راہداری کراس کرتا ہوا نچلے تہہ خانے کی طرف بڑھا۔ جہاں ایک خفیہ سیف میں اس نے فائل کو رکھا ہوا تھا۔ سیف سے فائل نکالنے کے بعد اس نے زیرو فائیو کو بلا کر کیمرے کی فلم اور ڈویلپنگ کا سامان بازار سے لے آنے کی ہدایت کی اور خود کیمرہ اٹھا کر وہ واپس اپنے کمرے میں آ گیا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد زیرو فائیو نے فلم لا کر دی اور یہ بھی بتا دیا کہ نچلے تہہ خانے میں فلم ڈویلپنگ کا سامان پہنچا دیا گیا ہے۔

"ٹھیک ہے" ——— بومارو نے کہا اور پھر اس نے فلم کیمرے میں لوڈ کر کے فائل کو کھول کر اس پر طاقت ور بلب والا ٹیبل لیمپ جھکایا اور پھر ہر صفحے کا فوٹو کھینچنے لگا۔ جب فائل کے ہر صفحے کا فوٹو اس نے کھینچ لیا تو وہ فائل اور کیمرہ لے کر تہہ خانے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

فائل اس نے دوبارہ سیف میں رکھی اور پھر تہہ خانے کی لائٹ آف کی اور ریڈ لائٹ کی روشنی میں فلم کیمرے سے نکال کر ڈویلپ کرنی شروع کر دی اس کے ہاتھ تیز رفتاری سے چل رہے تھے۔ کیونکہ اس کام کا اسے بخوبی تجربہ تھا۔ لیکن جیسے ہی اس نے فلم کو ڈویلپر میں ڈالا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار ابھر آئے۔ کیونکہ فلم بالکل سادہ تھی۔ اس پر کوئی عکس نہ

ابھرا تھا۔

بومارو نے کافی کوشش کی لیکن نتیجہ وہی رہا۔ اس نے فلم ایک طرف ڈالی اور پھر لائٹ جلا کر فائل کو دوبارہ الماری سے نکالا اور تیز روشنی میں چیک کرنے لگا۔

دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گیا۔ وہ اب فلم کے سادہ ہونے کی وجہ سمجھ گیا تھا۔ فائل کو نقل سے محفوظ کرنے کے لئے یا تو کاغذ پر ایسا محلول لگایا گیا تھا کہ اس سے فوٹو یا نقل نہ اتاری جا سکے یا پھر کاغذ ہی کسی خاص فارمولے سے بنایا گیا تھا۔

"خاصے جدید حربے استعمال کرتے ہیں یہ لوگ" بومارو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور فائل کو اٹھا کر وہ تہہ خانے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

اب وہ ایک بار پھر کوئی ایسی جگہ سوچ رہا تھا جہاں فائل کو محفوظ کیا جا سکے۔ اور پھر دوسرے لمحے اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا اور وہ خوشی سے اچھل پڑا۔ اس نے وہ جگہ سوچ لی تھی۔ جہاں فائل محفوظ بھی رہ سکتی تھی اور اسے آسانی سے حاصل بھی کیا جا سکتا تھا۔

وہ فائل اٹھائے تیزی سے عمارت کے برآمدے میں آیا اور پھر وہاں سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر چھت پر پہنچ گیا۔ اس نے فائل کو چھت سے نیچے جانے والے بند پرنالے میں محفوظ کرنے کا سوچا تھا۔ یہ ایک ایسی جگہ تھی جس کی تلاشی کا کسی کو خیال تک نہ آسکتا تھا۔

چھت سے نیچے جانے والے پرنالے کو باہر سے بند کر دیا گیا تھا اور نیچے جا کر وہ کھلتے تھے۔ وہ چھت پر پہنچ کر پرنالے کے قریب پہنچا اور اس نے فائل کو موڑ کر پرنالے کے اندر ڈالنا چاہا مگر دوسرے لمحے ایک

خیال کے آتے ہی وہ رک گیا۔ اگر فائل نیچے کھسک گئی تو پھر ظاہر ہے پرنالے کو توڑے بغیر اسے حاصل نہ کیا جا سکتا تھا۔ اس لئے اس نے ایک اور تجویز سوچی۔

وہ تیزی سے سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے گیا اور ایک بار پھر تہہ خانے میں جانے کے بعد اس نے فائل کو ایک پلاسٹک کے لفافے میں بند کیا اور پھر ایک لمبا سا دھاگہ لے کر اس نے پلاسٹک کے لفافے کا منہ اس دھاگے کے ایک سرے سے اچھی طرح باندھ دیا۔ اور باقی دھاگے کو انگلی پر لپیٹ کر ایک بار پھر سیڑھیاں چڑھتا ہوا چھت پر آ گیا۔

اب اس نے اطمینان سے پلاسٹک کے لفافے میں بند فائل کو موڑ کر پرنالے کے سوراخ میں ڈال کر اپنے چھوٹے ہاتھوں سے اسے نیچے دھکیلنا شروع کر دیا جیسے جیسے فائل نیچے جا رہی تھی اس کی انگلی پر لپٹا ہوا دھاگہ کھلتا چلا جا رہا تھا۔

جب فائل کافی نیچے چلی گئی تو اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ اب دھاگے کو کسی ایسی چیز سے باندھنے کا مسئلہ تھا کہ دھاگہ فائل کے کھچاؤ کی وجہ سے اندر بھی نہ چلا جائے اور بظاہر دیکھنے سے اس کی موجودگی کا احساس بھی نہ ہو۔ اور پھر اس کی نظریں پرنالے کے ساتھ ہی نصب ٹیلی ویژن انٹینا پر پڑی اور وہ خوشی سے اچھل پڑا۔

اس نے دھاگے کو دیوار کے ساتھ ساتھ رکھتے ہوئے انٹینا کے بانس کے ساتھ لپٹنا شروع کر دیا۔ اور پھر گانٹھ دے دی۔ اس نے دھاگہ اس انداز میں باندھا تھا جیسے دھاگہ خود بخود اس سے لپٹا ہوا ہو۔ دھاگے کو باندھنے کے بعد وہ پیچھے ہٹا اور اور پھر دور ہٹ کر اس نے دھاگے

کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔

عام نظروں سے دیکھنے پر یہی خیال آتا تھا کہ ہوا کی وجہ سے کوئی دھاگہ اڑتا ہوا چھت پر آ گیا ہے۔ اور انٹینا سے لپٹ گیا ہے۔ اور ظاہر ہے اس کے علاوہ اور کسی کو اس کی اصل حقیقت کا علم بھی نہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے وہ پوری طرح مطمئن ہو گیا۔ اب اگر سیکرٹ سروس کوٹھی پر چھاپہ بھی مارے تب بھی فائل حاصل نہیں کر سکتی تھی۔ ویسے فائل کو مزید محفوظ کرنے کے لئے اس نے یہ فیصلہ بھی کر لیا کہ وہ خود ٹل ڈیولز سمیت علیحدہ کوٹھی میں رہے گا۔ کیونکہ سیکرٹ سروس کو اگر تلاش ہی ہو گی تو بچوں کی اور بچوں کی عدم موجودگی میں وہ کوٹھی پر زیادہ توجہ نہیں دے گی

چنانچہ وہ تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا تاکہ اپنے اس نئے فیصلے کو عملی جامہ پہنا سکے۔

جولیا ، صفدر، اور نعمانی ایر پورٹ پر مسافروں کی چیکنگ میں مصروف تھے وہ لوگ صرف بچوں کی جامہ تلاشی لے رہے تھے جبکہ سامان متعلقہ حکام چیک کر رہے تھے ۔ سامان کی چیکنگ کی نگرانی ٹائیگر کر رہا تھا۔ سیکرٹ سروس کے مخصوص کارڈ کی وجہ سے متعلقہ حکام ان سے پورا پورا تعاون کر رہے تھے۔ اور انہوں نے اس چیکنگ کے بارے میں کوئی سوال بھی نہ کیا تھا۔ ویسے انٹرنیشنل پروازوں کے مسافر سامان کے ساتھ ساتھ سپیشل انداز میں جامہ تلاشی اور وہ بھی خصوصی طور پر بچوں کی تلاشی پر زبردست احتجاج کرتے۔ لیکن انہیں یہ کہہ کر مطمئن کر دیا جاتا کہ یہ سب کچھ ان کی اپنی سلامتی کے لئے کیا جا رہا ہے۔

عمران انٹرنیشنل کاؤنٹر سے ہٹ کر بکنگ کاؤنٹر کے ساتھ کہنی ٹیکے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اس کی تیز نظریں ہر چیز اور ہر شخص کا جائزہ لے رہی تھیں۔ لیکن ابھی تک اسے کوئی مشکوک آدمی نظر نہ آیا تھا۔

اسے وہاں پہنچے ہوئے دس منٹ ہی گزرے تھے جبکہ جولیا اور اس کے ساتھی اس کے آنے سے پہلے چیکنگ میں مصروف تھے۔ ٹائیگر بھی اس سے پہلے وہاں موجود تھا اور عمران نے اسے ایک طرف لے جا کر فائل کے متعلق مختصر طور پر بتا دیا تھا تاکہ وہ سامان کی چیکنگ کے دوران فائل کو چیک کر سکے۔

اچانک اس کی نظریں ایک غیر ملکی پر پڑیں جو دروازے سے نکل کر تیزی سے بکنگ کاؤنٹر کی طرف بڑھا آ رہا تھا۔ عمران چونکہ بکنگ کاؤنٹر کے قریب کھڑا تھا۔ اس لئے وہ اطمینان سے اسے دیکھتا رہا۔ غیر ملکی نے پہلے تو حیرت سے مسافروں کی ہوتی ہوئی چیکنگ کی طرف دیکھا اور پھر وہ بکنگ کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

اس غیر ملکی کو دیکھ کر عمران کے ذہن میں ایک خلش ابھری تھی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس غیر ملکی کو اس نے پہلے کہیں دیکھا ہو لیکن کوئی بات واضح طور پر سامنے نہ آ رہی تھی۔ غیر ملکی نے ایک اچٹتی ہوئی نظر عمران پر ڈالی اور پھر کاؤنٹر پر کھڑے ہو کر اندر بیٹھے آدمی سے مخاطب ہوا۔

"ابھی تھوڑی دیر پہلے میں نے فرینچ کی دو ٹکٹیں لی تھیں میں انہیں کینسل کرانا چاہتا ہوں۔ ہمارا پروگرام تبدیل ہو گیا ہے"

غیر ملکی نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ٹکٹیں اندر بڑھاتے ہوئے باوقار لہجے میں کہا۔

"اوہ ———— سر یہ تو اسی فلائیٹ کی ٹکٹیں ہیں جو تھوڑی دیر بعد روانہ ہونے والی ہے ———— اب تو ففٹی پرسنٹ کٹوتی ہو گی"

کاؤنٹر مین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— کر لو" ——— غیر ملکی نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

کاؤنٹر کلرک شاید اندر کچھ اندراجات میں مصروف ہو گیا اور غیر ملکی کی نظریں ایک بار پھر چیکنگ کاؤنٹر پر جم گئیں۔ وہ بغور اس منظر کو دیکھ رہا تھا ٹکٹوں کی واپسی کا سن کر عمران چونکا اور دوسرے لمحے وہ واقعی اچھل پڑا۔ کیونکہ اب اسے یاد آ گیا تھا کہ اس نے اس غیر ملکی کو کہاں دیکھا ہے دانش منزل سے سیکرٹریٹ جاتے ہوئے اس نے نیلے رنگ کی ایک کار میں اس غیر ملکی کی جھلک دیکھی تھی۔ اسے احساس ہوا تھا کہ کار اس کا تعاقب کر رہی ہے لیکن پھر وہ سیکرٹریٹ میں داخل ہو گیا۔ اور یہ خیال اس کے ذہن سے اتر گیا تھا۔ پھر سیکرٹریٹ سے نکلنے کے بعد اس کی نظر دور کھڑی نیلے رنگ کی کار پر پڑی تھی لیکن اس نے خیال نہ کیا تھا۔ اب وہ اس غیر ملکی کو پہچان گیا تھا۔ اور ٹکٹوں کی واپسی اور اس کے تعاقب کی بات واضح ہوتے ہی وہ سمجھ گیا کہ اسے درست کلیو مل گیا ہے یہ یقیناً نٹل ڈیولز کا ساتھی ہے اور چیکنگ کی وجہ سے ٹکٹیں واپس ہو رہی ہیں۔

وہ تیزی سے چلتا ہوا ٹائیگر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اور پھر اس نے ٹائیگر کے قریب سے گزرتے ہوئے اسے باہر جانے کا مخصوص اشارہ کیا۔ اور خود تیزی سے جولیا کی طرف بڑھ گیا۔ جولیا ایک بچے کی تلاشی میں مصروف تھی۔

"مقصد حل ہو گیا جولیا ——— تلاشی ختم کر دو ——— لیکن پانچ دس منٹ بعد اور باقی جگہوں سے بھی ساتھیوں کو واپس بلا لو" عمران نے

اس کے قریب ایک لمحے کے لئے رک کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ جیبوں میں یوں ہاتھ مار رہا تھا جیسے کوئی چیز بھول گیا ہو۔

جولیا نے ——— آواز سن کر چونک کر اس کی طرف دیکھا اور پھر اس کی بات سمجھ کر دوبارہ سر جھکا کر بچے کی تلاشی میں مصروف ہو گئی۔ اور عمران یوں تیزی سے واپس مڑا جیسے کوئی چیز بھول گیا ہو اور اب اسے لینے کے لئے واپس جا رہا ہو۔ اس کے چہرے پر جھلاہٹ کے آثار نمایاں تھے۔

وہ غیر ملکی اب کاؤنٹر پر کھڑا نوٹ گننے میں مصروف تھا۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا ایئرپورٹ ہال سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اور پھر پارکنگ میں پہنچتے ہی اس کی نظریں نیلے رنگ کی کار پر پڑ گئیں۔ کار خصوصی ماڈل کی تھی اور اس کا رنگ چونکہ بلیو میں زرد مکس تھا۔ اس لئے عجیب بلیو لائٹ کلر بن گیا تھا۔

عمران کے ذہن میں یہ کلر اب واضح ہو گیا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہی اس غیر ملکی کی کار ہے۔ جسے اس نے سیکرٹریٹ جاتے اور وہاں سے نکلتے ہوئے دیکھا تھا۔

عمران تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ایک طرف کھڑی اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے کار کی اوٹ میں ہو کر تیزی سے کوٹ اتار کر اسے الٹا کر دوبارہ پہن لیا۔ یہ ڈبل کوٹ تھا۔ اس لئے اب نہ صرف اس کا رنگ بدل گیا تھا بلکہ ڈیزائن بھی بالکل مختلف ہو چکا تھا۔

کوٹ پہن کر عمران نے جیسے ہی کار کا دروازہ کھولا۔ ٹائیگر تیز تیز قدم اٹھاتا اس کے قریب سے گزرا۔

"سامنے نیلے رنگ کی کار کا تعاقب کرنا ہے۔" عمران نے کار میں بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر یوں بے توجہی سے آگے بڑھتا چلا گیا جیسے عمران نے اس سے کوئی بات نہ کی ہو۔

عمران نے کار میں بیٹھتے ہی جیب سے مصنوعی مونچھیں نکال کر ہونٹوں پر چپکائیں اور ڈیش بورڈ سے مرکری شیشوں والی ڈارک عینک نکال کر آنکھوں پر چڑھالی۔ اب اس کا چہرہ بالکل بدل چکا تھا۔

عمران نے یہ سب اس لئے کیا تھا کہ غیر ملکی اسے کاؤنٹر کے قریب کھڑا دیکھ چکا تھا۔ اور اگر یہ واقعی لٹل ڈیولز کا ساتھی تھا تو پھر وہ فطری طور پر ہوشیار اور عیار ہوگا۔ ایسا نہ ہو کہ عمران کو ایک بار پھر دیکھ کر چونک پڑے

ابھی عمران کو کار میں بیٹھے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ ایئر پورٹ ہال کے دروازے پر وہ غیر ملکی نظر آیا۔ اسے دیکھتے ہی عمران نے کار سٹارٹ کی اور اسے سڑک کی طرف لے جانے لگا۔

غیر ملکی چند لمحے دروازے پر کھڑا رہا۔ پھر تیز تیز قدم اٹھاتا پارکنگ کی طرف بڑھتا چلا آیا۔ عمران اس وقت پارکنگ گیٹ پر پہنچ چکا تھا۔ غیر ملکی اس کے قریب سے گزرا۔ اس نے ایک اچٹتی ہوئی نظر عمران پر ڈالی مگر اس کی آنکھوں میں شناسائی کی کوئی چمک نہ ابھری اور عمران نے اطمینان کا سانس لیا۔

عمران کار کو سڑک پر لایا اور پھر اس نے کار کی رفتار بڑھا دی۔ ایئر پورٹ سے دس کلومیٹر تک سڑک بالکل سیدھی چلی جاتی تھی۔ اس لئے عمران کو معلوم تھا کہ غیر ملکی کی کار اس طرف ہی آئے گی۔ اس کی نظریں مسلسل بیک مرر پر جمی ہوئی تھیں۔ اور پھر جب اس نے آدھا راستہ طے کیا تو

میں پہنچ گیا۔ کوٹھی کی پچھلی دیوار کی بلندی کچھ زیادہ نہ تھی اور چونکہ یہ کالونی ابھی حال ہی میں تعمیر ہوئی تھی اور اس میں اکثر کوٹھیاں ابھی زیر تعمیر تھیں اس لئے یہاں لوگوں کا بھی زیادہ رش نہ تھا۔

عمران کوٹھی کی پشت پر ایک لمحے کے لئے رکا۔ اس نے ادھر اُدھر دیکھا۔ اور پھر دوسرے لمحے اس نے دوڑ کر زور سے جمپ لیا اور پہلی ہی چھلانگ میں کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا دیوار کے اوپر پہنچ گیا۔ دیوار پر ایک لمحے کے لئے رکنے کے بعد وہ آہستہ سے نیچے کود گیا۔ اور نیچے کودتے ہی وہ بائیں باغ کی باڑ کے پیچھے دبک گیا۔

کوٹھی میں کتے موجود نہ تھے۔ اگر ہوں گے بھی سہی تو اس وقت شاید وہ بند ہوں۔ جب اس کے کودنے کے دھماکے کا کوئی ردعمل نہ ہوا تو عمران باڑھ کے پیچھے سے باہر نکلا اور محتاط انداز میں کوٹھی کی اصل عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا پچھلی سائیڈ پر چند کمروں کی کھڑکیاں موجود تھیں جن میں سے ایک کھلی ہوئی تھی۔

عمران آہستہ آہستہ اس کھڑکی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کھڑکی کے قریب پہنچ کر وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ اسے کمرے کے اندر سے کسی کے باتیں کرنے کی آواز آرہی تھی۔ اس نے کھڑکی کے قریب پہنچ کر آہستہ سے سر اٹھایا اور کونے سے اندر جھانکا۔

دوسرے لمحے وہ ایک طویل سانس لے کر سیدھا ہو گیا۔ کمرے میں وہی غیر ملکی بیٹھا ہوا تھا۔ لیکن اس کی پشت کھڑکی کی طرف تھی۔

"یس باس ——— میں خیال رکھوں گا ——— اوور۔" غیر ملکی

کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"اوور سنو ——— کسی طرح اس پرنس کا بھی پتہ کراؤ کہ وہ مرگیا ہے یا زندہ ہے ——— اوور" ایک باریک سی آواز سنائی دی اور عمران کی آنکھوں میں چمک یکلخت ابھر آئی۔ کیونکہ اتنے طویل عرصے کے بعد وہ بومارو کی آواز پہچان گیا تھا۔

"میں کوشش کروں گا باس ——— لیکن میرے خیال میں جب تک ہم اپنے مشن کو ملک سے باہر نہ لے جائیں، ادھر کا رخ ہی نہ کریں تو ٹھیک ہے ——— اوور" غیر ملکی نے کہا۔

"اوکے ——— ٹھیک ہے ——— ایسے وقت میں واقعی کوئی رسک نہیں لینا چاہیے ——— اوور" بومارو کی آواز سنائی دی۔

"میرا خیال ہے باس ——— میں اپنے ساتھیوں کو باہر بھیج دوں کیونکہ ان کا یہاں کوئی کام نہیں ہے۔ واپس ہیڈ کوارٹر جا کر وہ باقی ادھورے کام تو کرلیں گے۔ اوور" غیر ملکی نے کہا۔

"ہاں ——— یہ بھی درست ہے ——— مثل ڈیولز کو بھی بھجوا دینا چاہیے میں اور تم رہ جائیں گے۔ پھر جیسے ہی موقع ملے گا ہم بھی نکل جائیں گے۔ اوور" بومارو نے کہا۔

"پھر تو باس سیٹیں کینسل کرا کر غلطی کی ہے ——— دو افراد تو آسانی سے نکل جاتے۔ اوور" غیر ملکی نے کہا۔

"نہیں زیرودن ——— ابھی نہیں ——— ابھی معاملہ تازہ ہے۔ وہ کسی بھی لمحے کسی سے بھی مشکوک ہو سکتے ہیں۔ میں بھی ہیڈ کوارٹر نمبر ایک میں اس لئے شفٹ ہوا ہوں کہ اگر وہ تمہارے گینگ سے مشکوک ہوں

تو میں اور مثل ڈیولز ان کی نظروں میں نہ آسکیں ——— اوور"
بومارو نے جواب دیا۔

"اوکے ——— جیسے آپ حکم کریں باس ——— اوور" زیرودن نے جواب دیا۔

"تم اپنے آدمی ایئرپورٹ پر لگا دو ——— جیسے ہی چیکنگ ختم ہو مجھے اطلاع دے دینا۔ میں پہلے فالتو آدمی نکالوں گا پھر خود جاؤں گا۔ اوور" بومارو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے باس ——— میں آپ کو اطلاع کرتا رہوں گا اوور" زیرودن نے جواب دیا۔

"کس فریکوئنسی پر کرو گے ——— اوور" بومارو نے پوچھا۔

"اسی پر، جو آپ زیرو ٹو کو بتا کر گئے ہیں اور جس پر میں نے اب کال کیا ہے ——— اوور"۔ زیرودن نے چونکتے ہوئے کہا۔

"نہیں ——— یہ فریکوئنسی ہنگامی تھی اس پر میں اب نہیں بولوں گا۔ میں تمہیں خود ہی روزانہ رات کو آٹھ بجے کال کر لیا کروں گا۔ اور رپورٹ لے لوں گا۔ میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا ——— اوور"
دوسری طرف سے بومارو کی آواز سنائی دی۔

"اوکے باس ——— آپ زیادہ بہتر سمجھتے ہیں ——— اوور"
زیرودن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوور اینڈ آل" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے تیزی سے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا، اور دوسرے لمحے اس نے ایک چھوٹی سی سفید رنگ کی ٹکیہ نکال کر کھڑکی کے

راستے اندر پھینک دی اور خود تیزی سے نیچے جھک گیا۔

ہلکے سے دھماکے کی آواز سنائی دی اور اس کے بعد کسی کے زور سے گرنے کا دھماکہ بھی سنائی دیا۔ اور عمران سانس روک کر سیدھا ہو گیا۔ کمرے میں زرد رنگ کی تیز گیس پھیلی ہوئی تھی اور زیرو ون کرسی سے نیچے گرا پڑا تھا۔

عمران ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اب گیس اس کھڑکی کے راستے ہی باہر نکلے گی۔ اس نے زود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس کا بم اندر پھینکا تھا۔ اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب رہا تھا گیس اب دھوئیں کی صورت میں کھڑکی سے نکل کر کھلی فضا میں تحلیل ہوتی جا رہی تھی۔

تقریباً پانچ منٹ بعد جب گیس نکلنی بند ہو گئی تو عمران کھڑکی کی طرف بڑھا۔ اور اچھل کر کھڑکی پر چڑھا اور اندر کمرے میں پہنچ گیا۔ اس نے سانس روکا ہوا تھا تاکہ اگر گیس کا معمولی سا اثر بھی ہو تو وہ اس پر اثر انداز نہ ہو سکے۔ جس کرسی پر زیرو ون بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے چھوٹی میز پر ایک وسیع حیطہ عمل کا ٹرانسمیٹر بھی رکھا تھا۔

عمران تیزی سے جھکا اور اس نے زیرو ون کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور پھر ملحقہ باتھ روم کا دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔ کمرے کا اندرونی دروازہ چونکہ پہلے سے لاک تھا۔ اس لئے عمران نے ادھر توجہ نہ کی باتھ روم میں زیرو ون کو لٹا کر اس نے تیزی سے اس کا لباس اتارنا شروع کر دیا۔ پھر اپنا لباس اتار کر اس نے زیرو ون کا لباس پہن لیا۔ زیرو ون کا قد اور جسامت چونکہ اس کے برابر تھی۔ اس لئے اس نے

کا میک اپ کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔

زیرو ون کو اس نے اپنا لباس پہنایا اور پھر اس نے اپنے لباس یبوں سے سارا سامان نکال لیا۔ اور نئے لباس میں منتقل کر لیا۔ ایمرجنسی میک اپ باکس باہر رہنے دیا۔

پھر اس کے ہاتھ تیزی سے باتھ روم کے آئینے کے سامنے لگے اور تھوڑی ہی دیر بعد وہ مکمل طور پر زیرو ون کے میک اپ آچکا تھا۔ اس نے تیزی سے زیرو ون کے چہرے پر الٹا سیدھا اپ کیا تاکہ اسے زیرو ون کے روپ میں نہ پہچانا جا سکے۔

پھر وہ اطمینان سے چلتا ہوا باتھ روم سے باہر آ گیا۔ اس نے میز پر ے ہوئے وسیع حیطہ عمل کے ٹرانسمیٹر پر ٹائیگر کی مخصوص فریکوئنسی یٹ کی اور بٹن دبا دیا۔

"ٹائیگر ——— اوور۔" چند لمحوں بعد ہی ٹائیگر کی پریشان سی واز سنائی دی۔

"ٹائیگر ——— تم کوٹھی کی پشت پر دیوار پھاند کر عمارت کی پچھلی طرف کھلی کھڑکی کے پاس آ جاؤ ——— میں اس وقت اس غیر ملکی کے یک اپ میں ہوں جس کا تعاقب کرتے ہوئے ہم یہاں پہنچے ہیں۔ وہ بے ہوش ہے۔ تم اسے لے جاؤ اور دانش منزل پہنچا دو۔ اوور۔" عمران نے اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس ——— اوور۔" دوسری طرف سے کہا گیا

اور عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

اب وہ پوری طرح مطمئن تھا۔ اسے صرف ٹائیگر کا انتظار تھا۔

وہ کرسی پر بیٹھ گیا لیکن ابھی اسے وہاں بیٹھے چند ہی لمحے گزرے ہو
گے کہ اچانک اسے محسوس ہوا جیسے زمین اس کے قدموں سے نک
گئی ہو۔ عمران نے اچھل کر پرے ہٹنا چاہا مگر اس کی کوشش بے کا
گئی۔ کیونکہ وہ کرسی سے یوں چپٹ گیا تھا جیسے لوہا مقناطیس سے چپ
جاتا ہے اور کرسی انتہائی تیزی سے اوپر چھت کی طرف بڑھتی چلی ا
رہی تھی۔

اس رفتار سے تو اس کے سر کے چھت سے ٹکرا کر پرخچے ا
جاتے۔ لیکن باوجود کوشش کے دوسرے لمحے اس کا سر پوری قوت
سے ٹھوس چھت سے ٹکرایا۔ اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس
کے سر کے ہزاروں ٹکڑے ہو کر فرش پر بکھر گئے ہوں۔ اسے بس ایک
خوفناک دھماکے کا احساس ہوا۔ اس کے بعد اس کے ذہن پر گہری تار
کا پردہ کھنچتا چلا گیا۔

باس آپ نے فائل تو محفوظ کر لی ہے ناں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم
یہاں سے نکلنے کا پروگرام ہی بناتے رہ جائیں اور ہم سے پہلے فائل
ہمارے ہاتھوں سے نکل جائے"
ڈلشی نے مسکراتے ہوئے بومارد سے مخاطب ہو کر کہا۔

وہ سب اس وقت ایک نئی جگہ پر اکٹھے تھے اور بومارد نے
انہیں بتایا تھا کہ اس پروگرام کے متعلق زیرو ون کو بھی علم نہیں ہے
اور ایسا اس نے اس لئے کیا ہے تاکہ اگر سیکرٹ سروس زیرو ون
یا اس کے ساتھیوں پر کسی طرح ہاتھ ڈال دے تو وہ محفوظ رہے۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے کہ فائل میں نے ویسے ہی چھوڑ دی ہے"
بومارد نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ بات نہیں باس ——— دراصل وہاں سے آتے وقت
آپ کے پاس فائل موجود نہیں تھی۔ اس لئے میں نے پوچھا تھا۔"

ڈلنشی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" تمہاری بات درست ہے ——— فائل ہیڈ کوارٹر نمبر دو میں ہی موجود ہے۔ لیکن میں نے اسے ایسی جگہ محفوظ کر دیا ہے کہ میرے علاوہ دنیا کا کوئی شخص بھی اسے برآمد نہیں کر سکتا۔"

بوہارو نے بڑے فخریہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ ——— باس ہمیں یقین ہے۔ آپ کی صلاحیتوں کو کون نہیں جانتا لیکن اب آخر ہم کب تک انتظار کریں گے۔ مجھے تو سخت بے چینی رہتی ہے۔ مشن مکمل ہو چکا ہے اب جتنی جلدی بھی ہو یہاں سے نکلا جائے" ڈلنشی نے جواب دیا۔

" میں دراصل کوئی رسک نہیں لینا چاہتا۔ اس لئے مجبوری ہے"

بوہارو نے جواب دیا۔

" باس ——— ! ایک اور تجویز ہے بس پارٹی کے لئے ہم کام کر رہے ہیں۔ کیوں نہ اس سے رابطہ کر کے اسے کہہ دیا جائے کہ وہ مطلوبہ فائل ہم سے یہیں وصول کر لے۔ اس کے بعد اسے باہر نکال لے جانا اس کی ذمہ داری ہو گی۔ اور ہم اطمینان سے باہر نکل جائیں گے۔"

جوگی نے کہا۔

" اوہ ——— تمہاری یہ تجویز بھی درست ہے اور ہو سکتا ہے وہ اپنے سفارت خانے کے ذریعے اس فائل کو نکال لے جانے میں کامیاب ہو جائیں۔"

بوہارو نے چونکتے ہوئے کہا۔ اسے شاید یہ تجویز پسند آئی تھی۔

" لیکن باس ——— مطلوبہ رقم بھی ہمیں یہیں وصول کرنی پڑے گی اور رقم کو نکالنا پھر مسئلہ بن جائے گا" ثانی نے کہا۔

" نہیں ——— یہ کوئی مسئلہ نہیں ——— ہم انہیں کہہ سکتے ہیں کہ وہ ہماری رقم ہمارے بیرونی اکاؤنٹ میں جمع کرا کر ہمیں صرف سرٹیفکیٹ دے دیں" بوہارو نے کہا۔

" گڈ ——— یہ بہتر رہے گا" ثانی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ——— میں زیرو ون کو کہتا ہوں کہ وہ متعلقہ سفارت خانے میں جا کر پیغام بھجوا دے۔ بہتر طریقہ کار یہی طے کر لیا جائے گا۔"

بوہارو نے کہا۔

" باس ——— ٹیلیفون کر لیا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا"

ڈلنشی نے کہا۔

" نہیں ——— ٹیلیفون چیک بھی ہو سکتا ہے اور ہم نظروں میں آ سکتے ہیں۔ زیرو ون خود جا کر بات کرے گا۔ اس طرح ہم محفوظ رہیں گے۔"

بوہارو نے کہا۔ اور پھر اس نے میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کیا۔ ٹرانسمیٹر سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

" ہیلو ——— بوہارو کالنگ زیرو ون ——— اوور" بوہارو نے بار بار یہ فقرہ دہرانا شروع کر دیا۔

" یس ——— زیرو ون سپیکنگ ——— اوور" چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آواز سنائی دی اور زیرو ون کی بجائے زیرو ٹو کی آواز سن کر بوہارو سمیت سب چونک پڑے۔

"زیرودن کہاں ہے ـــــ اوور"۔ بومارو نے انتہائی سخت لہجے میں پوچھا۔

"باس ـــــ زیرودن بے ہوش ہیں۔ انہیں ہوش میں لانے کی ترکیب کی جا رہی ہے۔ ہم نے ابھی ابھی دو آدمی پکڑے ہیں۔ جن میں سے ایک نے زیرودن کا میک اپ بھی کر لیا تھا۔ اوور"۔

زیرو لوٹ نے کہا۔ اور بومارو اور نل ڈیولز کے چہروں پر حیرت کے ساتھ ساتھ بوکھلاہٹ کے تاثرات ابھر آئے۔ یہ ایک ایسی بات تھی جو ان کے تصور تک میں نہ تھی۔

"کیا کہہ رہے ہو ـــــ زیرودن کے میک اپ میں یہ کون لوگ ہیں اور ہیڈ کوارٹر میں کیسے داخل ہو گئے۔ اوور"۔ بومارو نے غصے اور حیرت سے چیختے ہوئے کہا۔

"باس ـــــ ہم خود حیران ہیں۔ زیرودن اپنے مخصوص کمرے میں تھے۔ اور آپ سے ٹرانسمیٹر پر بات کر رہے تھے۔ انہوں نے بات ختم کرنے کے بعد ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ ہم مطمئن تھے۔ میں حسب دستور مین ٹرانسمیٹر پر موجود تھا۔ مگر تھوڑی دیر بعد زیرودن کے کمرے میں موجود ٹرانسمیٹر دوبارہ آن ہوا لیکن اس بار بولنے والا دوسرا تھا۔

وہ ہیڈ کوارٹر سے باہر اپنے کسی ساتھی ٹائیگر سے بات کر رہا تھا۔ اس نے ٹائیگر کو پیغام دیا کہ وہ کوٹھی کے اندر آ جائے پچھلی کھڑکی کے پاس۔ اس آواز اور پیغام پر میں چونک پڑا۔ اور سمجھ گیا کہ زیرودن کے کمرے میں کوئی اجنبی موجود ہے۔ چنانچہ میں نے فوری طور پر ویژن آئی آن کی تو میں نے زیرودن کو ہی کرسی پر بیٹھے ہوئے پایا۔

لیکن وہ گردن موڑ کر کھڑکی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ چنانچہ میں نے فوری طور پر سپاٹ میکنزم کے ذریعے کرسی پر اسے جام کیا اور پھر کرسی کو آپریٹ کر کے چھت تک پہنچا دیا۔ اس طرح اس اجنبی کا سر پوری قوت سے چھت سے ٹکرایا۔ اور وہ بے ہوش ہو گیا۔ ادھر میرے اشارے پر زیرو تھری اور زیرو الیون نے پائیں باغ میں پکٹنگ کی اور اس آدمی کے اس ساتھی کو ٹریپ کر لیا جو پچھلی دیوار کود کر اندر آیا تھا۔ کمرے کا خفیہ دروازہ کھول کر میں اندر گیا اور میں نے کرسی پر موجود زیرودن کا میک اپ دھویا تو وہ مقامی آدمی تھا۔ جبکہ غسل خانے میں موجود مقامی آدمی کا میک اپ صاف کرنے پر زیرودن کی شکل نظر آئی۔ چنانچہ اس اجنبی اور اس کے ساتھی کو بلیو روم میں پہنچا دیا گیا ہے اور انہیں طویل بے ہوشی کے انجکشن لگا دیئے گئے ہیں۔ زیرودن کو ہوش میں لانے کی کوشش کی جا رہی ہے کیونکہ انہیں کسی گیس سے بے ہوش کیا گیا ہے کہ اتنے میں آپ کی کال آ گئی ـــــ اوور"۔ زیرو لوٹ نے تفصیلی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر وہ اجنبی تو زیرودن کے میک اپ میں تھا۔ پھر تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ اصل زیرودن نہیں ہے ـــــ اوور"۔

بومارو نے قدرے مشکوک لہجے میں پوچھا۔ وہ شاید کسی اور خیال کے متعلق سوچ رہا تھا۔

"اجنبی نے اپنے ساتھی سے جو بات چیت کی تھی۔ اس سے پتہ چلا۔ اوور" ـــــ زیرو لوٹ نے جواب دیا۔

"وہ بات چیت لفظ بہ لفظ دہراؤ ـــــ اوور"۔ بومارو نے کہا۔

"میں نے اسے ٹیپ لیا ہوا ہے میں وہ ٹیپ سنوا دیتا ہوں" اوور"
زیرو لوٹے نے جواب دیا۔
"اوہ ـــــ گڈ ـــــ بہر ٹھیک ہے" ـــــ بومارو نے مطمئن لہجے
میں کہا۔ اور پھر چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر میں سے پہلے سیٹی کی مخصوص
آواز سنائی دی۔
پھر ایک اجنبی آواز ابھری۔
"ٹائیگر ـــــ اوور"
"ٹائیگر ـــــ کوٹھی کی پشت والی دیوار پھاند کر عمارت کی پچھلی طرف
ایک کھلی کھڑکی کے پاس آجاؤ۔ میں اس وقت اس غیر ملکی کے میک اپ
میں ہوں جس کی کار کا تعاقب کرتے ہوئے یہاں تک پہنچے ہیں۔ وہ
غیر ملکی بے ہوش ہے، اسے لے جاؤ اور دانش منزل پہنچا دو۔
اوور" ـــــ ایک اور آواز ابھری۔
"ٹھیک ہے باس ـــــ اوور" ـــــ پہلی آواز سنائی دی۔
اس کے ساتھ ہی دوبارہ سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی۔ پھر کلک
کی آواز کے ساتھ ہی زیرو لوٹو کی آواز ابھری۔
"آپ نے ٹیپ سن لیا باس ـــــ اوور"
"ہاں ـــــ سن لیا ہے ـــــ یہ دونوں انتہائی خطرناک آدمی
ہیں ـــــ تم ان کا خاص خیال رکھو۔ میں اور ریڈ ڈیولز وہاں خود آ
رہے ہیں ـــــ اوور" بومارو نے تیز لہجے میں کہا۔
"بہتر باس ـــــ اوور" ـــــ زیرو لوٹے نے جواب دیا۔
"اور سنو ـــــ اپنے آدمی کوٹھی سے باہر نگرانی پر لگا دو۔ ہو

سکتا ہے ان کے کچھ ساتھی نگرانی کر رہے ہوں۔ ہر لحاظ سے چیکنگ
ضروری ہے اوور" بومارو نے کہا۔
"بہتر جناب ـــــ میں ابھی چیک کرتا ہوں ـــــ اوور" زیرو لوٹو
نے جواب دیا۔
"ان دونوں کو کسی حالت میں بھی ہوش میں نہیں آنا چاہیے۔ جب تک ہم
نہ پہنچ جائیں۔ اور مجھے چیکنگ رپورٹ دو۔ اس کے بعد ہم وہاں پہنچیں
گے۔ اوور" بومارو نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔
"میں نے انہیں طویل بے ہوشی کے انجکشن لگا دیئے ہیں جناب اب
جب تک انٹی انجکشن نہ لگائے جائیں وہ کسی صورت ہوش میں نہیں آ
سکتے اور میں آپ کو چیکنگ رپورٹ کے لئے ابھی دوبارہ کال کرتا ہوں
اوور" ـــــ زیرو لوٹو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"گڈ ـــــ میں انتظار کر رہا ہوں ـــــ اوور اینڈ آل"
بومارو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا
"باس ـــــ مجھے یہ آواز سن کر یقین نہیں آرہا۔ لیکن آواز وہی ہے
پرنس آف ڈھمپ کی ـــــ لیکن اس قدر خوفناک حادثے سے بچ
نکلنا قطعی ناممکن ہے"
ٹرانسمیٹر آف ہوتے ہی ڈنشی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"تمہاری حیرت بجا ہے ڈنشی لیکن عمران ہے ہی ایسا آدمی۔ اس کے
بارے میں کوئی بات یقینی نہیں ہو سکتی۔ اب دیکھو وہ نہ صرف حادثے
سے بچ گیا بلکہ ہمارے ہیڈ کوارٹر میں پہنچ کر ہمیں تقریباً ٹریپ کرنے
میں بھی کامیاب ہو گیا۔

"یہ تو اتفاق تھا کہ زیرو ٹو آپریشن روم میں موجود تھا۔ اور اسے صورتحال کا علم ہو گیا ورنہ زیرو ٹو کے میک اپ میں عمران نے ہمیں بے موت مار دینا تھا۔" بومارو نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

"باس ——— اگر عمران قابو میں آ ہی گیا ہے تو کیوں نہ اسے بیہوشی کے عالم میں موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ اس طرح ہر قسم کا رسک ختم ہو جائے گا۔" ٹامی نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ عمران کو اپنے ہاتھ سے موت کے گھاٹ اتاروں تاکہ مجھے کسی طور پر یقین ہو جائے کہ میں نے اسے ہلاک کر دیا ہے۔" بومارو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔" ٹامی نے جواب دیا۔

"لیکن باس ایسا نہ ہو کہ وہ بچ نکلے اور پھر فائل بھی تو اسی ہیڈ کوارٹر میں ہے۔" اس بار جوگی نے جواب دیا۔

"ایک بار وہ سب کے سامنے آنے کے بعد نہیں بچ سکتا۔ مجھے اپنی اور تمہاری صلاحیتوں پر مکمل بھروسہ ہے۔"
بومارو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور جہاں تک فائل کا تعلق ہے۔ وہ تو عمران کو زندگی بھر نہیں مل سکتی۔ میں نے اسے ایسی جگہ چھپایا ہے جہاں اس کا تصور بھی نہیں پہنچ سکتا۔" بومارو نے بڑے پر اعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر ٹھیک ہے باس ——— اگر آپ ہمیں موقع دیں تو ہم عمران کو ایسی عبرتناک موت ماریں گے کہ اس کی پچھلی سات نسلیں قبروں میں پڑی تڑپتی رہیں گی۔" ٹامی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ایسا ہی ہو گا ——— تم فکر نہ کرو۔ یہ ہم سب کی صلاحیتوں کا امتحان ہو گا۔"
بومارو نے مسکراتے ہوئے کہا اور باقی سب کی آنکھوں میں چمک سی لہرانے لگی۔

عمران کو ایک تیز لہر جسم میں دوڑنے کا احساس ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں کھلتی چلی گئیں۔

وہ لوہے کی ایک اونچے پائے والی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے پیر کرسی کے پایوں کے ساتھ لوہے کے کڑوں میں بندھے ہوئے تھے۔ اور دونوں ہاتھ کرسی کے بازوؤں پر نصب لوہے کے کڑوں میں جکڑ دیئے گئے تھے۔ کرسی کے پائے فرش میں نصب تھے۔

آنکھیں کھلتے ہی عمران نے سر کو گھمایا تو ساتھ ہی اس جیسی دوسری کرسی پر ٹائیگر بندھا ہوا تھا۔

یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا جس میں سامنے ایک فولادی دروازہ تھا جو بند تھا۔ اس کے علاوہ باقی پورے کمرے میں نہ ہی کوئی دروازہ تھا اور نہ ہی کوئی کھڑکی۔

عمران کی کرسی کے قریب ایک آدمی کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں

سرنج تھی۔ اس نے شاید کوئی دوا عمران کے بازو میں انجکٹ کی تھی۔
جس کی وجہ سے عمران کو اپنے جسم میں درد کی تیز لہر دوڑنے کا احساس
ہوا تھا اور اسے ہوش آگیا تھا۔

"تمہیں ہوش آگیا مسٹر"۔۔۔ سرنج کو پکڑے ہوئے آدمی نے
مسکرا کر کہا۔

"ہوش کہاں آیا ہے۔۔۔ ہوش آجاتا تو یہ کام ہی کیوں کرتے
جن میں تم جیسے مویشی ڈاکٹروں سے واسطہ پڑتا ہے"۔

عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مویشی ڈاکٹر۔۔۔ اوہ۔۔۔ تمہارا مطلب وٹرنری ڈاکٹر سے
ہے۔ ایسی بات نہیں، میں کوالیفائیڈ سرجن اور فزیشن ہوں" اس آدمی
نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھے کوالیفائیڈ ہو کہ ایک انجکشن لگایا اور میرے جسم میں درد کی لہر
دوڑتی چلی گئی۔ اس سے اچھا تو انجکشن میرے محلے کا کمپونڈر لگا لیتا ہے
کہ انجکشن لگا کر جب وہ اپنے گھر واپس پہنچتا ہے تب پتہ چلتا ہے کہ
انجکشن لگ بھی چکا ہے"۔

عمران نے کٹ حجتی کرتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔۔۔ اتنی دیر بعد کیوں پتہ چلتا ہے"۔

اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ اتنی دیر تک آدمی بے ہوش رہتا ہے"۔

عمران نے بڑے سادہ لہجے میں جواب دیا اور اس آدمی کے
حلق سے نکلنے والے بے اختیار قہقہے سے کمرہ گونج اٹھا۔

بومارو نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔ ابھی تک تمہیں لانگ ناٹ یاد ہے"۔ عمران نے سر
ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔۔۔ میں نے اس کی روح سے وعدہ کیا تھا کہ تمہارا انتقام
لوں گا۔۔۔ اور دیکھو آج اتنے طویل عرصے بعد آخر وہ موقع آہی گیا"۔

بومارو نے کہا۔

"ایسا نہیں ہو سکتا کہ تمہاری روح ہی جا کر لانگ ناٹ کی روح سے
ملاقات کرے اور پھر جب میری روح وہاں پہنچ جائے پھر وہاں فیصلہ
کر لیں گے"۔

عمران نے کہا۔

"نہیں۔۔۔ میں تمہاری روح کو پہلے وہاں بھیجوں گا"۔

بومارو نے ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"چلو۔۔۔ ابھی فیصلہ ہو جاتا ہے۔ جس کی روح لانگ ناٹ سے
ملنے کے لئے بے چین ہو گی وہ جلدی اس کے پاس پہنچ جائے گی۔
لیکن یہ تو بتا دو یہ اپنے جیسے بچے تم نے کہاں سے ڈھونڈ لئے"۔

عمران نے کہا۔

"یہ میرے ساتھی ہیں لٹل ڈیولز۔۔۔ اور میں نے پوری دنیا گھوم
کر انہیں تلاش کیا ہے۔ اب ان میں سے ہر ایک اتنی صلاحیتیں رکھتا
ہے کہ تمہارے لئے عزرائیل بن سکتا ہے"۔

بومارو نے بڑے فخریہ لہجے میں اپنے پیچھے کھڑے ہوئے چاروں
طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ان میں سے کون ہے جس نے میری کار کو بم سے اڑایا اور فائل لے اڑا" عمران نے ان چاروں کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ ڈنشی ——— یہ اس کا کارنامہ ہے" بومارو نے قریب کھڑے ہوئے ایک بچے کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"تو اس کا مطلب ہے کہ فائل تمہارے پاس پہنچ چکی ہے۔"

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے اس لئے رواداری میں سوال کیا تھا تاکہ اصل حقیقت سامنے آجائے۔

"ہاں ——— پہنچ چکی ہے اور اگر تمہارا خیال ہے کہ تم وہ فائل حاصل کر سکتے ہو تو یہ خیال بھی ذہن سے نکال دو" -

بومارو نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"اگر اس ملک میں موجود ہے تو پھر سمجھو کہ وہ خود ہی میرے پاس پہنچ جائے گی۔ اور اگر ملک سے ہی چلی گئی ہے تب البتہ مجھے اس کے پیچھے جانا پڑے گا۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہ صرف اس ملک میں ہے بلکہ اسی عمارت میں ہے۔ لیکن اب اس فائل کو تمہاری روح تو دیکھ سکتی ہے۔ تم نہیں دیکھ سکتے۔"

بومارو نے جواب دیا۔ اس کی آنکھوں میں اعتماد کی چمک لہرا رہی تھی۔

"اچھا ——— چلو ٹھیک ہے۔ میری روح ہی دیکھ لے تب بھی غنیمت ہے"

عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ اسے بومارو کی بات کا پورا یقین تھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ایسی سچویشن میں بومارو جھوٹ نہیں بول سکتا۔

"باس ——— وقت ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ——— ہمیں اجازت دیجئے تاکہ ہم اپنی صلاحیتوں کو عمران صاحب پر ظاہر کر سکیں"

ڈنشی نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— ٹھیک ہے ——— واقعی باتیں ضرورت سے زیادہ ہو چکی ہیں اب کام ہونا چاہیئے ——— کیا خیال ہے پہلے نمونے کے طور پر اس کے ساتھی کا تماشا نہ دیکھا جائے" بومارو نے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جیسے باس کی مرضی ——— ہمارے لئے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگر آپ حکم کریں تو ہم دونوں کا اکٹھے ہی آپ کو تماشہ دکھا سکتے ہیں" ٹامی نے پر اعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— یہ بھی ٹھیک ہے ——— یہ دونوں بچ کر کہاں جا سکتے ہیں۔

"گیدڑ کو باندھ کر اس پر حملہ کیا گیا تو کیا خاک لطف آیا۔ بندھے ہوئے شیر پر تو کتے بھی غراتے ہیں" عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— تم اپنے آپ کو شیر اور ہمیں کتے کہہ رہے ہو۔"

جوگی نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے بھینچے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ بجلی کی سی تیزی سے عمران کی طرف لپکا۔

دوسرے لمحے اس نے چیختے ہوئے اپنا پنجہ واقعی کسی کتے کے سے انداز میں عمران کے چہرے پر مارا۔ اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے چہرے پر زخم ابھر آئے ہوں۔ جن میں مرچیں بھر دی گئی ہوں۔ اس نے بے اختیار اپنے جسم کو زوردار جھٹکا دیا۔ مگر اس کے

بازو اور ٹانگیں اتنی مضبوطی سے جکڑی ہوئی تھیں کہ وہ مضبوط کرسی میں بس کسمسا کر رہ گیا۔ ایک کے پیچھے ہٹتے ہی دوسرے نے اسی انداز میں عمران کے چہرے پر وار کیا اور اس کے تیز ناخنوں نے عمران کا چہرہ کئی جگہ سے پھاڑ دیا۔ پھر تیسرا آگے بڑھنے لگا۔

"ٹھہرو ——— لٹل ڈیولز ——— یہ انداز جنگ کے اصولوں کے خلاف ہے۔ کل کو پرنس کی روح لانگ ناٹ سے جاکر گلہ کرے گی کہ لٹل ڈیولز نے مجھے بے بس کرکے مار دیا۔ ان دونوں کو کھول دو اور پھر ان کے جسموں کی بوٹیاں اڑا دو۔"

بومارو نے چیخ کر کہا۔

اور عمران کی طرف بڑھتا ہوا تیسرا بونا ٹھٹھک کر رک گیا۔

"جیسے حکم باس" ——— اسی تیسرے نے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے مڑا اور شمالی دیوار کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ جہاں دیوار پر ایک سوئچ بورڈ نصب تھا۔

سوئچ بورڈ کافی نیچے لگا ہوا تھا۔ اس نے وہاں پہنچتے ہی مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ اور ان بٹنوں کے دبتے ہی عمران اور ٹائیگر کے ہاتھوں اور پیروں کے شکنجے کھلتے چلے گئے۔ اور وہ دونوں بیک وقت اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

"اب تو ٹھیک ہے پرنس ——— اب تو کوئی گلہ نہیں رہے گا۔"

بومارو نے طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

"گلہ تو خیر پہلے بھی نہیں تھا۔ کیونکہ کمزور اور بزدل لوگ ہمیشہ بندھے ہوئے پر ہی حملہ کرتے ہیں۔" عمران نے سر کو جھٹکتے ہوئے جواب دیا۔

"چلو لٹل ڈیولز ——— شروع ہو جاؤ اور پرنس کو بتاؤ کہ لٹل ڈیولز کیا چیز ہیں۔" بومارو نے چیخ کر کہا۔

"ٹائیگر ——— تم ایک طرف ہٹ جاؤ ——— ان پانچوں سے میں خود ہی نپٹ لیتا ہوں۔"

عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا تیزی سے ایک طرف ہٹتا چلا گیا۔

وہ ان کے دائرے سے ہٹ کر دروازے کی دیوار والے کونے کے قریب جاکر رک گیا تھا۔ البتہ اس کا رخ عمران اور لٹل ڈیولز کی طرف ہی تھا۔

بومارو اور زیرو ون اس کے دائیں ہاتھ پر ذرا پیچھے ہٹ کر کھڑے تھے۔

"آؤ بھئی بچو ——— اب ذرا اچھلو کودو ——— میں بھی تمہاری جمناسٹک دیکھ لوں کہ بومارو نے تمہیں کتنا ماہر بنایا ہے۔" عمران نے سامنے کھڑے ہوئے چاروں بونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

دوسرے لمحے وہ چاروں بجلی کی سی تیزی سے اچھلے اور عمران ان کے اچھلتے ہی ان کے دو طرفہ وار سے بچنے کے لئے تیزی سے آگے کی طرف جھکا۔ مگر ان چاروں میں سے کوئی بھی عمران سے نہ ٹکرایا۔ بلکہ وہ بجلی کی سی تیزی سے اس کے قریب سے بہتے ہوئے گزر گئے۔ اور پھر عمران ابھی سنبھل ہی رہا تھا کہ وہ ایک بار پھر بجلی کی سی تیزی سے عمران پر جھپٹے اور اس بار عمران ان کی بے پناہ پھرتی اور تیزی کے سامنے نہ ٹھہر سکا۔ وہ چاروں توپ کے گولے کی طرح عمران کے دونوں پہلوؤں

سے پوری قوت سے ٹکرائے اور عمران لڑکھڑاتا ہوا دو قدم آگے بڑھتا
چلا گیا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے پہلوؤں میں لوہے کی
گرم سلاخیں اترتی چلی گئی ہوں۔

ان چاروں نے عمران سے ٹکراتے ہی ایک بار پھر پلٹ کر وار کیا
اور اس بار وہ دو دو کی ٹکڑیوں میں مخالف سمتوں میں سے بیک وقت
عمران کی ٹانگوں سے ٹکرائے اور عمران نے اپنے آپ کو بچانے کے
لئے تیزی سے رخ بدلا لیکن زوردار ٹکراؤ کی وجہ سے وہ نیچے
گر پڑا۔

"سنبھلنا باس" ——— اچانک ٹائیگر نے چیخ کر کہا۔ اور عمران
نیچے گرتے ہی پوری قوت سے اچھلا اور اس کا یہ اچھلنا ہی اس کی زندگی
بچا گیا۔ کیونکہ ان چاروں کے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے چھوٹے چھوٹے
مگر تیز خنجر پوری قوت سے عین اس جگہ فرش پر ٹکرائے جہاں ایک لمحہ
پہلے عمران موجود تھا۔ اب عمران اچھل کر ایک طرف ہو گیا تھا۔

چاروں سٹل ڈیولز بھی نیچے گرتے ہی انتہائی مہارت سے قلابازیاں
کھاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

عمران کی نظریں ان خنجروں کی نوکوں پر موجود ہلکے بھورے رنگ کی
تہہ جمی ہوئی تھی۔ یہ رنگ بتا رہا تھا کہ یہ خنجر انتہائی خوفناک زہر میں بجھے
ہوئے ہیں اور اگر اس زہر آلود خنجر کی ذرا سی خراش بھی اس کے جسم پر
پڑ جاتی تو خوفناک اور بھیانک موت عمران کے مقدر میں لکھی جا چکی ہوتی۔

"ان خنجروں پر "توشاکا" کا زہر لگا ہوا ہے" عمران نے تیز لہجے میں
کہا۔

"ہاں ——— تم نے صحیح پہچانا اور تم جانتے ہو کہ اس کا شکار ہونے
والے پر کیا گزرتی ہے۔"

بومارو نے بڑے فخریہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا اور عمران نے
سر ہلا دیا۔

وہ چاروں اب دو دو کی صورت میں کھڑے خنجروں کو ہاتھ میں لئے
عمران کو بڑے معنی خیز انداز میں دیکھ رہے تھے۔

"اب مزید اچھل کود ختم کرو اور اس کو "توشاکا" کا شکار بنا دو"۔
اچانک بومارو نے تیز لہجے میں کہا اور اس کا فقرہ مکمل ہوتے ہی
ان میں سے دو نے انتہائی برق رفتاری سے عمران پر چھلانگ لگائی جبکہ
باقی دو نے زبردست ڈاج دیتے ہوئے بجائے عمران پر جھپٹنے کے
پوری مہارت سے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے خنجر عمران کی طرف کھینچ
مارے۔ عین اس جگہ جہاں ان کے اندازے کے مطابق عمران نے
حملے سے بچنے کے لئے اپنا رخ موڑنا تھا۔

اگر ان کے مقابل عمران کی بجائے کوئی اور ہوتا تو یقیناً وہ اس
خوفناک داؤ میں آ جاتا۔ لیکن عمران ان کے انداز سے ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ
کیا کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے ان دونوں کے حملہ کرتے ہی وہ اپنی جگہ
کھڑا رہا اور وہ دونوں جیسے ہی عمران کے اوپر آئے، عمران کا دایاں
ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔ اور وہ دونوں بیک وقت چیختے
ہوئے بائیں سائیڈ کی طرف مڑے اور دوسرے لمحے ان کے حلق سے
نکلنے والی چیخوں نے کمرے کو ہلا دیا۔ کیونکہ عین اسی لمحے جب عمران
نے انہیں ضرب لگا کر بائیں طرف موڑا تھا اسی لمحے باقی دونوں نے اندازے

کے مطابق خنجر عمران کے بائیں طرف پھینک دیئے گئے تھے۔ نتیجہ یہ کہ عمران تو ان خنجروں کی زد میں نہ آسکا بلکہ خنجر ان دونوں کی پشت میں گھستے چلے گئے۔ اور ضرب لگنے سے وہ نہ صرف چیختے ہوئے نیچے گرے بلکہ ان کے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے خنجر بھی ان کے ہاتھوں سے نکل کر دور جا گرے۔

خنجر لگنے والے تو فرش پر پڑے بری طرح تڑپ رہے تھے۔ البتہ خنجر مارنے والے حیرت سے بت بنے اپنی جگہ کھڑے تھے۔ انہیں شاید یقین نہ آرہا تھا کہ ان کا خوفناک داؤ الٹا ان پر ہی چل گیا ہے

"ان دونوں کو گولی مار دو۔۔۔۔ گولی مار دو" اچانک بوہارو نے چیخ کر اپنے ساتھ کھڑے زیرودن سے کہا اور دوسرے لمحے کمرہ گولیوں کی تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھا اور فرش پر خنجر کھا کر تڑپتے ہوئے ڈنشی اور جوگی دونوں کے جسموں میں گولیاں تیرتی چلی گئیں۔

"ارے ۔۔۔۔ میں نے پرنس اور اس کے ساتھی کے متعلق کہا تھا" بوہارو تیزی سے چیختا ہوا زیرودن پر چڑھ دوڑا۔ اور اس کے مڑتے ہی ٹائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے وہ بوہارو کو اپنے بازو میں جکڑے ہوئے پوری قوت سے زیرودن سے جا ٹکرایا۔ اور زیرودن کے ہاتھ میں موجود ریوالور نکل کر دور جا گرا اور وہ پچھلی دیوار سے ٹکرا کر فرش پر گر گیا۔

اسی لمحے عمران حرکت میں آیا۔ اور اس کی لات پوری قوت سے نیم دائرے میں گھومتی ہوئی کھڑے ہوئے ٹانی اور بوجی سے ٹکرائی اور

دونوں اڑتے ہوئے فرش سے ٹکرائے۔ مگر دیوار سے ٹکرا کر وہ جہاں گرے وہیں زیرودن کے ہاتھ سے نکلا ہوا ریوالور پڑا تھا۔ اس لئے عمران کے پہنچنے سے پہلے ٹانی نے ریوالور اٹھایا اور اس نے انتہائی پھرتی سے عمران پر فائر کھول دیا۔ مگر اسی لمحے ٹائیگر نے اپنے بازوؤں میں جکڑے ہوئے بوہارو کو کسی گیند کی طرح ریوالور اٹھاتے ہوئے ٹانی پر دے مارا۔

ٹائیگر نے تو اپنی طرف سے اس کے ہاتھ سے ریوالور گرانے کے لئے اس پر بوہارو کو پھینکا تھا لیکن ٹانی قلابازی کھا کر ایک طرف ہٹ چکا تھا۔ اس لئے بوہارو ٹانی سے ٹکرانے کی بجائے اس کے سامنے سے گزرتا چلا گیا۔

اب یہ اس کی بدقسمتی ہی تھی کہ قلابازی کھاتے ہی ٹانی ریوالور کا ٹریگر دبا چکا تھا اور گولی سامنے سے گزرتے ہوئے بوہارو کے پہلو میں گھستی چلی گئی اور بوہارو بری طرح چیختا ہوا فرش پر گر کر تڑپنے لگا۔

اسی لمحے عمران نے ٹانی پر چھلانگ لگائی تاکہ اس کے ہاتھ پر ضرب لگا کر اس کے ہاتھ میں موجود ریوالور گرا دے۔ لیکن اچانک بوہارو کے سامنے آجانے کی وجہ سے عمران فرش پر گرا اور اس کی لات ہلکی سی ٹانی کے ہاتھ سے ٹکرائی اور اس بار گولی چلنے کا دھماکہ ہوا اور ٹانی جو شاید دوسری گولی عمران پر چلانا چاہتا تھا، اچانک ہاتھ گھوم جانے کی وجہ سے اس کے ریوالور سے نکلنے والی گولی دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرے ہوئے بوجی کے سینے میں گھستی چلی گئی جو دیوار سے ٹکرا کر سر پر چوٹ لگنے کی وجہ سے فرش پر بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔

گولی لگتے ہی اس کا جسم تیزی سے فرش سے تقریباً ایک فٹ اونچا اچھلا اور پھر فرش پر دھڑام سے گرا۔ ریوالور ابھی تک ٹانی کے ہاتھ

میں تھا اور اسی دیوار کی وجہ سے اس کے دو ساتھی اس کے اپنے ہاتھوں ہلاک ہو چکے تھے۔

بوبی کو گولی لگتے ہی ثانی نے گھبرا کر بے اختیار ریوالور نیچے پھینک دیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا، ٹائیگر نے اچھل کر پوری قوت سے اس کی پشت پر کک لگائی اور ثانی کسی فٹ بال کی طرح اچھل کر سامنے والی دیوار کے چھت کے قریبی حصے سے ٹکرایا اور اس بار اس کا سر اتنی قوت سے دیوار سے ٹکرایا تھا کہ اس کے سر کے پرخچے اڑ گئے۔ اور اس کا جسم ربڑ کی بوری کی طرح فرش پر گرتا چلا گیا۔ ٹائیگر کی زوردار کک نے اس کی ریڑھ کی ہڈی بھی توڑ دی تھی۔

" ارے اتنے زور کی کک لگانے کا کیا فائدہ ——— گول تو ویسے بھی ہو جاتا تھا۔"

عمران نے سنجیدہ لہجے میں ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔ جو خود بھی حیرت بھرے انداز میں کھڑا ثانی کا حشر دیکھ رہا تھا۔ اس نے اپنے عام انداز میں کک لگائی تھی۔ لیکن مقابل چونکہ قد و قامت کے لحاظ سے عام آدمی کی بجائے "بچہ" تھا۔ اس لئے اس کی یہ کک ضرورت سے زیادہ سخت ثابت ہوئی تھی۔

" سوری باس ——— مجھے خیال بھی نہ تھا کہ یہ اتنا ہلکا پھلکا ہو گا۔"
ٹائیگر نے شرمندہ لہجے میں کہا۔

" اب اس زیرو ون کو دیکھو ——— یہ تو دیوار سے ٹکرا کر بے حس و حرکت پڑا ہوا ہے۔"

عمران نے دیوار کے ساتھ فرش پر بے حس و حرکت پڑے ہوئے

زیرو ون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور خود وہ تیزی سے بومارو کی طرف بڑھا

بومارو کے گرد خون کسی تالاب کی طرح اکٹھا نظر آ رہا تھا۔ عمران نے اس کا خون میں لتھڑا ہوا بازو اٹھایا اور نبض چیک کرنے لگا۔ لیکن اسکی نبض ڈوب چکی تھی۔ وہ عمران کرانگ ناٹ کے پاس پہنچتے پہنچتے خود اس تک پہنچ گیا تھا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس کا بازو چھوڑ دیا۔

" یہ ختم ہو چکا ہے باس۔ سر کی ضرب کی وجہ سے اس کے ناک اور حلق سے خون نکل آیا ہے۔" ٹائیگر نے زیرو ون کو چیک کرتے ہوئے کہا۔

" ارے انہوں نے تو ختم کرنے کا منصوبہ ہی بنا رکھا تھا۔ کوئی تو زندہ بچ جاتا۔"

عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" بس اتفاق ہی ہے باس ——— یہ لوگ ختم ہو گئے ورنہ جس انداز کے یہ لڑاکے ہیں انہیں دیکھ کر میں حیران رہ گیا تھا۔" ٹائیگر نے جواب دیا

ہاں! ——— انتہائی تیز۔ پھرتیلے اور ماہر" ——— عمران نے داد دیتے ہوئے کہا۔

" باس ——— باہر ان کے ساتھی تو ضرور موجود ہوں گے۔" ٹائیگر نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

" ظاہر ہے ہوں گے ——— کم از کم وہ مویشی ڈاکٹر تو ضرور ہو گا۔ جس نے ہمیں انجکشن لگائے تھے اور ہمیں فائل بھی تو ڈھونڈنی ہے۔"

عمران نے جواب دیا۔

" میں باہر جاؤں" ——— ٹائیگر نے فرش پر پڑا ہوا ریوالور اٹھاتے

ہوئے کہا۔

"نہیں ——— میرے پاس ٹرانسمیٹر ہے۔ انہیں میری گھڑی اتارنے کا خیال نہیں آیا۔" عمران نے کہا اور پھر اس نے گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچا اور سوئیوں کو مخصوص ہندسوں پر ایڈجسٹ کرنے لگا۔

جب سوئیاں مخصوص ہندسوں پر ایڈجسٹ ہو گئیں تو اس نے ونڈ بٹن کو اور زیادہ کھینچ لیا۔ اور جن ہندسوں پر سوئیاں ایڈجسٹ ہوئی تھیں، وہ ہندسے تیزی سے جلنے بجھنے لگے۔

"ہیلو ——— ہیلو" ——— عمران کالنگ ——— اوور۔" عمران نے آہستہ آہستہ بار بار فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس ——— ایکسٹو ——— اوور" چند لمحوں بعد دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"تمام ممبرز کو گلشن کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ پر بھجوا دیجئے۔ وہ مسلح ہوں۔ ہم اس کے کسی تہہ خانے میں موجود ہیں اور مجرموں کے ساتھی شاید کافی تعداد میں ہوں، ان کا صفایا ضروری ہے ——— اوور" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"او کے ——— اوور اینڈ آل" دوسری طرف سے ایکسٹو نے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

عمران نے ونڈ بٹن دبا کر ٹرانسمیٹر آف کیا ہی تھا کہ اچانک سرر کی تیز آواز کمرے میں گونجی اور اس کے ساتھ ہی شمالی دیوار یکلخت ہٹتی چلی گئی۔ سرر کی تیز آواز ابھرتے ہی عمران نے لاشعوری طور پر چھلانگ لگائی، مگر اسی لمحے ٹائیگر نے فائر کھول دیا اور دو انسانی چیخیں ہٹی ہوئی دیوار کی

طرف سنائی دیں اور پھر دو افراد جن کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں الٹ کر نیچے فرش پر آگرے اور پھر عمران نے جو نیچے کی طرف چھلانگ لگا چکا تھا، اسی رفتار سے ایک جپ لے کر واپس پلٹا اور دوسرے لمحے وہ ان دونوں میں سے ایک کے ہاتھ میں سے نکلی ہوئی مشین گن پر قبضہ کر چکا تھا۔

ٹائیگر نے بھی مشین گن اٹھانے کے لئے چھلانگ لگائی مگر اسی لمحے اس پر گولیوں کی بارش ہوئی اور ٹائیگر چیخ مار کر فرش پر گر پڑا۔ دو گولیاں اس کی ران پر لگی تھیں۔ یہ دو اور مشین گن بردار تھے جو دیواروں کی سائیڈوں سے گولیاں برسا رہے تھے۔

ٹائیگر کے نیچے گرتے ہی عمران نے انتہائی پھرتی سے اسے جھکایا اور اسے گھسیٹتا ہوا اسی دیوار کے کونے میں آ گیا وہ خود بھی گولیوں سے بچ نکلا تھا۔ اگر اسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو ٹائیگر سمیت اس کا جسم بھی شہد کی مکھیوں کا چھتہ بن کر رہ جاتا۔

ٹائیگر کونے میں بیٹھا اپنی ران کو پوری طرح دبائے ہوئے تھا۔ جہاں گولیاں لگی تھیں۔ اس نے ٹانگ کو حرکت دی اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے آثار ابھر آئے۔ اس کی ہڈی سلامت تھی۔ گولیاں اس کے گوشت کو پھاڑتی ہوئی گزر گئی تھیں۔

اسی لمحے عمران نے نال کو ذرا سا آگے بڑھا کر ترچھا کیا اور پھر فائر کھول دیا۔ اور ساتھ ہی دوسری طرف ایک چیخ بلند ہوئی اور اس کے ساتھ ہی فائرنگ ختم ہو گئی۔

عمران ایک لمحے کے لئے رکا۔ پھر وہ چھلانگ لگا کر کونے سے

دوسری طرف جا گرا۔

وہاں گرتے ہی اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن سیدھی کی لیکن یہ بڑا سا کمرہ خالی پڑا ہوا تھا۔ البتہ کونے کے ساتھ ہی ایک آدمی کی لاش اوندھے منہ پڑی ہوئی تھی۔ اس کے پہلو میں گولیاں لگی تھیں۔

عمران پھرتی سے اٹھا اور اس کمرے کے کھلے دروازے کی طرف بڑھا۔ ایک لمحے کے لئے وہ دروازے کے قریب رکا۔ مگر دوسری طرف کوئی آواز نہ سن کر وہ تیزی سے باہر نکل آیا۔

اب وہ ایک طویل برآمدے میں موجود تھا جو خالی پڑا ہوا تھا۔ عمران تیزی سے اس کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ برآمدے کے آخر میں سیڑھیاں اوپر کو جا رہی تھیں۔ ابھی وہ سیڑھیوں کے قریب پہنچا تھا کہ اسے کسی کے تیزی سے سیڑھیاں اترنے کی آواز سنائی دی۔ اور عمران سیڑھیوں کی آڑ میں ہی دبک گیا۔ دوسرے لمحے ایک آدمی مشین گن اٹھائے تیزی سے سیڑھیاں اترتا نیچے آیا۔

" خبردار ــــ مشین گن گرا دو "

عمران نے چیخ کر کہا اور مشین گن کی نال اس کی کمر سے لگا دی۔ مگر دوسرے لمحے وہ شخص سانپ کی سی تیزی سے پلٹ گیا۔ اور ساتھ ہی اس نے فائر کھول دیا۔ لیکن عمران نے اس سے بھی زیادہ تیزی سے ایک طرف چھلانگ لگائی اور اس سے پہلے کہ اس کی مشین گن عمران کے رخ پر آتی، عمران نے فائر کھول دیا۔ اور وہ شخص گولیوں کے زور پر کسی لٹو کی طرح گھوم گیا۔

گولیوں نے اس قدر تیزی سے اس کے جسم میں سوراخ کئے تھے

کہ اس کے منہ سے چیخ بھی نہ نکل سکی اور وہ صرف منہ کھول کر ہی رہ گیا۔ نیچے گرتے ہی وہ بے حس و حرکت ہو چکا تھا۔ مشین گن کا پورا برسٹ اس کے جسم میں ترازو ہو چکا تھا۔

اسی لمحے دروازے میں سے ٹائیگر بھی لنگڑاتا ہوا باہر آ گیا۔ اس نے ران پر اپنی قمیص پھاڑ کر باندھ رکھی تھی۔ ہاتھ میں مشین گن تھی۔

" سیڑھیاں چڑھ سکو گے یا کندھے پر اٹھاؤں " عمران نے سرگوشیانہ لہجے میں پوچھا۔

" ٹھیک ہے باس ــــ میں خود اوپر پہنچ جاؤں گا "

ٹائیگر نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

اور عمران اس کی بات سنتے ہی سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچ گیا۔ اوپر والی منزل قطعی خالی پڑی ہوئی تھی۔ عمران نے کمروں کی تلاشی لینی شروع ہی کی تھی کہ اس نے دیواروں پر سے سیکرٹ سروس کے ممبران کو اندر چھلانگیں لگاتے دیکھا۔ اس وقت وہ برآمدے کے ساتھ والے کمرے میں تھا۔ آہٹ سنتے ہی وہ تیزی سے دروازے پر آیا۔ اور جب اس نے سامنے صفدر اور کیپٹن شکیل کو اندر کودتے دیکھا تو اس کے لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ ابھر آئی۔

اس نے کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن ہاتھ میں لے کر سیدھی کی اور دوسرے لمحے اس نے مشین گن کا رخ موڑ کر اندر آنے والے صفدر کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ ٹریگر دباتے وقت عمران کے لبوں پر عجیب سی مسکراہٹ تیر رہی تھی۔

سیکرٹ سروس کے آپریشن روم میں عمران اور بلیک زیرو خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران کی آنکھیں بند تھیں اور وہ کرسی کی پشت سے سر ٹکائے کسی گہری سوچ میں غرق تھا۔ جبکہ بلیک زیرو خاموش بیٹھا عمران کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

"آخر وہ فائل کہاں گئی"۔

عمران نے آنکھیں کھولتے ہوئے تشویش زدہ لہجے میں تقریباً بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اگر فائل اس عمارت میں ہوتی تو یقیناً مل جاتی۔ ہو سکتا ہے بومارو نے آپ کو ڈاج کیا ہو"۔

بلیک زیرو نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

"نہیں طاہر ——— بومارو کی فطرت کو میں اچھی طرح جانتا ہوں اور جس سچویشن میں اس نے بات کی تھی اس سچویشن پر وہ جھوٹ نہیں بول

سکتا۔ فائل اسی عمارت میں موجود ہونی چاہیئے۔" عمران نے میز پر مکہ مارتے ہوئے زوردار لہجے میں کہا۔

"اب آپ خود بھی تو چیک کر چکے ہیں۔ اس کے بعد کیسے کہا جا سکتا ہے کہ فائل اسی عمارت میں ہے"۔

بلیک زیرو نے کہا۔

"میرا خیال ہے مجھے ایک بار پھر چیک کرنا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے کوئی جگہ رہ گئی ہو"۔ عمران نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے ——— میں اور آپ چلتے ہیں اور ایک بار پھر تلاش کر لیتے ہیں"۔ بلیک زیرو نے آمادگی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں ——— تمہارا جانا درست نہیں کیونکہ فائل کا تجسس تمام ممبرز میں ہے۔ ہو سکتا ہے کوئی ممبر اپنے طور پر اسے تلاش کرنے کیلئے وہاں پہنچ جائے"۔

عمران نے کہا۔

"ہاں ——— یہ بھی ممکن ہے"۔ بلیک زیرو نے اس کے خیال سے اتفاق کرتے ہوئے کہا۔

"صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں سمجھدار ہیں، میرے خیال میں انہیں ساتھ لے لوں"۔

عمران نے میز پر پڑے ہوئے فون کو اپنی طرف کھسکاتے ہوئے کہا۔

"پہلے بھی تو انہوں نے آپ کے ساتھ مل کر تلاش کیا تھا"۔

بلیک زیرو نے کہا۔

"اس وقت بات اور تھی۔ اس وقت ہم نے عام انداز میں تلاشی لی

تھی۔ اب میں خصوصی پلاننگ کے ساتھ تلاشی لوں گا۔ میری چھٹی حس کہتی ہے کہ فائل اسی عمارت میں موجود ہے۔"

عمران نے ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرتے ہوئے کہا

"یس ـــــ صفدر سپیکنگ۔"

رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو" ـــــ عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر" ـــــ صفدر کا لہجہ یکلخت مودبانہ ہو گیا۔

"تم کیپٹن شکیل کو ہمراہ لے کر گلشن کالونی کی اسی کوٹھی میں دوبارہ جاؤ جہاں عمران کو قید کیا گیا تھا۔ عمران بھی وہاں پہنچ رہا ہے۔ تم سب عمران کی نگرانی میں وہاں سے فائل تلاش کرو گے۔ ہر قیمت پر اپنی پوری صلاحیتیں استعمال کرتے ہوئے۔" عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا

"مگر باس ـــــ پہلے بھی ہم سب اس جگہ کی مکمل طور پر تلاشی لے چکے ہیں۔ ہم نے کوئی جگہ وہاں نہیں چھوڑی۔" صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن فائل وہاں موجود ہے ـــــ اس بات کا میرے پاس حتمی ثبوت موجود ہے اور فائل ہم نے فوری طور پر حاصل کرنی ہے۔"

عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"بہتر باس۔" صفدر نے دبے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔" عمران نے کہا اور پھر ریسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"فائل ملنی چاہیے بلیک زیرو ـــــ ورنہ سارا کیا دھرا ضائع ہو جائے گا۔"

عمران نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے گلشن کالونی کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ وہ لاشعوری انداز میں کار چلا رہا تھا لیکن اس کا شعور فائل میں ہی اٹکا ہوا تھا۔ یہ بات بھی درست تھی کہ بظاہر اس عمارت میں کوئی ایسی جگہ باقی نہ رہی تھی جس کی تلاشی نہ لی گئی ہو۔

چھت سے لے کر تہہ خانے تک انہوں نے ہر جگہ الٹ پلٹ کر دی تھی۔ آپریشن روم میں موجود مشینری کو انہوں نے کھول ڈالا تھا۔ کمرں میں موجود خفیہ خانے تلاش کر کے کھول ڈالے تھے۔ غرضیکہ اینٹ اینٹ چیک کر لی گئی تھی۔ لیکن فائل کا کہیں نشان تک نظر نہ آیا تھا۔

لٹل ڈیولز میں سے کوئی فرد زندہ نہ بچا تھا۔ اس لئے ان سے بھی نہ پوچھا جا سکتا تھا۔ اور یہ بات بھی اپنی جگہ درست تھی کہ فائل کی اہمیت اس قدر تھی کہ اسے ہر قیمت پر فوری واپس حاصل کرنا بھی ضروری تھا۔

"تم مر کر بھی ڈیولز ہی رہے۔ اس سے تو بہتر تھا کہ زندہ رہتے پھر آسانی سے فائل تم سے لے لینا۔"

عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ لیکن ظاہر ہے اب اس کی بڑبڑاہٹ سے تو فائل اس کو ملنے یا لٹل ڈیولز کے زندہ ہونے کے کوئی امکانات نہ تھے۔

کار کو گلشن کالونی کے بڑے چوک میں روک کر عمران نیچے اترا اور

پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ کوٹھی نمبر بارہ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کوٹھی کے بڑے پھاٹک کو آٹومیٹک لاک سے بند کیا گیا تھا۔ وہ اس وقت تک کوٹھی اس کے مالک کے حوالے نہ کرنا چاہتا تھا جب تک فائل دستیاب نہ ہو جائے۔

کار اس نے جان بوجھ کر دور کھڑی کی تھی کیونکہ وہ فی الحال کوٹھی سے اپنا براہ راست تعلق ظاہر نہ کرنا چاہتا تھا۔ اس کے ذہن میں یہی بات تھی کہ ہو سکتا ہے کہ ٹل ڈیولز کے زیر گروپ کا کوئی فرد زندہ رہ گیا ہو اور وہ کوٹھی میں داخل ہونے کی کوشش کرے۔ اور اس طرح اس کے ذریعے فائل تک رسائی حاصل ہو سکے۔

چنانچہ وہ براہ راست پھاٹک کی طرف جانے کی بجائے ایک پتلی گلی میں سے ہوتا ہوا کوٹھی کی پشت کی طرف آ گیا۔

کوٹھی کی دیوار پھلانگنے میں اسے کوئی تکلیف نہ ہوئی اور وہ پائیں باغ میں سے ہوتا ہوا کوٹھی کی اصل عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ابھی اس نے چند قدم ہی اٹھائے ہوں گے کہ سائیں کی سی آواز سے ایک گولی اس کے کان کی لو کو چھوتی ہوئی پچھلی دیوار میں جا گھسی اور عمران اچھل کر اوندھے منہ ایک پودے کی آڑ میں ہو گیا۔

اس کے ساتھ ہی اس نے انتہائی تیزی سے ریوالور نکال لیا مگر دوسرے لمحے اس کے ہاتھ کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر دور کہیں گھاس میں جا گرا۔

عمران فائر کرنے والے کی نشانہ بازی پر دل ہی دل میں حیران رہ گیا۔ اس قدر خوبصورت نشانے کا مالک یقیناً اس فن میں مہارت کا درجہ

ہی رکھتا ہو گا۔

ریوالور ہاتھ سے نکلتے ہی عمران نے قلابازی کھائی اور پھر وہ تیزی سے شیشم کے بڑے اور گول پودے کے پیچھے جا چھپا جہاں کم از کم وقتی طور پر فائرنگ سے بچ سکتا تھا۔

جیسے ہی وہ شیشم کے اس بڑے پودے کے پیچھے پہنچا، ایک بار پھر سائیں کی تیز آواز گونجی اور دوسرے لمحے پودے کی پتلی سی جڑ کٹ گئی اور پودا عمران کے جسم پر آ گرا۔

اس بار گولی سائیڈ سے چلائی گئی تھی۔ اس لئے وہ پتلی سی جڑ کو کاٹتی ہوئی دوسری طرف گزرتی چلی گئی اگر گولی سیدھی چلائی جاتی تو پودے کی جڑ کے ساتھ ساتھ گولی عمران کے سینے میں گھس جاتی

پودے کی جڑ کٹتے ہی عمران انتہائی پھرتی سے اپنی جگہ سے اچھلا اور ایک طویل جمپ لگاتا ہوا وہ دوسرے پودے کے پاس پہنچا۔ اس نے یہ چھلانگ اس مہارت سے لگائی تھی کہ اس کا جسم لہر کے سے انداز میں بل کھاتا ہوا گیا تھا۔ تاکہ اگر گولی اس دوران چلائی جائے تو نشانہ خطا ہو جائے

اب وہ گولیوں کے چلائے جانے کی جگہوں کا اندازہ لگا چکا تھا۔

گولیاں دو مختلف جگہوں سے چلائی جا رہی تھیں۔ یہ دونوں عمارت کی دو کھڑکیاں تھیں جو کھلی ہوئی تھیں۔

پودے کے قریب پہنچتے ہی عمران نے ایک اور قلابازی کھائی اور اس بار وہ سیدھا عمارت کی دیوار میں جا بیٹھا۔ یہی ایک ایسی جگہ تھی جہاں فوری طور پر وہ دونوں کھڑکیوں میں سے ہونے والی فائرنگ سے وقتی طور پر اپنے آپ کو بچا سکتا تھا۔

"گڈ شو عمران صاحب ـــــ واقعی آپ کی مہارت قابل داد ہے"۔
اچانک صفدر کی آواز ساتھ والی کھڑکی سے سنائی دی اور پھر صفدر کا ہنستا ہوا چہرہ کھڑکی سے باہر نمودار ہوا۔ اور عمران طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"واقعی ـــــ عمران صاحب کی مہارت قابل داد ہے۔" دوسری طرف سے کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی اور پھر وہ دونوں اچھل کر کھڑکیوں سے باہر آ گئے۔

ان دونوں کے ہاتھوں میں سائیلنسر لگے ہوئے ریوالور تھے۔

"مگر مجھ غریب سے کیا غلطی ہو گئی تھی دوستو کہ تم نے مجھے تختہ مشق بنا لیا۔ اگر تمہارا ہاتھ ذرا بھی چوک جاتا تو اس وقت میں بو مارو کی روح سے قاتل کا پتہ پوچھ رہا ہوتا"

عمران نے مسمسی سی صورت بناتے ہوئے کہا۔

"وہی غلطی جو پہلے مجھ سے ہوئی تھی"

صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ وہ سمجھ گیا کہ صفدر نے مذاق کا بدلہ فوری ہی لے لیا ہے۔ جب صفدر اور کیپٹن شکیل پہلے کوٹھی میں داخل ہوئے تھے تو عمران نے مذاقاً اس پر فائر کھول دیا تھا اور صفدر کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن اس کے ہاتھ سے دور جا گری تھی

پھر دوسرے فائر نے کیپٹن شکیل کو بھی نہتا کر دیا تھا اور کوٹھی میں داخل ہونے والے سارے ممبرز پوزیشنیں لینے پر مجبور ہو گئے تھے۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ ان کا مقابلہ باقاعدہ مجرموں سے ہو گیا ہے۔ عمران نے انہیں

خاصی دیر تنگ کرنے کے بعد اپنی موجودگی کا اعلان کیا تھا۔ اور عمران کے اس عملی مذاق پر صفدر نے احتجاج بھی کیا تھا۔ لیکن ظاہر ہے عمران ایسے احتجاج پر کب کان دھرنے والا تھا چنانچہ اس نے بات اڑا دی۔ مگر اب صفدر نے اسی انداز میں کارروائی کر کے سود اچکا دیا تھا۔

"اچھا ـــــ تو یہ جوابی کارروائی تھی۔ ویسے ایک بات ہے کم از کم اس طرح تمہاری نشانہ بازی کی مہارت کا ثبوت مجھے مل گیا ہے" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اصل نشانہ بازی تو کیپٹن شکیل نے دکھائی ہے جس نے شیشم کے پودے کی جڑ اس طرح کاٹی ہے کہ آپ کو بھی گزند نہیں پہنچا۔ کم از کم میں اتنا بڑا رسک نہ لیتا۔"

صفدر نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

"اچھا ـــــ اب نشانہ بازی ختم ـــــ تم دونوں نے بدلہ چکا دیا ہے۔ اب فائل تلاش کریں ورنہ تمہارا وہ چوہا باس بپھر کر نقاب سے باہر آ جائے گا" عمران نے کہا۔

"لیکن میرا خیال ہے کہ جو تلاشی ہم نے پہلے لی ہے اس سے زیادہ کیا تلاشی لی جا سکتی ہے۔ فائل اگر اس عمارت میں ہوتی تو یقیناً مل جاتی۔"

کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میں نے بھی ایکسٹو سے بات کی تھی لیکن وہ مانتا ہی نہیں۔ وہ کہتا ہے کہ فائل اسی بلڈنگ میں ہے۔ اب ایک ہی صورت ہو سکتی ہے کہ اس بلڈنگ کو اٹھا کر دانش منزل میں پہنچا دیا جائے۔ اور ایکسٹو سے کہہ دیا جائے کہ نواب اطمینان سے بیٹھ کر تلاش کرتے رہو" عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ایکسٹو اگر اس بات پر بضد ہے عمران صاحب تو پھر فائل یقیناً یہاں موجود ہوگی۔ وہ اس طرح کبھی ضد نہیں کرتا۔"

صفدر نے ایکسٹو کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

"چلو پھر دیکھ لیتے ہیں ——— پہلے ہم نے تہہ خانوں سے تلاشی شروع کی تھی اور چھت تک گئے تھے۔ اب چھت سے شروع کرتے ہیں اور تہہ خانوں تک جاتے ہیں۔"

عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"چھت پر تو فائل کی موجودگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ سپاٹ چھت پر فائل کیسے چھپائی جا سکتی ہے۔ ہو نہ ہو فائل تہہ خانے کے کسی خفیہ طاقچے میں ہوگی۔ ایسا تہہ خانہ جسے ابھی تک ہم تلاش نہیں کر سکے۔"

صفدر نے کہا۔

"میرا خیال تم سے مختلف ہے ——— بومارو انتہائی شیطانی ذہن کا مالک ہے۔ اس نے یقیناً فائل ایسی جگہ پر چھپائی ہوگی جہاں یہ بات حتمی ہو کہ یہاں فائل نہیں چھپائی جا سکتی۔"

عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ایسی بات ہے تو پھر یہ جگہ چھت ہی ہو سکتی ہے" صفدر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ایک اور آئیڈیا بھی ہو سکتا ہے کہ بومارو نے فائل عمارت کی بجائے سامنے والے لان یا پائیں باغ میں کسی جگہ چھپائی ہو اور ہم اسے عمارت کے اندر تلاش کر رہے ہوں۔"

کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں ——— ایسا بھی ہو سکتا ہے۔"

صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ایسا کرتے ہیں کہ کیپٹن شکیل پائیں باغ اور لان کی تلاشی لے سرونٹ کوارٹرز وغیرہ بھی اس کے ذمہ۔ صفدر، تم تہہ خانوں سے تلاشی شروع کرو اور چھت تک پہنچو اور میں چھت سے تلاشی شروع کر کے تہہ خانوں تک پہنچتا ہوں۔"

عمران نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"یہ خیال درست رہے گا۔" صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تینوں اپنے اپنے ٹارگٹس پر پہنچ گئے۔

کیپٹن شکیل نے تلاشی کا آغاز پائیں باغ سے کیا وہ ایک ایک پودے کی جڑ، ایک ایک کیاری کو بغور دیکھ رہا تھا کہ کہیں زمین کھود کر فائل زمین میں نہ دبا دی گئی ہو۔ لیکن پورے پائیں باغ میں اسے ایک انچ جگہ بھی ایسی نظر نہ آئی جہاں اسے تازہ کھدائی کا شک ہوا ہو۔

پائیں باغ کو اچھی طرح کھنگالنے کے بعد وہ لان کی طرف بڑھا۔ لان اور سرونٹ کوارٹرز چیک کرنے میں اسے ایک گھنٹہ مزید لگ گیا۔ لیکن فائل کے کہیں کوئی آثار نظر نہ آئے تو وہ مایوس ہو کر واپس عمارت میں پہنچا۔ تو صفدر اور عمران ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ صفدر کا منہ لٹکا ہوا تھا جبکہ عمران کی پیشانی پر سلوٹیں پڑی ہوئی تھیں کیپٹن شکیل انہیں دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ اس کی طرح ان دونوں کو بھی مایوسی ہوئی ہے۔

"اب بھی اگر ایکسٹو ضد کرے کہ فائل اسی کوٹھی میں ہے تو پھر اب خود ہی تلاش کر لے۔"

کیپٹن شکیل نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور صوفے پر بیٹھ گیا۔

"واقعی اب ایکسٹو کو قائل کرنا ہی پڑے گا کہ فائل اس عمارت میں موجود نہیں ہے۔ لیکن پھر آخر فائل کہاں جا سکتی ہے۔" عمران نے کہا۔

"شہر میں کروڑوں جگہیں ہو سکتی ہیں۔ کسی بنک کا لاکر، کسی ڈاکخانے کا امانت بکس، کسی ریلوے اسٹیشن کا کلوک روم۔ اس کے علاوہ کوئی دوسری عمارت۔"

صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ بوبارو وغیرہ واقعی کسی اور عمارت میں موجود تھے جبھی زیرو دن انہیں ٹرانسمیٹر پر کال کر رہا تھا۔ یقیناً فائل اسی عمارت میں ہوگی۔"

عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ انہوں نے فائل ملک سے باہر نکال دی ہو اور ہم اسے یہاں تلاش کرتے پھر رہے ہوں۔"

کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"ہونے کو تو سب کچھ ہو سکتا ہے۔"

عمران نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اس وقت اس کے چہرے پر خلاف معمول گہری سنجیدگی طاری تھی۔ اور یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ اصلی عمران کی بجائے عمران کے میک اپ میں کوئی اور شخص ہو۔ جس نے کبھی کوئی مسخری بات ہی نہ کہی ہو۔

"لیکن اب اس عمارت کا کیسے پتہ چلایا جائے جہاں زیرو دن نے انہیں کال کیا تھا۔" صفدر نے کہا۔

"میرا خیال ہے مین ٹرانسمیٹر سیٹ پر تمام کالیں ٹیپ کی جاتی ہیں۔ اس مین ٹرانسمیٹر کو دانش منزل پہنچایا جائے وہاں چیکنگ ہو کر ہی اس عمارت کا پتہ چلایا جا سکتا ہے۔"

عمران نے کہا۔

"اوہ ـــــ اگر ایسا ہے تو پھر ہمیں فوری یہ کام کر ڈالنا چاہیئے۔"

صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے اٹھتے ہی کیپٹن شکیل اور عمران بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

صفدر تو آپریشن روم کی طرف بڑھتا چلا گیا جبکہ عمران اور کیپٹن شکیل آہستہ آہستہ چلتے ہوئے برآمدے میں سے ہو کر لان میں آ گئے۔ کیونکہ مین ٹرانسمیٹر کو صفدر اکیلا ہی کھول کر لا سکتا تھا۔ ان کی امداد کی ضرورت نہ تھی۔

عمران لان میں آ کر کھڑا ہوا تو اس کی نظریں دور آسمان پر اڑتی ہوئی ایک سرخ رنگ کی پتنگ پر جم گئیں۔ دوسرے ہی لمحے وہ بری طرح چونک پڑا۔

"اگر پتنگ انٹینا سے لپٹ کر ٹوٹ جائے تو پتنگ انٹینا کے ساتھ تو ہونی چاہیئے۔" عمران نے اچانک کہا۔

"پتنگ ـــــ انٹینا ـــــ کیا مطلب۔" شکیل نے حیرت بھرے انداز میں عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ آؤ۔ جہاں تک میرا خیال ہے، میں نے فائل ڈھونڈ لی ہے آج مجھے پتہ چلا ہے کہ پتنگ اڑانے کا بھی فائدہ ہوتا ہے ورنہ ڈیڈی ہمیشہ یہی پوچھتے تھے کہ پتنگ اڑانے کا کیا فائدہ ہے اور میں ان کی اس بات کا آج تک جواب نہ دے سکا تھا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے

کہا۔

"آپ کی باتیں میری سمجھ میں تو نہیں آ رہیں" ـــــ کیپٹن شکیل کی باتوں میں ابھی تک حیرت تھی۔

"کبھی پتنگ اڑائی ہے" ـــــ ؟ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں! ـــ بچپن میں اڑائی تھی" ـــــ کیپٹن شکیل نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو آؤ! ـــ آج تمہیں پتنگ اڑانے کا فائدہ بھی بتا دوں" ـــ عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا برآمدے کے کونے میں موجود اوپر جانے والی سیڑھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"تو کیا اب فائل ڈھونڈنے کی بجائے چھت پر جا کر پتنگ اڑانے کا آئیڈیا بن گیا ہے" ـــ ؟ کیپٹن شکیل نے اس کی پیروی کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــ آؤ تو سہی ـــ آج میں تمہیں دنیا کی سب سے قیمتی پتنگ اڑا کر دکھاتا ہوں"۔

عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے سیڑھیاں پھلانگتے ہوئے چند ہی لمحوں بعد عمارت کی کھلی چھت پر پہنچ گئے۔ عمران چھت پر پہنچتے ہی سیدھا چھت کی فرنٹ سائیڈ پر لگے ہوئے انٹینا کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"یہ انٹینا سے لپٹا ہوا دھاگہ دیکھ رہے ہو" ـــ ؟ عمران نے کیپٹن شکیل کو انٹینا سے لپٹا ہوا دھاگہ دکھاتے ہوئے کہا جو انٹینا سے اس انداز میں لپٹا ہوا تھا جیسے پھنس کر ٹوٹ گیا ہو۔

"واقعی یہ تو کسی پتنگ کی ڈور لگتی ہے۔ جو انٹینا سے پھنس کر ٹوٹ گئی

ہے۔ مگر فائل کا اس سے کیا تعلق" ؟

کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میں بھی اب تک یہی سمجھ رہا کہ کسی پتنگ کی ڈور انٹینا سے لپٹ کر ٹوٹ گئی ہے ـــ اس لئے میں نے اس طرف دھیان نہیں دیا۔ لیکن اگر پتنگ اس سے لپٹ کر ٹوٹی ہے تو وہ پتنگ کہاں ہے۔ اسے بھی تو موجود ہونا چاہیئے"۔

عمران نے کہا۔

"ہاں! ـــ جس انداز میں یہ لپٹا ہوا ہے۔ اس سے تو یہی اندازہ ہوتا ہے کہ پتنگ بھی ساتھ ہی ہونی چاہیئے۔ لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ پتنگ کی ڈور انٹینا سے لپٹی ہو ـــ اور پتنگ آگے کسی اور جگہ گری ہو اور وہاں سے توڑ دی گئی ہو"۔

کیپٹن شکیل نے دلیل دیتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے ـــ لیکن دیکھو! ـــ یہ دھاگہ جس انداز میں انٹینا کے بانس سے چکردار انداز میں لپٹا ہوا ہے۔ اس سے پتنگ کو یقیناً چھت پر ہونا چاہیئے ـــ لمبی ڈور والی پتنگ اس طرح انٹینا کے بانس کے گرد چکر نہیں لگاتی"۔

عمران نے جواب دیا اور کیپٹن شکیل نے سر ہلا دیا۔

"اب میں تمہیں دکھاتا ہوں کہ پتنگ کہاں ہے" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے دھاگے کو پکڑ کر انٹینا سے چھڑایا اور اسے کھینچنے لگا۔

دھاگے کا سرا کھنچتا چلا گیا۔ اور پھر کیپٹن شکیل کی آنکھوں میں شدید

حیرت کے آثار اُبھر آئے۔ جب اس نے دھاگے کو ساتھ والے پائپ کے اندر سے کھینچتے ہوئے دیکھا اور پھر چند لمحوں بعد وہ واقعی حیرت سے اچھل پڑا۔ جب پائپ میں سے دھاگے کے ساتھ پلاسٹک میں لپٹا ہوا بنڈل بھی باہر آ گیا۔

"کمال ہے ـــــ واقعی آپ نے بومارو کا نام لٹل ڈیول درست رکھا تھا ـــــ میں کبھی سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ اس پائپ میں اس قدر قیمتی فائل چھپائی جا سکتی ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یہ دھاگہ میرے ذہن میں کھٹکا تھا ـــــ لیکن پھر میں نے اسے نظر انداز کر دیا۔ اب آسمان پر دُور اُڑتی ہوئی پتنگ دیکھ کر اچانک مجھے خیال آگیا۔ اب کم از کم میں ڈیڈی کو پتنگ اُڑانے کا ایک فائدہ تو بتا سکتا ہوں" ـــــ عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور پلاسٹک کھول کر فائل باہر نکالی اور پھر اسے چیک کرنے لگا۔ اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔ لیکن دل ہی دل میں وہ بومارو کے شیطانی ذہن کو بھی بے اختیار داد دے رہا تھا۔ جس نے اس آئیڈیل انداز میں یہ فائل چھپائی تھی کہ اسے ڈھونڈنا یقیناً ناممکن تھا۔

ختم شد